

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

سوانح طیار ضویہ



سُنی دُارُ الاِشَاعَتِ عَلَوِیہِ رَضَوِیہِ
ڈبکوت روڈ، فیصل آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

موعظ رضویہ (جدید)

حصہ سوم

تصنیف لطیف: مولانا نور محمد قادری صاحب (داربرٹن)

قیمت

ناشر

سنی دارالاشاعت علوم رضویہ گاون کتبھی تحصیل شجاع شیخ پورہ
ڈبکھوٹ روڈ فیصل آباد

فہرست مضامین موعظ رضویہ (حصہ سوم)

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	نمبر شمار
	چوتھا وعظ	۹	حرفِ آغاز	۱
	نور احمدی کا انتقال ہاشم د	۱۶	پہلا وعظ	۲
۳۳	عبدالمطلب کی طرف		تیبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اول	
۳۳	انتقال نور احمدی کا بجانب عبدالمطلب	۱۷	مخلوق اور باعثِ ایجاد و عالم ہیں	۳
	پانچواں وعظ	۱۳	فائدہ	
	انتقال نور محمدی کا بجانب حضرت	۱۸	حضور تمام مخلوقات کی پیدائش	۴
۳۷	عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۵	کے لیے واسطہ ہیں	
۳۸	جمال عبداللہ پر عورتوں کا فدا ہونا	۱۹	دوسرا وعظ	۵
	چھٹا وعظ		بیان ولادت پاک حضور سرِ پانور	
۴۰	حضرت عبداللہ کا نکاح	۲۰	صلی اللہ علیہ وسلم	۶
	رحم آمد رضی اللہ عنہا خاتون میں	۲۱	نور پاک پشت آدم میں	
۴۱	نور محمدی	۲۵	حضرت حمّاک کی پیدائش	۷
	آپ کے حمل میں آنے سے	۲۲	نور محمدی کا انتقال بجانب حوا	۸
۴۱	عجائبات کا ظہور		تیسرا وعظ	
۴۳	حکایت	۲۳	نور مصطفیٰ کا انتقال حضرت شیبیب	۹
۴۳	انیس کے کرام کی آئینہ بی بی کو بتائیں	۲۴	علیہ کی طرف	
	ساقواں وعظ		حضور پر نور کے جملہ ابا اہلخان تھے	۱۰
	حبیبِ خدا رحمۃ اللعالمین حضرت	۲۵	سوال	۱۱
	محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا	۳۰	جواب	۱۲
	دُنیا میں تشریف لانا اور ولادت	۳۱	فائدہ	۱۳
۴۵	باسعادت کا بیان مبارک	۳۱	استفتاء	۱۴
	تاریخ ولادت حضور سرِ پانور	۳۶	ہوا المصوب	۱۵

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۶۳	حضرت حافظ الحدیث ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان -	۴۴	۴۶	۲۷
۶۴	حضرت امام سخاوی علیہ رحمۃ الباری کا مبارک قول	۴۵	۴۷	۲۸
۶۵	فائدہ	۴۶	۴۸	۲۹
۶۶	حضرت علامہ یوسف بن اسمعیل بنہانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۴۷	۴۹	۳۰
۶۷	حضرت امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول -	۴۸	۵۰	۳۱
۶۸	فائدہ	۵۰	۵۱	۳۲
۶۹	حضرت ابن جوزی کے پوتے رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۵۱	۵۲	۳۳
۷۰	فائدہ	۵۲	۵۳	۳۴
۷۱	حضرت سید احمد زینی شافعیؒ کا قول -	۵۳	۵۴	۳۵
۷۲	حضرت خاتم الفقہاء و محدثین شیخ احمد شہاب الدین حجر تبتی مکی کا قول	۵۴	۵۵	۳۶
۷۳	افضل الفضلاء علم العلماء و فرید العصر مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس برہہ کا فرمان مبارک	۵۵	۵۶	۳۷
۷۴	فاضل اجل عالم بے بدل خاتم المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نورانی قول -	۵۶	۵۷	۳۸
۷۵	حضرت مولانا مولوی محمد عنایت احمد صاحب کا قول -	۵۷	۵۸	۳۹
			۵۹	۴۰
			۶۰	۴۱
			۶۱	۴۲
			۶۲	۴۳

صفحہ	مضمون	نمبر شمار	صفحہ	مضمون	نمبر شمار
	بارک قول۔		۶۹	فائدہ	۵۸
۷۸	فائدہ	۷۴	۷۴	عالم ربانی فاضل لائٹانی حامی دین	۵۹
۷۹	حضرت امام سبکی کا قیام	۷۵	۷۵	نبوی حضرت مولانا حافظ ابوالحسنات	
۷۹	فائدہ	۷۶	۷۶	محمد عبدالحی لکھنوی کا قول	
۷۹	علامہ قہارہ حضرت شیخ عبدالرحمن	۷۷	۷۷	فائدہ	۶۰
۸۰	صفوری شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۷۸	۷۸	فائدہ	۶۱
۸۰	حرف آخر	۷۸	۷۸	فائدہ	۶۲
۸۱	خوار و عظ	۷۹	۷۹	عارف معارف حقیقت سالک	۶۳
۸۱	حضور سرایانور صلی اللہ علیہ وسلم	۷۹	۷۹	مسائل شریعت و طریقت و لانا	
۸۱	کی رضاعت کا حال اور اس زمانہ	۸۰	۸۰	الحاج الحافظ شاہ محمد امداد اللہ	
۸۱	کے خوارق کا بیان	۸۰	۸۰	صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قول فیصل	
۸۱	دونوں جہاں کا سردار ایک تہم ہیں	۸۱	۸۱	منکرین کو نصیحت	۶۴
۸۲	رد سائے قریش کا دستور	۸۱	۸۱	منکرین کا لفظ عید پر ابال	۶۵
۸۲	آپ کی رضائی والدہ	۸۲	۸۲	معالطہ	۶۶
۸۲	حضرت حلیمہ کا بخت	۸۲	۸۲	فائدہ	۶۷
۸۲	دسواں و عظ	۸۳	۸۳	میلاد کاروزرا کا بر علماء کے ہاں	۶۸
۸۲	حضور کا شوق صدر بچپن میں	۸۳	۸۳	عید ہے۔	
۸۲	گیسا سہواں و عظ	۸۳	۸۳	فائدہ	۶۹
۹۰	ذکر والدہ ماجدہ اور کفالت	۸۴	۸۴	یوم ولادت پاک خوشی منانے	۷۰
۹۰	عبدالمطلب	۸۴	۸۴	کی برکت۔	
۹۰	والدہ ماجدہ کا انتقال	۸۵	۸۵	قیام کرنا	۷۱
۹۰	عبدالمطلب کی کفالت	۸۶	۸۶	سید احمد زینی شافعی مفتی	۷۲
۹۰	بچپن میں حضور کی خیر و برکت	۸۷	۸۷	مکہ کا قول	
۹۰	ابوطالب کی کفالت	۸۸	۸۸	امام عالم علامہ قہارہ علی بن	۷۳
۹۲	بحیرہ راسب کی شہادت	۸۹	۸۹	برہان الدین علی شافعی کا	

صفحہ	مضمون	نمبر شمار	صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۱۰۳	حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں	۱۰۷	۹۷	نبی کریم کا سفر تجارت	۹۰
	تیبی ہواں و عظم		۹۵	آپ کا نکاح بی بی خدیجہ	۹۱
	حضور اقدس کے جسم پاک کی	۱۰۸		باکس ہواں و عظم	
۱۰۳	برکت کا بیان	۱۰۹	۹۶	حضور پر نور کا حسن و جمال	۹۲
"	جسم اقدس کی برکت	۱۰۹		حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی	۹۳
۱۰۴	حضرت براء بن عارب رضی اللہ	۱۱۰		شہادت	
	عنہ فرماتے ہیں۔		۹۷	حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ	۹۴
۱۰۵	حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں	۱۱۱		کافر مان	
۱۰۶	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما	۱۱۲	"	فائدہ	۹۵
	فرماتے ہیں۔		"	حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ	۹۶
۱۰۷	حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں	۱۱۳		وجہ الکریم کا فرمان	
"	حضرت اسماء بنت ابوبکر	۱۱۴	"	حضرت جبرائیل علیہ السلام	۹۷
	فرماتی ہیں			کافر مان۔	
۱۰۹	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم	۱۱۵	۹۹	جسم پاک کی نورانیت	۹۸
	کے جسم اقدس سے چھو جانوالی		۱۰۰	حضور کے جسم اقدس کی لطافت و	۹۹
	شے پر دوزخ کی آگ اثر نہیں			نظافت	
	کر سکے گی۔		"	فائدہ	۱۰۰
"	تنبیہ	۱۱۶	"	جسم اقدس خوشبودار تھا	۱۰۱
	چودھواں و عظم		"	حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ	۱۰۲
۱۱۱	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم	۱۱۷		فرماتے ہیں۔	
	کی طاقت و شجاعت		۱۰۱	حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم	۱۰۳
۱۱۲	حضور کی خداداد طاقت	۱۱۸		فرماتے ہیں۔	
۱۱۳	تنبیہ	۱۱۹	"	حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں	۱۰۴
"	آپ کی شجاعت	۱۲۰	۱۰۲	حکایت	۱۰۵
۱۱۵	حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں	۱۲۱	۱۰۳	حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔	۱۰۶

صفحہ	مضمون	شمار	صفحہ	مضمون	شمار
۱۳۳	آپ کا بول مبارک باعثِ شفا ہے	۱۳۶	۱۱۵	فائدہ	۱۳۲
۱۳۴	سولہواں وعظ	۱۳۷	۱۱۸	پندرہواں وعظ	۱۳۳
۱۳۵	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے	۱۳۸	۱۱۹	رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا	۱۳۴
۱۳۶	اعضائے شریفہ کا حسن و جمال	۱۳۹	۱۲۰	مبارک پسینہ اور فضلات	۱۳۵
۱۳۷	چہرہ اقدس کا بیان	۱۴۰	۱۲۱	خوشبودار تھے۔	۱۳۶
۱۳۸	مبارک لب	۱۴۱	۱۲۲	آپ کا پسینہ مبارک	۱۳۷
۱۳۹	ذندان مبارک	۱۴۲	۱۲۳	حضرت انس کی والدہ ام سلیمہ	۱۳۸
۱۴۰	لعاب دہن	۱۴۳	۱۲۴	فرماتی ہیں۔	۱۳۹
۱۴۱	لعاب مبارک کی خوشبو	۱۴۴	۱۲۵	فائدہ	۱۴۰
۱۴۲	لعاب کی شہینہ	۱۴۵	۱۲۶	خون مبارک پاک اور باعث	۱۴۱
۱۴۳	لعاب شفا	۱۴۶	۱۲۷	برکت ہے۔	۱۴۲
۱۴۴	لعاب مبارک کی غذائیت	۱۴۷	۱۲۸	شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ لکھتے	۱۴۳
۱۴۵	علامہ محقق حضرت عبدالحق دہلوی	۱۴۸	۱۲۹	ہیں۔	۱۴۴
۱۴۶	و علامہ یوسف بہانی لکھتے ہیں۔	۱۴۹	۱۳۰	آپ کا دم محبت سے پی جانے	۱۴۵
۱۴۷	سنتڑھواں وعظ	۱۵۰	۱۳۱	سے سلمان بنتی بن جاتا ہے	۱۴۶
۱۴۸	مبارک آنکھوں اور زلفوں کا	۱۵۱	۱۳۲	آپ کا بول و براز امت کے حق	۱۴۷
۱۴۹	حسن دلربا	۱۵۲	۱۳۳	میں پاک ہے۔	۱۴۸
۱۵۰	مبارک آنکھوں کا حال	۱۵۳	۱۳۴	حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۹
۱۵۱	فائدہ	۱۵۴	۱۳۵	فرماتے ہیں۔	۱۵۰
۱۵۲	فائدہ	۱۵۵	۱۳۶	حضرت یوسف اسمعیل بہانی	۱۵۱
۱۵۳	بال مبارک	۱۵۶	۱۳۷	فرماتے ہیں۔	۱۵۲
۱۵۴	صحابہ کے نزدیک حضور کے بالوں	۱۵۷	۱۳۸	حضرت شیخ عبدالحق محمد دہلوی	۱۵۳
۱۵۵	کی عظمت	۱۵۸	۱۳۹	فرماتے ہیں۔	۱۵۴
۱۵۶	فائدہ	۱۵۹	۱۴۰	آپ کا بول و براز خوشبودار تھا	۱۵۵
۱۵۷	فائدہ	۱۶۰	۱۴۱	حکایت	۱۵۶

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
	بائیسواں وعظ	۱۳۹	بارک بالوں کی برکت	۱۵۵
۱۵۷	معراج کس جگہ سے ہوا	۱۴۴	فائدہ	۱۵۶
"	تاریخ معراج	۱۴۵	حکایت	۱۵۷
۱۵۸	سجین	۱۴۶	اٹھاسواں وعظ	
۱۵۹	الذی انما سی	۱۴۷	معراج شریف کے بیان میں	۱۵۸
"	بعبیدہ	۱۴۸	معراج کے متعلق عقیدہ	۱۵۹
۱۶۰	بعبیدہ کی وضاحت	۱۴۹	حضور کی سیر کے دو حصے	۱۶۰
"	وہابیہ کا لفظ عبد پر اعتراض	۱۸۰	معراج کی کیفیت میں اختلاف ہے	۱۶۱
"	بعبیدہ کے فرمانے کی حکمت	۱۸۱	جسمانی معراج پر دلائل	۱۶۲
۱۶۱	کیلاً	۱۸۲	فلاسفہ کا انکار معراج	۱۶۳
"	من المسجد الحرامہ	۱۸۳	انیسواں وعظ	
"	الی المسجد الاقصی	۱۸۴	آسمانوں پر جانیکے نفلی دلائل	۱۶۴
"	اعتراض	۱۸۵	نفلی دلائل	۱۶۵
۱۶۲	جواب	۱۸۶	نتیجہ	۱۶۶
	الذی بارتکت حولہ	۱۸۷	پنچریوں کا دوسرا سوال اور اس کا جواب	۱۶۷
۱۶۳	لنویۃ من آیاتنا	۱۸۸		
"	لفظ من سے مغالطہ کا ازالہ	۱۸۹	فائدہ	۱۶۸
۱۶۴	انہو السمیع البصیر	۱۹۰	حکایت	۱۶۹
۱۶۵	تیسواں وعظ		مقولہ حضرت جنید	۱۷۰
۱۶۷	شق صدر مبارک کی حکمت	۱۹۱	حکایت دوم	۱۷۱
"	سونے کا ملتفت	۱۹۲	بیسواں وعظ	
۱۶۸	قلب اقدس کا زمرم سے دھویا جانا	۱۹۳	معراج شریف کی حکمتیں	۱۷۲
"	براق کا حاضر کیا جانا	۱۹۴	اکیسواں وعظ	
۱۶۹	براق کی وجہ تسمیہ	۱۹۵	معراج شریف کیلئے رات کے تعین کی حکمت	۱۷۳

صفحہ	مضمون	نمبر	صفحہ	مضمون	نمبر
۱۷۸	دوبیہ کا اعتراض	۲۱۸	۱۶۹	براق بھینچنے میں حکمت	۱۶۶
"	جواب	۲۱۹	۱۷۰	براق پر سواری	۱۶۷
"	پچیسواں وعظ		۱۷۰	فائدہ	۱۶۸
"	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیت المقدس	۲۲۰	۱۷۱	ظہور شانِ حبیبِ خدا	۱۶۹
۱۷۹	(بمقامِ نبی)	۲۲۱	"	فائدہ	۱۷۰
۱۸۰	فائدہ	۲۲۲		چوبیسواں وعظ	
"	انبیاء کرام کا شانہ کرنا	۲۲۳	"	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم	۲۰۱
۱۸۳	حضور کا سب سے افضل ہونا	۲۲۴		کی بطحائے مکہ سے روانگی اور	
"	چھبیسواں وعظ			عجائبات کا ملاحظہ فرمانا	
۱۸۳	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمان	۲۲۵	۱۷۲	فائدہ	۲۰۲
"	اول پر جلوہ فرمانا		۱۷۳	فائدہ	۲۰۳
۱۸۵	آسمان دنیا کی طرف عروج	۲۲۶	۱۷۴	بجا بدین کا ملاحظہ فرمانا	۲۰۴
"	سامانیا پر پہنچنا	۲۲۷	"	تارک زکوٰۃ کا دیکھنا	۲۰۵
۱۸۶	نجدیہ کا اعتراض	۲۲۸	"	تارک صلاۃ کا ملاحظہ فرمانا	۲۰۶
۱۸۷	جواب	۲۲۹	"	زانیوں کا دیکھنا	۲۰۷
"	آدم علیہ السلام زندہ ہیں	۲۳۰	۱۷۵	حر لیں کا دیکھنا	۲۰۸
۱۸۸	آسمانوں پر جبرئیل علیہ السلام	۲۳۱	"	واعظ سوء کو دیکھنا	۲۰۹
"	کا حضراتِ انبیاء سے تعارف کرانا		۱۷۶	جنت کی آواز سنا	۲۱۰
"	آسمان پر امور غریب کا دیکھنا	۲۳۲	"	دورخ کا آواز سنا	۲۱۱
"	ستائیسواں وعظ		۱۷۷	یہود و نصرائی کا بلانا	۲۱۲
۱۸۹	دوسرے آسمان سے چھتے تک سیر	۲۳۳	"	حرام کھانے والے کا ملاحظہ فرمائیے	۲۱۳
۱۹۰	آسمان دوم کے عجائبات	۲۳۴	"	سود خواروں کو دیکھنا	۲۱۴
۱۹۱	قریب آسمان کی یہ شرط حسن کی تشریح	۲۳۵	"	مالِ یتیم کھانے والے دیکھے	۲۱۵
۱۹۲	چوتھے آسمان کی سیر	۲۳۶	۱۷۸	زانی عورتوں کا دیکھنا	۲۱۶
"	فائدہ	۲۳۷	"	چغفل خور	۲۱۷

صفحہ	مضمون	نمبر شمار	نمبر شمار	مضمون	نمبر شمار
۲۰۳	قلموں کی آواز سننا اور قلموں کی لکھنے کی تشریح	۲۵۷	۱۹۳	آخری قعود فرض ہے، پانچویں آسمان کی سیر	
۲۰۵	جنت دوزخ کا ملاحظہ کرنا	۲۵۸	۱۹۳	چھٹے آسمان کی سیر مومن علیہ السلام کا روزنا حضور کو غلام کہا	
	تیسواں وعظ	۲۵۹		ساتویں آسمان کی سیر	۲۳۳
	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عرش عظیم پر تشریف لے جانا۔		۱۹۶	بیت المتعود، نہر الحیوۃ	
۲۰۶	عرش پر علم ماکان و مایکون کا حاصل ہوتا۔	۲۶۰	۱۹۷	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پیغام	
۲۰۷	دو بیوں کی خیانت و تواریخ حبیب اللہ دام شکرانی	۲۶۱	۱۹۸	ساتویں آسمان پر نیکیوں اور بدوں کا دیکھنا	
۲۰۸	مردان خدا کی نظریں عرش پر پڑتی ہیں۔	۲۶۲	۱۹۹	حوض کوثر، ایک جسم کا آن واحد میں متعدد جگہ حاضر ہونا	
	اکتیسواں وعظ			فائدہ	
	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام قدس میں پہنچنا۔	۲۶۳	۲۰۰	انیسواں وعظ	
۲۱۰	قاب قوسین کی حکمت	۲۶۴	۲۰۱	سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقام سدرۃ المنتہیٰ اور جنت میں تشریف لے جانے کا۔	۲۵۷
۲۱۱	حبیب پاک کا صفات باری سے متصف ہونا۔	۲۶۵		سدرۃ المنتہیٰ کی وجہ تسمیہ	۲۵۳
	بیسواں وعظ	۲۶۶	۲۰۲	سدرۃ کا حسن منظر	۲۵۴
۲۱۲	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار جمال باری تعالیٰ سے مشرف ہونا			چار نہریں ملاحظہ فرمائیں	۲۵۵
	امکان رویتہ باری تعالیٰ	۲۶۷		سدرۃ پر جبریل علیہ السلام کا رک جانا اور جبریل علیہ السلام کی حاجت	۲۵۶
۲۱۳	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا	۲۶۸			

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۲۳۴	چھتیسواں وعظ		دیدار الہی سے شرف ہونا	
۲۳۵	دایسی پرتا فلوں کا ملاحظہ فرمانا	۲۸۰	دیدار الہی کے وقت حضور کی	۲۴۹
۲۳۵	بیت المقدس کی نشانیاں	۲۸۱	کمال قدرت	
	بتلانا۔		دیدار الہی میں آپ کو کوئی شک	۲۵۰
۲۳۶	حضور علیہ السلام کا	۲۸۲	نہیں رہا۔	
	مشاہدہ ہونا۔	۲۱۶	روایت باری تعالیٰ میں مذہب	۲۵۱
۲۳۷	زمین کے خزانوں کے مالک ہیں	۲۸۳	جہور۔	
	(ختم شد)		تیسویں وعظ	
		۲۱۸	روایت باری تعالیٰ کا ثبوت حدیث	۲۵۲
			پاک اور اقوال بزرگان دین سے۔	
		۲۲۰	اقوال بزرگان دین	۲۵۳
			چوتیسواں وعظ	
		۲۲۳	مخالفین کا عدم روایت پر استدلال	۲۵۴
			اور اسکا جواب	
			پننٹیسواں وعظ	
		۲۲۸	اللہ تعالیٰ سے ہکلامی کا شرف پانا	۲۵۵
		۲۲۹	اللہ تعالیٰ کے سلام سے شرف ہونا	۲۵۶
		۲۳۰	فرضیت نماز	۲۵۷
		۲۳۱	دایسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام	۲۵۸
			سے ملاقات۔	
		۲۳۳	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا	۲۵۹
			خمازوں میں تخفیف طلب	
			کرنے کا مشورہ دینا	

حرف آغاز

الحمد للہ: کتاب "مواعظ رضویہ" حصہ سوم چھپ کر زیورِ علم و فن آراستہ ہو کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ کتاب بڑے سادہ دلچسپ انداز میں لکھی گئی ہے۔ اشعار کی بجائے قرآنی آیات، احادیث، حکایات و اقوال بزرگانِ دین کا اتنا بڑا مواد ہے کہ آپ کو دوسری کتب و عظیم ملنا محال ہے۔ ہم نے مصنف موصوف سے اُن کے تمام وعظوں کے حقوق حاصل کر لئے ہیں۔ اور آئندہ باقی حصص انشاء اللہ العزیز آپ کی خدمت میں جلد ہی پیش کر رہے ہیں۔

کتاب علمی نقطہ نگاہ سے بلند پایہ ہے۔ ہر موضوع دلائل و براہین سے واضح کیا گیا ہے۔ وعظ کی جامع و مدلل کتاب ہے۔ حالات حاضرہ سے متعلقہ موضوعات پر عوام کی تنبیہ کے لئے زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہے۔ اس کتاب کے ہوتے ہوئے مقرر کو وعظ کی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں رہتی۔ صرف یہی کتاب عالم فاضل بنا دیتی ہے۔

دوسری کتب و وعظ سے اخذ کردہ تفسیر سے عوام کو معلوم ہو جاتا ہے کہ مولانا صاحب فلاں کتاب سے بیان فرما رہے ہیں۔ مگر مواعظ رضویہ آپ کو اس بات سے بے نیاز کر دے گی۔ آپ خود مسائل کو اپنی طرز پر سیدھ کر کے خود اپنی تفسیر تیار کریں اور عوام کو دین حق سے روشناس کرائیں آپ بوقت ضرورت اشعار خود لگا سکتے ہیں۔ مصنف موصوف کی طبیعت اشعار کی طرف مائل نہ تھی۔

المختصر یہ کتاب علماء و مقررین کے لئے معاون و مددگار کتاب ہے

و عظ سے پیشتر خرید منٹ صرف کئے ہوئے آپ کو تحسین و آفرین سے
مکنار کر دیں گے۔

ہم نے یہ کتب خانہ کسی ذاتی غرض و غایت کے پیش نظر قائم نہیں کیا
بلکہ مذہب برحق السنن و جماعت کی خدمت و اشاعت ہمارا نصب العین
ہے۔ ہم بڑی کوشش سے اپنے مسلک سے متعلقہ کتب فراہم
کرتے ہیں۔

آپ سے استدعا ہے کہ آپ بھی ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں کتابیں
منگو کر پڑھیں تاکہ ہم اپنے نصب العین میں کامیاب ہو سکیں۔ مزید التماس
کہ اپنے قیمتی مشوروں سے سرفراز فرمائیں تاکہ اس کتب خانہ کو دن دگنی راست
چوگنی ترقی ہو۔

دعا گو
فقیر ابوسلیم محمد اسلم علوی، قادری، رضوی

مالک و مینجری دارالاشاعت علویہ رضویہ ڈیکوٹ روڈ
لاہیلپور

پہلا وعظ

حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم اول مخلوق اور باعث ایجاد عالم ہیں
 قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ذِكْرًا لَكَ هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ
 ان کلمات اعجاز سمات میں حمد خدا اور شانے الہی بیان کی گئی ہے۔ نیز یہی آیت
 حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور وصف کو بھی متضمن ہے یعنی جیسا کہ اول
 آخر۔ ظاہر۔ باطن اسمائے وصفات خداوندی میں اسی طرح اول، آخر، ظاہر، باطن حبیب
 صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء اور صفات بھی ہیں۔ کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اسماء و
 صفات الہی سے متعلق اور متصف ہیں۔ (مدارج جلد اول ص ۲۸)

اول، آخر، ظاہر، باطن اللہ تعالیٰ کی یہ صفیں ظاہر باہر میں گمیرہ اوصاف حضور
 اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرح ہیں کہ آپ اول تو اس لئے ہیں کہ سب سے اول
 آپ کا نور مخلوق ہو جب کہ نہ آسمان تھا نہ زمین۔ نہ لوح تھی اور نہ قلم نہ آدم تھے نہ جن تھے
 نیز روز میثاق سب سے پہلے آپ نے بلی کہا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ پر سب سے پہلے آپ نے
 ایمان لایا تھا۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ذِكْرًا لَكَ دَعَاكَ وَبَدَّلَكَ آمُوتًا وَكَانَ الْأَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ۔ نیرقیامت
 کے روز اول آپ ہی قبر انور سے باہر تشریف لائینگے اور آپ ہی اول در شفاعت کھائینگے
 اور سب سے پہلے آپ ہی جنت میں داخل ہوں گے۔ اور آخر آپ اس لئے ہیں کہ
 آپ کی بعثت سب انبیاء علیہم السلام کے آخر میں ہوئی۔ آپ کا دین آخری دین ہے
 اور آپ کی کتاب آخری کتاب ہے کہ اسلام اور قرآن کے بعد کوئی دین اور کتاب
 نہیں ہوگا۔ ظاہر اس لئے ہیں کہ تمام آفاق عالم میں آپ کے انوار موجود ہیں جس سے عالم
 روشن ہے۔ اور باطن یعنی پوشیدہ اس لئے ہیں کہ آپ کی حقیقت نگاہ عالم سے
 پوشیدہ ہے۔ اور حقیقت محمدیہ صلوة اللہ علیہا و سلمہ کو سوائے خداوند ہی عالم کے
 کسی نے نہ جانا۔ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ اس لئے ہیں کہ آپ باذن اللہ ہر شے کے عالم
 ہیں (مدارج جلد اول ص ۲۸)

حضرات مسلمان! اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے رسول پاکؐ کو نور
سب سے اول پیدا فرمایا جب کہ نہ زمین تھی نہ آسمان نہ شمس و قمر نہ ملائکہ نہ جن و
انسان تھا۔ غرضیکہ اس وقت سوائے رب العزت جل و علی کے کچھ بھی نہ تھا۔ حدیث میں
دار وہے۔ اَدَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ كُوْنِي (مدارج النبوت حصہ دوم ص ۱۷۶) تاریخ حبیب اللہ ص ۲۰
شہاب ثاقب مصنف مولوی حسین احمد دیوبندی ص ۴ معارج کن اقل ص ۱۹۶

ترجمہ :- سب سے پہلے اللہ تبارک و تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا۔ ایک حدیث پاک
میں وارد ہوا ہے۔ اَدَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْعِلْمُ مگر اس حدیث میں اولیت اضافی ہے کہ عرش
اور پانی کے بعد قلم کو پیدا فرمایا۔ اور حضور انورؐ کے نور والی حدیث میں اولیت حقیقی ہے
لہذا تعارض منتفی ہو کر دونوں حدیثوں میں تطابق ہو گیا۔ (مدارج حصہ دوم ص ۱۷۶)

بعض علماء نے ان حدیثوں کا جواب یہ دیا ہے۔ نور اور عقل اور علم سب عبارت نور
مصطفیٰ سے ہے۔ چونکہ حضور ظاہر بنفسہ میں اور مظہر بغيرہ میں اس اعتبار سے آپ کو نور
کہا گیا۔ اس جہت سے کہ آپ کو حملہ اشیا کا تعقل ہے اس لحاظ سے آپ کو عقل کہا
گیا۔ اس حیثیت سے کہ تمام علوم لوح محفوظ میں آپ کے واسطے سے مندرج ہیں۔
اس واسطے آپ کو قلم کہا گیا (معارج کن اول ص ۱۹۶)

(۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ مَنِيَّ وَجَبَّتْ لَكَ الْبَيُّوتَةُ قَالَ وَآدَمُ بَيْنَ
الْوَجْهِ وَالْجَسَدِ - رواه الترمذی (مشکوٰۃ ص ۱۳۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ
حضور کے لئے نبوت کب سے ثابت ہے فرمایا جبکہ آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم
کے درمیان تھے یعنی ابھی تک آپ کے روح کا تعلق آپ کے جسم کیساتھ نہیں تھا۔
ثابت ہوا کہ حضور کے نور کی تخلیق آدم علیہ السلام سے قبل ہے اور حضور آدم
سے پہلے نبی بن چکے تھے۔

(۲) عَنِ الْوَلَدِ بْنِ مَسْرُوبَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَرَأَيْتِي
عِنْدَ اللَّهِ مَكْتُوبٌ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَرَأَيْتِي آدَمَ الْمَجْدِلَ لِي فِي طَيْبَتِهِمْ وَسَأَخْبِرُكُمْ بِأَوَّلِ أَمْرِي

ذَكَرُوا أَبُو هَيْمٍ وَشَاسِرَةَ عَيْسَى وَرُؤْيَا أُمِّي النَّبِيِّ سَأَلَتْ حَبِيبٌ وَصَفَتْنِي وَقَدْ خَنَحَ لَهَا
نُورًا أَضَاءَ كَمَا مَنَّةُ قُصُورِ الشَّامِ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَنِ وَمَشْلُوكَةِ ص ۳۵)

حضرت عرابض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے
ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اسوقت خاتم النبیین لکھا جا چکا تھا جبکہ آدم
علیہ السلام ابھی گوندرھی ہوئی مٹی میں پڑے ہوئے تھے۔ میں ابھی اپنے امرا کا دل بیان کرتا
ہوں۔ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور اپنی
اماں جان کا وہ رو بیا آنکھ سے دیکھتا ہوں جسکے انہوں نے مجھے جنتے ہوئے دیکھا۔ بالیقین
(اسوقت) ایک نور نکلا جس سے میری اماں جان کے سامنے شام کے محلات روشن ہو گئے۔
فائدہ:- حضرات اس حدیث پاک سے تین باتیں ثابت ہوئیں اول یہ کہ حضور

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آدم علیہ السلام سے پہلے مخلوق ہوئے دوسری یہ کہ آپ
خاتم النبیین میں آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ تیسری بات یہ ثابت ہوئی کہ حضور
نورحسی ہیں۔ کہ ولادت کے وقت اتنی روشنی ہوئی کہ حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ
تعالیٰ عنہا نے شام کے محلات کو ملاحظہ فرمایا۔ فالحمد لله على ذلك۔

۴:- حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کُنْتُ نَبِيًّا ذَا أَدَمٍ بَيْنَ النُّوْرِ
وَالْجَسَدِ (مدارج حصہ دوم ص ۳) ترجمہ:- میں اسوقت نبی تھا جب کہ آدم علیہ السلام
ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ میں اپنے رب کے ہاں آدم علیہ السلام
کی پیدائش سے جو وہ ہزار سال قبل نور
تھا۔ یعنی میرا نور آدم علیہ السلام کی پیدائش
سے بہت قبل ہے۔

(۵) عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ
سَهْبِيِّ اللَّهِ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نُورًا بَيْنَ يَدَيْ سَابِقِي
أَبِي خَلِيفٍ آدَمَ بِأَسْبَعَةِ عَشْرَةِ أَلْفِ عَامٍ
(الوارث محمدیہ من مولدہ لہ ص ۳۷)

(۶) دُرِّي عَبْدُ الرَّزَّاقِ لِسُنْدِهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ اللَّهَ سَمِعِي اللَّهُ قَالَ كُنْتُ
يَا سَوْوَلُ اللَّهِ يَا بَنِي أُمَّتِي وَأُمَّتِي أَحِبُّونِي عَنْ أَوَّلِ شَيْءٍ خَلَقَهُ تَعَالَى قَبْلَ الْأَشْيَاءِ قَالَ

يَا جِبْرِيْلُ اللهُ تَعَالَى خَلَقَ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ نُورًا نَبِيْلًا مِنْ نُورِهِ فَجَعَلَ ذَلِكَ النُّورَ
 يَدْرُسًا بِالْعَدْسَةِ حَيْثُ شَاءَ اللهُ تَعَالَى وَكَمْ يَكُنْ فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَلَا قَلَمٌ وَلَا جَنَّتٌ
 وَلَا نَارٌ وَلَا مَلَكٌ وَلَا سَمَاءٌ وَلَا أَرْضٌ وَلَا شَمْسٌ وَلَا قَمَرٌ وَلَا جَنَّتِي وَلَا أَسْبَغِي فَلَمَّا أَسَاءَ اللهُ
 تَعَالَى أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ قَسَمَ ذَلِكَ النُّورَ أَرْبَعًا جُزْءًا فَخَلَقَ مِنَ الْجُزْءِ الْأَوَّلِ الْعِلْمَ وَ
 مِنَ الثَّانِيِ اللَّوْحَ وَمِنَ الثَّلَاثِ الْعَرْشَ ثُمَّ قَسَمَ الْجُزْءَ الرَّابِعَ أَرْبَعِ أَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْجُزْءِ الْأَوَّلِ
 حَمَلَةَ الْعَرْشِ وَمِنَ الثَّانِيِ الْكُرْسِيَّ وَمِنَ الثَّلَاثِ بَابِي الْمَلَائِكَةِ ثُمَّ قَسَمَ الْجُزْءَ الرَّابِعَ أَرْبَعَةَ أَجْزَاءٍ فَخَلَقَ
 مِنَ الْأَوَّلِ السَّمَوَاتِ وَمِنَ الثَّانِيِ الْأَرْضَ صَيْنَ وَمِنَ الثَّلَاثِ الْجَنَّةَ وَالنَّاسَ ثُمَّ قَسَمَ الرَّابِعَ
 أَرْبَعَةَ أَجْزَاءٍ الْخَبْرُ الْخَبْرُ الْخَبْرُ الْخَبْرُ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ
 میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں مجھے بتا دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کیا چیز
 پیدا فرمائی فرمایا اسے جابر بیشک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے
 نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا وہ نور قدرت الہی سے جہاں خدا
 نے چاہا دورہ کرتا رہا اسوقت لوح و قلم جنت و دوزخ فرشتگان آسمان و زمین - سورج
 چاند جن و انسان کچھ نہ تھا بھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار
 حصے فرک پہلے سے قلم دوسرے سے لوح - تیسرے سے عرش بنایا - پھر چوتھے کے چار حصے
 کئے - پہلے سے فرشتگان حامل عرش - دوسرے سے کرسی تیسرے سے باقی ملائکہ پیدا کئے
 پھر چوتھے کے چار حصے کئے پہلے سے آسمان - دوسرے سے زمین - تیسرے سے
 بہشت و دوزخ بناے - پھر چوتھے کے چار حصے کئے - الی آخر الحدیث -

اس حدیث کو علامہ زرقانی نے شرح مواہب جلد اول ص ۳۳ میں - امام قسطلانی
 نے مواہب لدینیہ میں - علامہ یوسف بن اسماعیل نے انوار محمدیہ میں مواہب لدینیہ
 ص ۱۳ میں علامہ شیخ محقق دہلوی نے مدارج النبوة ص ۳۹ جلد اول - علامہ تھامر علی
 بن بردان الدین حلی شافعی نے سیرت طبری ص ۳۴ میں اور علامہ فاسی امام مہدی بن احمد
 نے مطالع المسرات ص ۲۱ میں اور عالم الفقہاء والمحدثین شیخ مشہاب الدین بن حجر عسقلانی

نے فتاویٰ حدیثیہ ص ۵۱ میں درج فرمایا۔ خود دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی
تھانوی نے نشر الطیب فی ذکر النبی الجیب ص ۱ میں اور مولوی محمد ادریس کاندھلوی
دیوبندی نے مقامات کے ماشیہ ص ۱ میں اس حدیث کو نقل کیا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَ
جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ يَا جِبْرِيلُ لِمَ عَمَرْتَ مِنَ السَّنِينَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَسْتُ
أَعْلَمُ غَيْرَ أَنَّ فِي الْحَبَابِ الرَّابِعَ نَجْمٌ يُطْلَعُ فِي كُلِّ سَبْعِينَ أَلْفَ سَنَةٍ مَرَّةً سَأَلْتُهُ أَمْنِيْنَ
وَسَبْعِينَ أَلْفَ مَرَّةً فَقَالَ يَا جِبْرِيلُ دَعْوَةٌ سَأَلْتُ جَلَلَكَ أَنْ تَأْتِيَكَ الْكَلْبُكُ (سیرت
حلبی ص ۳۶)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا ہے جبریل بتاؤ تمہاری عمر کتنے سال
کی ہے۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ اسکا مجھے کوئی علم نہیں البتہ حجاب
رابع میں ایک ستارہ ہزار سال کے بعد ایک دفعہ طلوع کرتا تھا اس کو میں نے
بہتر ہزار دیکھا۔ آپ نے فرمایا ہے جبریل مجھے اپنے رب کی عزت و جلال کی قسم
وہ ستارہ میں ہی تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت
جبریل علیہ السلام سے کئی ہزار سال پہلے مخلوق ہو چکے تھے۔
حضور تمام مخلوقات کی پیدائش کیلئے واسطہ ہیں :- حضرات! یہ ساری
کائنات آسمان وزمین، شمس و قمر، جنت و دوزخ، انس و جن حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے صدقے میں وجود میں آئی ہے۔ اگر آپ کی ذات بابرکات تشریف نہ
لائی تو عالم میں کوئی ایک شے کبھی پیدا نہ ہوتی۔ حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث
دیوبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ بدانکہ اول مخلوقات و واسطہ صدور کائنات و واسطہ
خلق عالم و آدم نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم است (مدارج حصہ دوم ص ۱۷)
الحاصل شمس و قمر کی روشنی گلاب و چیلہ کی خوشبوئیں۔ باغ کے پھول در

سارے عالم کی یہ جہل پہل اور رونقیں محض اور صرف حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے وجود میں آئی ہیں۔ اگر آپ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔

تو نبی شاہ و ایں جسد خیل تو اند

تو مقصود و ذانیہا طفیل تو اند

نیز اعلیٰ حضرت عظیم البرکت بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

ہے انہی کے دم قدم کی باغ عالم میں بہار

وہ نہ تھے عالم نہ تھا گروہ نہ ہوں عالم میں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ

ہم نے آسمانوں اور زمینوں اور ان کے درمیان کی چیزوں کو حضور علیہ السلام کے

واسطے سے پیدا کیا (مدارج جلد اول صفحہ ۳۰۹) معلوم ہوا کہ آپ تمام کائنات کے

کے لئے واسطے ہیں۔ اگر آپ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔ اس ضمن میں بہت حدیثیں

اور اقوال صحابہ ناطق ہیں۔ سنئے۔

۱) عَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ هَبْطَ جِبْرِيْلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَقَالَ إِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ إِنَّ كُنْتَ اتَّخَذْتَ ابْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا فَقَدْ اتَّخَذْتُكَ جَنِيْمًا

وَمَا خَلَقْتُ خَلْقًا كَرَمٍ عَلَى مِنْكَ وَلَقَدْ خَلَقْتُ الدُّنْيَا وَاهْلَهَا لِأَعْرِفَ قَهْرَ

كِرَامَتِكَ وَمَنْزِلَتِكَ عِنْدِي وَكُلُّكَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا (انوار محمدیہ من مواہب

لدینیہ صفحہ ۱۱۱، مدارج حصہ دوم صفحہ ۱۱۱)

ترجمہ: حضرت جبریل علیہ السلام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت

میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یا رسول اللہ آپ کا رب فرماتا ہے میں نے ابراہیم (علیہ السلام)

کو اپنا خلیفہ بنایا مگر آپ کو اپنا حبیب بنایا۔ کسی مخلوق کو آپ سے زیادہ بزرگ پیدا

نہیں کیا۔ بیشک میں نے دنیا اور اہل دنیا کو اس واسطے پیدا فرمایا کہ جو عزت و منزلت

آپ کی میرے نزدیک ہے ان پر ظاہر کروں۔ اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ

کرتا۔

۴: عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ جَمَّ خُلِقْتَ قَالَ لَنَا وَرَحِي إِلَيْ سَابِي
مَا أَوْحَى قُلْتُ يَا رَبِّ مَا خُلِقْتَنِي قَالَ لَعَالِي دَعْرَتِي وَجَلَالِي لَوْلَاكَ مَا خُلِقْتُ أَرْضِي د
لَا سَمَانِي قُلْتُ يَا رَبِّ جَمَّ خُلِقْتَنِي قَالَ لَعَالِي دَعْرَتِي وَجَلَالِي لَوْلَاكَ مَا خُلِقْتُ جَنَّتِي
وَلَا نَارِي (زمرہ اللجاس حصہ دوم ص ۱۸)

ترجمہ:- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ
آپ کس لئے مخلوق فرمائے گئے۔ فرمایا:- جب مجھ پر وحی نازل ہوئی میں نے عرض
کی اے رب تو نے مجھے کس لئے پیدا فرمایا۔ ارشاد ہوا مجھے اپنی عزت و جلال کی
قسم اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی زمین اور آسمان کو میدان فرماتا۔ پھر میں نے یہی عرض
کیا۔ پھر مجھے خطاب ہوا۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی
جنت و دوزخ کو نہ بناتا۔

۱۳۱ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تحت تفسیر آیہ کریمہ وَمَا لَنَا
بِحَايِبِ الطُّورِ إِذْ نَاذَرْنَا كَذِبًا أَن نَّحْمُرَهُ فَرَمَاتے ہیں کہ جب موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی
طرف سے الواح تورات عنایت ہوئیں تو آپ بہت خوش ہوئے بارگاہ الہی میں
عرض کیا۔ خدایا تو نے مجھے ایسی کرامت کے ساتھ سرفراز فرمایا کہ مجھ سے پہلے کسی کو
اس کے ساتھ کرم نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے موسیٰ (علیہ السلام) چونکہ ہم نے
تیرے قلب کو سب سے زیادہ متواضع پایا۔ لہذا کلام و رسالت سے مشرف فرمایا
لَخُدَّ مَا مَنَّا نَيْتِكَ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ وَمَنْ عَلَى التَّوْحِيدِ وَعَلَى حُبِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - یعنی جو کچھ میں نے تم کو دیا ہے۔ اس کا شکر یہ ادا کرو اور میری
توحید اور محبت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جان دینا۔

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ الہی محمد کون ہیں۔ جسکی محبت میری توحید سے
مقرون ہے۔ ارشاد ہوا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) وہ ہیں کہ جن کا نام نامی
دوہزار برس پہلے آسمان و زمین کی پیدائش سے میں نے عرش پر لکھا ہے۔ اگر تو میری
بارگاہ میں نزدیکی چاہتا ہے تو ان پر بکثرت درود بھیجا کر۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض

کی الہی! مجھے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے آگاہ فرمائیے کہ وہ کون ہیں۔ جن کے بغیر تیرے دربار میں قرب حاصل نہیں ہو سکتا۔ خطاب آیا۔ اے موسیٰ کو لاؤ محمدؐ و اُمّتہ لما خَلَقْتُمُ الْجَنَّةَ وَاَلنَّارَ وَاَلشَّمْسَ وَاَلْقَمَرَ وَاَللَّيْلَ وَاَلنَّهَارَ وَاَلْمَلَائِكَةَ وَاَلْاَنْبِيَاءَ مَرسلًا وَاَلْاَيَاتِکَ۔ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور انکی امت نہ ہوتی تو میں بہشت و دوزخ چاند۔ سورج شب و روز۔ ملائکہ انبیاء کسی کو پیدا نہ کرتا۔ اور نہ تجھے پیدا کرتا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ خدایا۔ کیا میں تیرے دربار میں زیادہ محبوب ہوں یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) زیادہ محبوب میں ارشاد ہوا۔ اے موسیٰ تو میرا کلیم ہے اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے حبیب ہیں اور قاعدہ ہے کہ حبیب کلیم سے زیادہ محبوب ہوتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ خدایا وہ کلیم اور حبیب میں فرق کیا ہے ارشاد ہوا۔ اے موسیٰ (علیہ السلام) کلیم وہ ہوتا ہے جو خدا کو دوست رکھے اور اسکی رضا طلب کرے۔ حبیب وہ ہوتا ہے کہ خود خدا کو دوست رکھتا ہے۔ اور اسکی رضا چاہتا ہے (حدیث قدسی میں ہے۔ یَا مُحَمَّدُ (صلی اللہ علیہ وسلم) کُلُّ اَحَدٍ یُکَلِّبُ سِرْمَانِی وَاَنَا اُطَلِّبُ سِرْمَانَکَ (نزمتہ المجاس ص ۱۱ حصہ دوم)

نیز کلیم وہ ہوتا ہے جو چالیس روز روزہ رکھے اور چالیس راتیں عبادت کرے پھر خود کو ہ طہر پر آئے اور میرے ساتھ کلام کرے۔ حبیب وہ ہوتا ہے جو اپنے بسترے مبارک کو محو خواب ہو اور میں خود جبریل (علیہ السلام) کو بھیج کر اپنے پاس بلاؤں اور اس سے ہم کلام ہوں (معارض النبوت رکن اول ص ۱۱)

(۴۱) حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک روز بارگاہ الہی میں عرض کی کہ جب میں زبور پڑھتا ہوں تو ایک ایسا نور ظاہر ہوتا ہے۔ جس سے میرے دل کو راحت و چین حاصل ہوتا ہے اور میرا تمام عبادت خانہ روشن و منور ہو جاتا ہے اور محراب و درخشش میں آتے ہیں۔ خدایا یہ نور کیسا ہے۔ خطاب آیا۔ یہ نور میرے حبیب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہے۔ لِاَجْلِہَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا وَاَلْاٰخِرَةَ وَاَدَامَ وَاَحْوَاہُ وَاَلْجَنَّةَ وَاَلنَّارَ۔ یعنی ان ہی کے لئے میں نے دنیا اور آخرت کو پیدا کیا اور آدم و حوا و جنت و دوزخ کو

پیدا فرمایا۔ معلوم ہوا کہ یہ سب رونقیں حبیب خدا کے لئے بنائی گئی ہیں۔ (معارض
رکن اول ص ۱۱)

(۵) اَللّٰهُ يَلْمِىْ عَنِ ابْنِ عِمّٰسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَوْنَهُمَا تَاكِيَّ جِبْرِئِلَ فَقَالَ رَاتِ
اللّٰهُ تَعَالَى يَقُولُ كَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَكَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ النَّارَ (سیرت نبوی ص ۱۱)
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جبرئیل (علیہ السلام) نے
میرے پاس آکر کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ محبوب اگر آپ نہ ہوتے
تو میں جنت، نہ پیدا کرتا اگر آپ نہ ہوتے تو میں دوزخ نہ بناتا۔

(۶) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی
تو بارگاہ الہی میں عرض کی اے میرے رب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے صدقے میں میری خطا معاف فرما۔ ارشاد ہوا۔ آدم۔ تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
کو کیونکر پہچانا۔ عرض کی کہ جب تو نے مجھے اپنے یہ قدرت سے پیدا کیا اور مجھ میں
روح ڈالی۔ میں نے سزا یا تو عرش کے پایوں پر لاؤں گا اللہ محمد رسول اللہ۔
لکھا دیکھا اس سے میں نے جان لیا اور سمجھ گیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اسی کا نام
علا یا ہے جو تجھے تمام جہان سے پیارا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ صَدَقْتَ يَا
آدَمُ إِنَّهُ لَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَيَّ إِذَا سَأَلْتَنِي بِحَقِّهِ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ وَكَوْلَا مُحَمَّدًا
لَخَلَقْتُكَ - رواه البيهقي في دلائله (سیرت نبوی ص ۱۱) ملائح النبوت حصہ دوم

ص ۱۱، انوار محمدیہ من مواہب لدنیہ ص ۱۱)

یعنی اے آدم تو نے درست کہا واقعی وہ مجھے سارے جہان سے پیارا ہے۔
تو نے جب ان کا واسطہ پیش کیا تو میں نے تجھے بخش دیا۔ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
نہ ہوتے تو اے آدم میں تجھے پیدا نہ کرتا۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ آدم علیہ السلام نے عرض کی یا ربّ یٰ ربّ متّ
هَذَا الْوَلَدِ رَحِمَ لَهَذَا الْوَالِدِ فَتَوَدِدِي يَا آدَمُ نَوْ كَشَفَعْتِ الْكِتَابَ مُحَمَّدِي فِي أَهْلِ

اَسْتَلْمُوْا رِذَالًا مِّنْ لَّدُنَّا لَكُمُ الْبَرَكَاتُ (انوار محمدیہ میں مواہب لدنیہ ص ۱۱۱)

ترجمہ:- اسے میرے پروردگار اس ولد کی برکت سے اس والد پر رحم کر اور خطا و معاف فرما۔ آوازہ آیا اسے آدمؑ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش تمام آسمان والوں اور زمین والوں کے حق میں کرتا تو میں تیری سفارش قبول کرتا اور سب کو بخش دیتا۔ سبحان اللہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وہ مرتبہ عظمیٰ رکھتے ہیں کہ ان کے واسطے سے سب کی مغفرت ہوتی ہے۔ لہذا مسلمانو! ہم بھی اپنے گناہوں کی مغفرت کے لئے ان کا وسیلہ تلاش کریں۔

دوسرا وعظ

بیان ولادت پاک حضور سرِ پانور صلی اللہ علیہ وسلم

كَأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدِ اجْتَمَعَ مِنْ اللَّهِ نُورًا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ - پارہ ۴

حضرات! آج کی مجلس میں بیان کیا جائیگا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس طرح اپنے آباء کرام کی پشتوں میں تشریف لائے اور ان حضرات کو آپ نے کیا رحمت و کرم عنایت فرمایا۔ روایت میں ہے۔ جب حدائقِ قدوس دبر تر نے اپنے حبیب پاک کا نور پیدا فرمایا۔ اور اس نور سے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے انوار کو ظاہر فرمایا تو حضور کے نور کو ان کے انوار کی طرف نظر کرنے کا حکم دیا۔ پس اسی نور کو امت ظہور نے جب انوار انبیاء پر موجب حکم احکم الحاکمین نظر فرمائی تو آپ کے نور کی روشنی کے آگے تمام انبیاء کرام کے انوار کی روشنی مضمحل اور ماند ہو گئی اور سب بیبوں کے نور پر آپ کا نور غالب آیا۔ انوار انبیاء نے بارگاہِ الہی میں عرض کی۔ مولا یہ کس کا نور ہے جس کی چمک دمک کے روبرو ہمارے انوار پھیکے پڑ گئے۔ ارشاد ہوا یہ نور میرے پیارے حبیب محمد بن عبد اللہ کا ہے۔ اگر تم اس پر ایمان لاؤ گے تو مرتبہ نبوت پر فائز ہو گے سب نے یک زبان ہو کر عرض کی۔ مولا! ہم اس پر اور اسکی نبوت پر ایمان لائے۔ ارشاد ہوا پس میں تم پر گواہ ہوں۔ سبحان اللہ۔ ہمارے رسول پاک کا کیا بلند مکان ہے کہ تمام

فَتَكُونُ نُبُوَّتُهُ دَرَسًا لِكُلِّ سَائِلَةٍ عَامَّةٍ لِجَمِيعِ الْخَلْقِ مِنْ مَرَمِنْ آدَمَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
 وَتَكُونُ الْأَنْبِيَاءُ وَأُمَّهَاتُهُمْ كُلُّهُمْ مِنْ أُمَّتِهِ (انوار محمدیہ میں مواہب لدنیہ ص ۱۰۰)
 ترجمہ :- حضور کی نبوت درسات تمام مخلوق کیلئے عام ہے آدم علیہ السلام کے زمانہ
 سے لے کر روز قیامت تک تمام انبیاء اور ان کی امتیں حضور کی امت میں حضرت علی
 شیعہ خدا مشکل کشا کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔

كَسَبَتْ لِقَابَ النَّبِيِّ مِنْ آدَمَ كَمَنْ بَعْدَهُ إِلَّا أَخَذَ عَلَيْهِ الْعَهْدَ فِي حُبِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكُنْ بَيْتٌ وَهُوَ حَيْثُ كُنْتُمْ بِهِ وَكَيْتَصْرُّهُ وَيَأْخُذُ بِذَلِكَ
 الْعَهْدَ عَلَى قَوْمِهِ وَهُوَ يَرُدُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْبَصَالَةَ (انوار محمدیہ میں مواہب
 لدنیہ ص ۱۰۰ اور شفا جلد اول ص ۱۲۸)

یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے لے کر آخر تک جتنے انبیاء بھیجے سب
 سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائے میں عہد لیا کہ اگر آپ اس نبی
 کی زندگی میں موجود ہوں۔ تو وہ ان پر ایمان لائے۔ اور ان کی مدد کرے اور
 اپنی امت سے اسی مضمون کا عہد لے۔ چنانچہ اس عہد ربانی کے مطابق ہمیشہ
 حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کے مناقب بیان کرتے رہے۔ اور اپنی مجالس و محافل میں حضور کی
 تعریف کرتے اور اپنی امتوں سے حضور سراپا نور پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا
 عہد لیتے۔ یہاں تک کہ وہ آخری مژدہ رسال حضرت مسیح بن مریم صلوٰۃ اللہ علیہ
 مَبِيَّةً بِرَسُولٍ يَأْتِيهِ مِنَ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ کہتا ہوا تشریف لایا۔

نور پاک پشت آدم میں :- اللہ تعالیٰ نے آسمان زمین اور شمس و قمر
 وغیرہ پیدا فرمائے۔ پھر آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ پھر تمام عالم میں ندا کی گئی کہ تم میں
 سے جو کوئی نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امانت رکھنے کی اہلیت
 و قابلیت رکھتا ہو وہ اس امانت کو اٹھائے۔ جب عالم میں سے کسی نے اپنے میں
 گوہر بے بہا کے ودیعت رکھنے کی قابلیت و اہلیت نہ دیکھی سب نے سرعجز جھکا

دیا۔ تب اشرف المخلوقات حضرت آدم علیہ السلام نے اس امانت کو اٹھا لیا۔ اہل اشارت فرماتے ہیں کہ اس آیت کہ یہ میں اسی امانت کی طرف اشارہ ہے۔ کہتے شریف یہ ہے۔

وَمَا لَنَا أَلَمَّا نَتَّبَعُوا عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ قٰوِيْنًا اَنْ يَّجْعَلَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَنَكْنَا لِوَلٰسٰنٍ - (پارہ ۲۲۵ سورۃ احزاب)

ترجمہ بریٹشک ہم نے امانت (نور مصطفیٰ) پیش فرمائی۔ آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انہوں نے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے۔ اور انسان (آدم علیہ السلام) نے اسکو اٹھا لیا۔ (معارف النبوة رکن ادل ص ۱۹۷)

الغرض نور مصطفیٰ و نور اللہ کو آدم علیہ السلام کی پیشانی میں اور بعض روایت ہے کہ آپ کی پشت میں ودیعت رکھا گیا تو بارگاہ الہی میں آدم صلی اللہ علیہ السلام کا تہ بہت بلند ہو گیا۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے اس نور مصطفیٰ کی برکت سے آدم علیہ السلام کو جملہ مخلوقات کے اسماء تعلیم فرمائے۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا (مدارج حصہ دوم ص ۱۷۷) یعنی اللہ تعالیٰ جملہ اسماء آدم علیہ السلام کو تعلیم فرمائے۔ کتاب ابریز شریف میں ہے کہ اس آیت میں اسماء سے مراد اسماء عالیہ میں نہ سافلہ فان کلّ مخلوق لہ اسم عال و اسم نازل فالاسم النازل هو الذی یسبحو بالسمی فی الجحیم والاسم العالی هو الذی یسبحو باصل المسی و من اسی شیئی هو و بقایدۃ الطشی و لا ی شیئی یفعلہ (ابریز شریف)

ترجمہ:- یعنی ہر مخلوق کے دو نام ہوتے ہیں۔ عالی اور نازل۔ اسم نازل وہ ہوتا ہے جو فی الجملہ مسمی کی خبر دیتا ہے اور اسم عالی وہ ہوتا ہے جو اصل مسمی کی طرف شعر ہوتا ہے۔ اور وہ کس چیز سے بنایا گیا ہے۔ اور اسکا فائدہ کیا ہے۔ اور کس چیز کی صلاحیت رکھتا ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے اس نور پاک کی برکت سے آدم علیہ السلام کو مسجد ملائکہ بنایا اور تمام ملائکہ نے سجدہ کیا (مدارج حصہ دوم ص ۱۷۷)

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ

فَسَجَدُوا لِلَّهِ بَلِيْسَ طَائِيًّا وَاسْتَكْبَرُوا وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۝ پارہ پہلا

ترجمہ:- اور یاد کرو۔ جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو۔
تو سب نے سجدہ کیا۔ سوا ابلیس کے۔ منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہو گیا۔
محققین اور عرفا فرماتے ہیں کہ یہ ملائکہ کا سجدہ ظاہر آدم علیہ السلام اور
حقیقتہ نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تھا۔ (سیرۃ نبوی ص ۱)

جب ملائکہ سجدہ سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو بندہ
ملائکہ بہشتی جوڑا پہنایا جس پر اللہ اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منقوش
تھا۔ سر پر نورانی تاج رکھا۔ اور فرشتوں نے بہشتی تخت پر بٹھایا۔ ستر ہزار فرشتے آدم
علیہ السلام کے دائیں طرف ستر ہزار فرشتے بائیں طرف۔ ستر ہزار فرشتے آپ کے
آگے۔ ستر ہزار فرشتے آپ کے پیچھے ہو کر صلاۃ و تحیۃ پڑھتے ہوئے بہشت میں
لے گئے۔ وہاں رضوان خلد برس اور حوران ماہ جبین نے آپ کا شاندار استقبال
کیا۔ اور آپ پر صلاۃ و تسلیم کے طباق نچھاور کئے (معارج کن اول صفحہ ۲۲)

منقول ہے کہ جب نور محمدی پیشانی آدم میں جلوہ فرما ہوا۔ آپ اپنی پیشانی
سے باریک آواز سننے لگے۔ بارگاہ خلدندی میں عرض کی۔ مولا! یہ آواز کیسی
ہے ارشاد ہوا۔ اسے آدم یہ آواز ہمارے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے نور کی تسبیح ہے۔ جو تمہارا فرزند ارجمند ہو گا۔ (معارج کن دوم صفحہ

تفسیر بحر العلوم نسفی میں ہے کہ جب نور محمدی پیشانی آدم علیہ السلام میں رونق افروز
ہوا تو ملائکہ اعلیٰ میں ان کی تعظیم ہونے لگی۔ تمام ملائکہ آپ کے پیچھے بطور اکرام و
تعظیم کے چلتے تو ایک روز آدم علیہ السلام نے بارگاہ میں عرض کی الہی میری اس
تعظیم و توقیر کا کیا سبب ہے۔ خطاب آیا۔ اے آدم۔ جو نور تمہاری پیشانی میں جلوہ
ہے۔ یہ سب تعظیم و توقیر اس نور محمدی کی ہے۔ عرض کی۔ الہی! اسے کسی ایسے
عضو میں منتقل فرماتا کہ اسکی زیارت سے مشرف ہو سکوں۔ اور اپنے قلب کو مسرور
کر سکوں۔ چنانچہ نور محمدی آپ کے دستِ راست کی انگلی سب سے منتقل فرمایا گیا

جب آپ نے اس نور کا مشاہدہ کیا۔ زیارت سے مشرف ہوئے۔ اس انگلی کو اٹھایا۔ اور پڑھا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ یہی وجہ ہے کہ اس انگلی کا نام شہادت کی انگلی پڑ گیا۔ اسکے بعد اس انگلی کو بوسہ دیا اور آنکھوں پر رکھا۔ اور حضور پر درود شریف پڑھا۔ اس کے بعد معارج القیوت میں منقول ہے۔

گویند در وقت آذان در عین استماع اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بوسیدن انگشت بر دیدہ نہادن نیز سنت آدم است علیہ السلام و احادیث در فضل اُن آورده اند (معارج رکن اول ص ۲۳۸)

ایک جگہ لکھتے ہیں۔

ایں سنت در میان اولاد تا بہ قیامت بگذاشت (معارج رکن اول ص ۱۲۴)

ثابت ہوا کہ انگوٹھے چو مناسبت آدم علیہ السلام ہے۔ لہذا جو آدم علیہ السلام کی صحیح اولاد ہے وہ جو ہے گا۔ اور جو اولاد آدم نہیں وہ اسکا انکار کرے گا۔ شامی جلد اول باب الاذان میں ہے۔

يَسْتَحِبُّ اَنْ يُقَالَ عِنْدَ سَمَاعِ الْاَوَّلِي مِنَ الشَّهَادَةِ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الثَّانِيَةِ مِنْهَا قَوْلُهُ عَلَيَّ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ مَتَّعْنِي بِاَسْمَعِكَ وَبِصَرِّكَ بَعْدَ وَضْعِ ظَفْرِي الْاَبْيَاحِي عَلَى الْيَمِيْنِ فَاِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَكُوْنُ قَاعِدًا لِّهٖ اِلَى الْجَنَّةِ۔

حضرت حوا کی پیدائش :- جب آدم علیہ السلام بہشت میں قیام پذیر ہوئے اکیلے تھے۔ کوئی ہم جنس نہ تھا۔ تو آپ نے اپنے ہم جنس جوڑے کی درخواست پیش کی۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان پر خواب طاری فرمایا کہ ان کی بائیں پسلی سے حضرت حوا کو پیدا فرمایا۔ جب آدم علیہ السلام بیدار ہوئے۔ حضرت حوا کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور ان کی طرف دست تھرف دراز کیا۔ ملائکہ مقربین بحکم رب العالمین مانع ہوئے اور کہا اے آدم قبل نکاح وادائے مہر حوا کو ہاتھ نہ لگانا۔ پوچھا۔ ان کا مہر کیا ہے۔ کہا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تین مرتبہ اور ایک روایت میں بیس مرتبہ درود

شریف پڑھنا ان کا مہر ہے۔ پس آدم علیہ السلام نے حضور پر درود پڑھا۔ اور حضرت جن جناب نے خود خطیبہ پڑھ کر خوا کا آدم علیہ السلام سے نکاح کیا۔ (مدارج حصہ دوم صفحہ ۵۔ انوار محمدیہ ص ۱۱)

سیرت نبوی ص ۱۱

نور محمدی کا انتقال بجانب حواء :- منقول ہے کہ جب آدم علیہ السلام بہشت سے زمین کی جانب بھیجے گئے اور سلسلہ ذوالد و تناسل کا جاری ہوا۔ تو ایک دن آدم علیہ السلام ایک پاکیزہ مکان میں تشریف فرما تھے کہ اچانک غیب سے ایک نہر صاف شفاف ان کے روبرو جاری ہوئی۔ یہ نہر ایک عظیم نہر تھی جو بہشت سے ظاہر ہوئی تھی۔ اس نہر کے پیچھے حضرت جبرئیل علیہ السلام معد دیگر ملائکہ مغربین میوہ بہشتی کا طبق ہاتھ میں لئے ہوئے ظاہر ہوئے اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا مُحَمَّدٍ سلام دے کر کہا آپ ان میووں کو جانتے ہیں فرمایا ہاں یہ بہشتی میوے ہیں۔ ملائکہ نے عرض کی کہ آپ یہ بہشتی میوہ تناول فرمائیں۔ اور اس نہر میں غسل فرما کر حضرت حوا سے صحبت کریں۔ کیونکہ آج انتقال نور محمدی بجانب حوا ہے حضرت آدم علیہ السلام نے وہ میوہ بہشتی تناول فرمایا اور نہر میں غسل کیا۔ اور حضرت حوا کے ساتھ صحبت کی پس وہ نور محمدی حضرت حوا کی جانب منتقل ہوا۔ مدت حمل میں حضرت حوا کے دونوں پستانوں کی درمیانی جگہ سورج کی طرح چمکتی تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام وقت پیدائش سے اس وقت تک تمام ملائکہ کی نگاہوں میں معزز و مکرم تھے۔ اور سب فرشتے ان کی تعظیم کرتے تھے۔ جب نور محمدی حضرت حوا کی طرف منتقل ہوا تو تمام فرشتے حضرت حوا کی تعظیم و تکریم کرنے لگے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے بارگاہ الہی میں عرض کی۔ الہی! یہ سب فرشتے مجھ سے پھر کر حوا کی تعظیم کرنے لگ گئے۔ حکم ہوا اے آدم یہ سب تعظیم و اکرام تیری اس نوز کے باعث تھی جو تیری پشت میں جلوہ فرما تھا۔ اب چونکہ وہ نور حوا کی جانب منتقل ہو گیا۔ لہذا ان سب کی توجہ انہیں کی جانب ہو گئی۔ (مدارج ص ۱۱)

تیسرا وعظ
نور مصطفیٰ کا انتقال حضرت شہیت علیہ کی طرف

قَالَ تَعَالَى قَدْ جَاءَ كَحُرْمَتِ اللَّهِ نُورًا وَكِتَابٌ مُبِينٌ ۝

حضرات! جب نور محمدی بجانب حواستقل ہوا۔ مدت حمل پوری ہو گئی۔ وضع حمل کا وقت آ گیا تو حضرت شیت علیہ السلام تنہا پیدا ہوئے۔ حالانکہ اس سے پہلے ہر حمل سے دو بچے ایک لڑکا اور ایک لڑکی کی قدرت خدا پیدا ہوتے رہے۔ مگر جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد حضرت شیت علیہ السلام پیدا ہوئے تو اکیلے پیدا ہوئے۔ ان کے اکیلے پیدا ہونے کی حکمت یہ تھی کہ نور محمدی ان میں اور ان کے غیر میں مشترک نہ ہو۔ (مدارج حصہ دوم ص ۶)

حضرت آدم علیہ السلام کی تمام اولاد سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد حضرت شیت علیہ السلام زریانہ خوبصورت اور نیک سیرت اور مستجمع کمالات تھے۔ اور نور محمدی ان کی پیشانی سے درخشاں تھا۔ جب آپ حد بلوغ کو پہنچے تو آپ سے حفاظت نور حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عہد لیا گیا اور ایک عہد نامہ اس مضمون کا تحریر کیا گیا کہ وہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی حفاظت کریں۔ اور اسے ارحام ظاہرات اور اصلاب حبیبات میں جائز طور پر پہنچائیں اور اپنی اولاد کو اس نور کی حفاظت کی تاکید بلیغ کریں۔ اور ان سے وصیت فرمائیں کہ وہ بطناً بعد بطن اس عہد نامہ کو ایک دوسرے تک پہنچائیں اور ہر ایک اس پر عمل کرے چنانچہ وہ عہد نامہ مشتمل ہوا ہر ایک بموجب وصیت شیت علیہ السلام ان کی اولاد میں قرناً بعد قرن زمانہ حضرت عبداللہ پیر بزرگوار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر ایک کو یکے بعد دیگرے موصول ہوتا رہا اور ہر ایک نور محمدی کی حفاظت اور اسے ارحام طیبات میں جائز طور پر پہنچانے کی کوشش کرتا رہا۔ لہذا نسب شریف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر زمانہ میں سفاح جاہلیت سے پاک رہا۔ (مدارج رکن اول ص ۱۲۵) انوار محمدیہ من مواہب لدینیہ ص ۱۵

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے تَقْبَلُكَ فِي السَّاجِدِ مِنْ كِي تفسیر یہ فرمائی۔ ہمیشہ بودا نحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقبل میگردا صلاب انبیاء تاکہ بزائید

مادروے۔ (مدارج حصہ دوم ص ۱۷۱ سیرۃ علی ص ۲۳)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے
لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ۔ بفتح فاء بڑھا اور فرمایا اَنَا أَنْفُسِكُمْ نَسَبًا
وَصِهْرًا وَحَسَبًا۔ الحدیث۔ (انوار محمدیہ من مواہب لدینیہ ص ۱۷۱، مدارج ص ۱۷۱)

یعنی میں نفیس ترین ہوں تم سے نسب و صہر و حسب کے اعتبار سے ابو نعیم نے
دلائل میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے کہا۔ قَلْبَتْ مَشَاكِرَ فِي الْأَرْضِ وَمَعَارِ
بِحَا قَلَمٍ أَسْرًا جَلَاءَ أَفْضَلٍ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (انوار محمدیہ ص ۱۷۱، سیرت نبوی
ص ۱۹۱، مدارج حصہ دوم ص ۱۷۱)

میں تمام زمین کے مشرقوں اور مغربوں میں پھرا یعنی ساری دنیا دیکھی مگر حضرت محمد
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بہتر کسی کو نہ دیکھا کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔
آفا کہا گردیدہ ام ہر تباں و زردیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن توجیزہ دیگری

حضرت آقا صلی اللہ علیہ وسلم
حضور پر نور کے جملہ آباء مسلمان تھے کے تمام والد اور از آدم علیہ السلام تا
عبداللہ و آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سب موحد تھے۔ کوئی بھی مشرک نہ تھا کیونکہ
خود سرور دو جہان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَنْ يَزُولُ اللَّهُ يَنْقُلُنِي مِنَ الْأَصْلَابِ الطَّيِّبَةِ إِلَى الْأَسْحَابِ الطَّاهِرَةِ

انوار محمدیہ ص ۱۷۱، مدارج ص ۱۷۱، سیرۃ نبوی ص ۱۷۱

ایک اور حدیث میں یوں بیان فرمایا۔ كَرَأْسًا لَأَنْقُلُ مِنْ أَصْلَابِ الطَّاهِرِينَ

إِلَى أَسْحَابِ الطَّاهِرَاتِ (سیرۃ علی ص ۲۳)

ان دونوں حدیثوں کا مطلب ایک ہی ہے کہ میرے جملہ آباء کرام اور ماہیں پاک
تھیں۔ صاف ظاہر ہے کہ آپ کے آباء و اجداد میں کوئی بھی مشرک نہ تھا۔ بلکہ مومن
اور موحد تھے۔ کیونکہ مشرک نجس ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ

بخشی۔ بیشک مشرک نجس اور پلید ہوتے ہیں۔ اور حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ آباؤ اجداد پاک ہیں۔ (سیرۃ طیبی ص ۲۳)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ان جمیع اباؤہم محمد کا نواسی مسلمان و کفار علی ذلک قولنا صلی اللہ علیہ وسلم لکم اسأل ان نقل من اصاب الطاهر بن ابی اسحاق الطاهر اب و قد قال لعلی انما المشرکون نجس" "فوجب ان لا یكون احد من اجدادہ مشرکاً"۔ (انوار محمدیہ میں مہاسب لدینہ ص ۲۷)

یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام باپ مسلمان تھے۔ اس پر خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث دال ہے۔ کہ میں ہمیشہ طاہر پشتوں سے طاہر جسموں کی جانب منتقل کیا گیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بیشک مشرک نجس اور پلید ہیں۔ تو ضروری ہے کہ آپ کے اجداد سے کوئی ایک بھی مشرک نہ ہو (بلکہ تمام مسلمان ہیں) ثابت ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام باپ اور مائیں مسلمان تھیں۔ ان میں کوئی ایک مشرک اور کافر نہیں تھا جو لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خصوصاً والدین کریمین کو معاذ اللہ کافر و ناری کہتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ انہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نسب پاک میں سوائے ادب ہے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا ہونے کا اندیشہ ہے۔ اسے منکر و! اگر تمہیں متفقین کا مسلک پسند نہ ہو۔ کم از کم اس مسئلہ میں توقف ہی اختیار کر لو۔ آخر نازک مقام ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کو کسی نقص کے ساتھ ذکر کرنے سے بچ جاؤ۔ نجات اسی میں ہے۔

سوال: قرآن پاک میں ارشاد ہے: "ادْعَالِ اٰبِوَاهِیْمِ لِذٰلِیْہِہٖ سَاۡ اَتَّخِذُ اَصْنَآمًاۙ اِلٰہَۃً"۔ پارہ ۷، سورۃ النعام۔ یاد کرو جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آذر کو کہا کہ کیا تو بتوں کو معبود مانتے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم کا باپ آذر تھا اور وہ کافر و مشرک تھا حالانکہ وہ حضور اقدس صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا باپ تھا۔ لہذا یہ تسلیم نہیں کرتے کہ آپ کے تمام آباؤ اجداد مسلمان تھے۔

جواب :- اس کے جواب علمائے حقانی نے بہت سے دیئے ہیں مگر یہاں حضرت شیخ احمد صادی مالکی کا جواب ذکر کرتا ہوں جو انہوں نے تفسیر صادی میں دیا ہے۔

وَهُوَ هَذَا مُتَقَيِّمٌ هَذِهِ الْآيَةُ وَالآيَةُ مَرِيْمُ أَنْ أَسْمَاءَ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ كَانَ كَافِرًا
وَهُوَ يُشْكَلُ عَلَى مَا قَالَهُ الْمُحَقِّقُونَ أَنْ نَسَبَ رَسُولُ اللَّهِ مُحَمَّدٌ مِّنَ الشِّرْكَاتِ
فَلَمْ يُسَجِّدْ أَحَدٌ مِّنْ أَبَائِهِ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ إِلَى أَنْ دُمِ لَيْسَمٌ قَطُّ وَبِذَلِكَ قَالَ
الْمُفَسِّرُونَ قَوْلَهُ تَعَالَى -

وَتَقْبَلُكَ فِي السَّاجِدِينَ قَالَ الْبُصَيْرِيُّ فِي الْمَهْزِيَّةِ
وَبَدَّ الْوُجُودَ مِنْكَ كَرِيمٍ

عَنْ كَرِيمِ الْآبَاءِ كَرِيمٍ
أَحْيَبُ عَنْ ذَلِكَ يَأْتِي حَقْلَهُمْ مِنَ الْأَشْرَافِ مَا دَامَ التَّوَسُّمُ الْمُحْتَدِي
فِي ظَهْرِهِمْ فَإِذَا انْتَقَلَ جَسَدُ أَنْ يَلْفُزُوا بَعْدَ ذَلِكَ كَذَا قَالَ الْمُفَسِّرُونَ
هَذَا وَهَذَا عَلَى تَسْلِيمٍ أَنَّ أَسْمَاءَ الْبُؤْرَةَ وَأَجَابَ بَعْضُهُمْ أَيْضًا بِمَنْعِ أَنَّ أَسْمَاءَ
أَبُوهُ بَلْ كَانَتْ عَمَّةً وَكَانَ كَافِرًا وَكَانَ سَاحِ الْبُؤْرَةَ مَا تَبَى فِي الْفَقْدَةِ وَكَمْ
يُنْبِتُ سَجُودَهُ لَيْسَمٌ وَإِنَّمَا سَمَاءُ أَيْ عَلَى عَادَةِ الْعَرَبِ مِنْ تَسْيِيرِ الْعَمِّ
أَبَا فِي التَّوَسُّمِ إِذْ اسْمُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ تَأْسِخٌ (تفسیر صادی جلد دوم ص ۲۲)

ترجمہ :- اس آیت اور سورۃ مریم کا مقتضی یہ ہے کہ آنرا براہیم کے باپ کافر تھا اس پر سوال پیدا ہو گا کہ محققین نے کہا رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسب پاک شرک سے محفوظ ہے۔ آپ کے آباؤ حضرت عبد اللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے لے کر آدم (علیہ السلام) تک کسی نے بت کا سیدہ ہرگز نہیں کیا ہے۔ اسی کے ساتھ مفسرین نے اس آیت میں قول کیا ہے۔ تَقْبَلُكَ فِي السَّاجِدِينَ آپ سجدہ کرنے والوں میں ادا لے بدلتے رہے (آپ کے تمام آباؤ مسلمان تھے) تو

چوتھا وعظ

نور احمدی کا انتقال ہاشم مجدد المطلب کی طرف

قَالَ تَعَالَى قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ

حضرات مسلمین! نور احمدی حضرت شہید علیہ السلام سے درجہ بدرجہ منتقل ہوتا ہوا حضرت نوح علیہ السلام کی طرف منتقل ہوا تو ان کو طوفان سے محفوظ فرمایا۔ پھر درجہ بدرجہ منتقل ہوتا ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں جلوہ گر ہوا تو ان پر نار کو گلزار بنایا۔ (سیرت نبوی ص ۹، اور نشر الطیب ص ۹)

پھر وہ نور درجہ بدرجہ منتقل ہوتا ہوا حضرت ہاشم تک پہنچا۔ تو حضرت ہاشم کی پیشانی میں نور محمدی کی شعاعیں چمکتی تھیں۔ جو یہودی عالم آپ کو دیکھتا۔ آپ کا ہاتھ چومتا۔ اور جس چیز پر گذر فرماتے وہ انہیں سجدہ کرتی۔ قبائل عرب اور فود علماء اس کتاب اپنی اپنی لڑکیاں برائے نکاح ان کے رو پر پیش کرتے یہاں تک کہ ہر قتل بادشاہ روم نے ان کے پاس پیغام بھیجا کہ میری ایک لڑکی ہے جس سے زیادہ حسین و جمیل اور درخشندہ رو کوئی عورت پیدا نہ ہوئی ہوگی۔ آپ میرے پاس تشریف لائیے تاکہ آپ کا نکاح اپنی اس دختر سے کر دوں۔ کیونکہ آپ کا شہرہ جو دو کرم مجھ تک پہنچا ہے۔ مگر مقصود اسکا وہ نور محمدی تھا جس کے اوصاف کریمہ انجیل میں لکھے ہوئے پلٹے تھے۔ مگر حضرت ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکار فرمادیا۔ (سیرت نبوی بحوالہ مواہب لدینیہ ص ۱۹)

انتقال نور احمدی کا بجانب عبد المطلب

جب نور محمدی حضرت عبد المطلب کی منتقل ہوا۔ تو آپ کے جسم سے مشک کی کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ اور ان کی پیشانی میں نور محمدی چمکتا تھا۔ جب قریش قحط میں مبتلا ہوتے تو حضرت عبد المطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبل بئیر پر لاتے اور ان کو خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ پیش کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے نور کی برکت سے بارش رحمت برساتا اور انہیں سیراب کرتا۔ (سیرت نبوی ص ۷۲، انوار محمدیہ ص ۱۸، مدارج حصہ دوم ص ۹)

ایک روز حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج میں جو کعبہ معظمہ میں ایک تمام

کا نام ہے ہو گئے۔ جب بیدار ہوئے تو دیکھا کہ آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا ہے اور ریل سے چڑھا ہوا ہے اور بیش قیمت اور خوبصورت لباس میں لمبوس میں یہ سب کچھ دیکھ کر ریش حیران ہوئے کہ کیس نے کیا ہے انکو اللہ کی کوثریش کے کامنوں پاس لیکئے کامنوں خبر کردی کہ چر درکار نے حکم دیا ہے کہ اس جوان کی شادی کر دو چنانچہ آپ کی شادی کر دی گئی۔ (مدارج ص ۱۷) انوار محمدیہ من مواہب لدینیہ ص ۱۵)

روایت ہے کہ جب ابرہہ والی یمن اپنا لشکر اور ہاتھی لے کر بیت اللہ شریف کے گرانے کے لئے مکہ معظمہ کی طرف بڑھا تو قوم قریش بڑے خائف ہوئے۔ جب یہ خبر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی۔ قریش کو جمع کیا اور فرمایا کہ کوئی خوف نہ کرو اس گھر کا محافظ خود اللہ تعالیٰ ہے۔ وہی اسے ابرہہ کے شر سے محفوظ رکھے گا میں صرف اس درتیم دنور محمدی کا محافظ ہوں ابرہہ آیا اور قریش کے اونٹ اور بکریاں بکڑ کر لے گیا۔ جن میں حضرت عبدالمطلب کے چار سو اونٹ بھی بکڑ لئے حضرت عبدالمطلب قریش کے مہراہ تیسرے ہاڑ پر تشریف لائے۔ تو ان کی پیشانی سے نور مصطفیٰ کی شعاعیں نکلیں خانہ کعبہ پر پڑیں جس سے وہ روشن ہو گیا۔ عبدالمطلب ان شعاعوں کو دیکھ کر قریش سے کہا۔ اے گروہ قریش واپس چلے جاؤ تمہاری مہم سر ہو گئی۔ ابرہہ تمہارا کچھ بگاڑ نہ سکیگا۔ خدا کی قسم جب کسی مہم میں اس نور کی شعاعیں اس طرح روشن ہوتی ہیں۔ تو ضرور کامیابی ہوتی ہے (یہ ہے نور محمدی کی مشکل کشائی) تمام لوگ اپنے اپنے گھر واپس آ گئے۔ جب ابرہہ نے ایک جہیزیل کو فوج دے کر کہا کہ تو اہل مکہ کو شکست دے

اور بیت اللہ کو گرا دے۔ جب وہ شخص مکہ معظمہ میں داخل ہوا اور حضرت عبدالمطلب کی صورت اسے نظر پڑی بے اختیار چیخا جیسا کہ کلمے وقت ذبح چینی ہے۔ اور یہ ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ جب ہوش میں آیا عبدالمطلب کو سجدہ کیا اور کہا اَشْهَدُ اَنَّكَ سَيِّدُ خَوَاشِشِ حَقًّا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو قریش کا سچا سردار ہے۔

(مدارج حصہ دوم ص ۹، انوار محمدیہ ص ۱۵، سیرت نبوی ص ۳)

روایت ہے کہ جب سفید ہاتھی نے جو انہدام کعبہ کے لئے لایا گیا تھا۔ حضرت

اس سوال کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ آپ... منکر سے محفوظ تھے۔ جب کہ نور محمدی ان کی پشت میں جلوہ گر تھا۔ جب نور محمدی منتقل ہو گیا تو اس کے بعد ان سے کفر جائز ہے اس طرح بعض مفسرین نے کہا لیکن یہ جواب تب ہے جب کہ یہ تسلیم کیا جائے کہ آرزو ابراہیم علیہ السلام کا باپ تھا۔ بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ آرزو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہیں تھا چچا تھا۔ اور کافر تھا۔ آپ کا والد تاریخ تھا جو زمانہ فطرت میں دفات پانچکے تھے۔ اور انہوں نے کسی بت کے سامنے سجدہ نہیں کیا تھا اور چچا کو باپ اس لئے کہا گیا ہے کہ عرب کی عادت ہے کہ چچا کو باپ کہتے ہیں۔ اور توراہ شریف میں حضرت ابراہیم کے باپ کا نام تاریخ لکھا ہے۔

فائدہ: علامہ صاوی کی اس عبارت **قَالَ الْمُحَقَّقُونَ أَنَّ نَسَبَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْفُوظٌ عَنِ الشِّرْكِ** سے پتہ چلتا ہے کہ علماء محققین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نسب پاک کو شرک سے محفوظ مانتے ہیں اور جو نسب پاک کو شرک سے محفوظ نہیں مانتے وہ غیر محقق ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکو ہدایت فرمائے! منکرین زمانہ کے منہ بند کرنے کے لئے فقیر مولوی عبدالحی لکھنوی کا فتویٰ نقل کرتا ہے۔ باقی ہدایت قبضہ خدا میں ہے۔

راستفناء: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ ثبوت ایمان والدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے یا نہیں۔ اور جو کوئی ان دونوں (والدین) کی طرف تحریراً یا تقریراً نسبت کفر کرے اسکا کیا حکم ہے۔

ہو المصوب۔ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف واقع ہے۔ بعض ایمان بعد الایاء کے قائل ہوئے۔ اور بعض احادیث اہیاء کو موضوع کہتے ہیں اور عدم ایمان کے قائل ہیں۔ اور بوجہ ہونے ان کے ارباب فرت نجات کے قائل ہیں۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے سات رسالے تحریر کئے ہیں اور بشدہ مد نجات ثابت کرتے ہیں۔ ملا علی قاری اور ابراہیم علی ان کے بعض رسائل کا رد لکھ چکے ہیں۔ لیکن چونکہ اس باب میں دلائل متعارض ہیں اسوجہ سے سکوت اسلم۔ اور کہتا کہ

والدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کافر ہیں۔ یا فی النار میں بڑی بے ادبی اور
 موجب اذیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حموی شرح اشباہ میں لکھتے ہیں۔
 اعلم ان السلف اختلفوا فی ابوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هل مات
 علی الکفر ام لان ذہب الی الادل جمع منهم صاحب التیسیر و ذہب الی الثانی
 جماعۃ و تفوز من الجمع الاول قالوا بنجاتهما من الناس و سئل القاضی ابوبکر
 ابن العربی احد الائمة المالکیۃ عن رجل قال ان ابا السنبی صلی اللہ
 علیہ وسلم فی النار فاجاب بانہ ملعون لان اللہ تعالیٰ قال ان الذین
 یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ ولا اذی اعظم من ان
 یقال عن ابیہ انہ فی النار و قال السہیلی فی المروض الا لفت لیس لنا
 نحن ان نقول ذلك فی ابویہ لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تؤذوا الاحیاء
 بسبب الاموات اللہ یقول ان الذین یؤذون اللہ ارساؤلہ الا یتو
 امرنا ان تمسک اللسان اذا ذکرنا صحابہ بشئی یوجع ذلك علی العیب
 فیہم فلان تمسک عن ابویہ احق و احرى فجملة المرام فی هذه المسألة
 ان هذه المسألة لیست من الاعتقادات فلا حظ للقلب منها و
 اما اللسان فحق الامساک عما یتادس منه النقصان انتهى مخلصاً و مختصراً
 و اللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ الراجی عفوہ بہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ
 عن ذنیہ الجلی والنحی۔ (مقادی عبدالحی جلد دوم کتاب المناقب ص ۲۳۲-۲۳۳)
 اب تو ان در بیدہ دہنوں کو لائق ہے کہ اس سئلہ میں اپنے منہ میں لکام دیں
 اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کو اذیت پہنچانے کی کوشش نہ
 کریں۔ و ما علینا الا البلاغ المبین۔

چودھویں صدی کا حضور کا لکھنے بڑھکر بھی حضور کو مالک و مختار نہیں مانتا۔ خدا تعالیٰ عقل و دانش عطا فرمائے۔ آمین۔

پانچواں وعظ

انتقال نور محمدی کا بجانب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ

حضرات! اب نور محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلب عبدالمطلب سے منتقل ہو کر حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پشت میں تشریف لاتا ہے۔ تو کیا رنگ لاتا ہے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے زیادہ خوبصورت اور بااخلاق تھے نور محمدی ان کے چہرے میں چمکتا تھا۔ چہرہ مبارک ایک روشن ستارے کی نظر آتا تھا۔ (سیرۃ نبوی ص ۲۴)

ایک دن حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد حضرت عبدالمطلب کی خدمت میں عرض کی کہ جب میں بطحائے مکہ کی طرف جاتا ہوں تو میری پشت سے ایک نور نکلتا ہے۔ اس کے دو حصے ہو جاتے ہیں۔ ایک حصہ مشرق کو اور دوسرا مغرب کو گھیر لیتا ہے۔ پھر وہ نور مدور ہو کر بادل کی طرح بن کر میرے سر پر سایہ کرتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں وہ نور بادل کی صورت میں آسمان کی طرف صعود کرتا ہے۔ پھر وہ واپس آ کر میری پشت میں داخل ہو جاتا ہے اور جس جگہ میں بیٹھتا ہوں وہاں سے آواز آتی ہے اس شخص تیری پشت میں نور محمدی جلوہ گر ہے۔ تجھ پر سلام ہو۔ نیز جس خشک درخت کے نیچے بیٹھتا ہوں فوراً وہ سرسبز ہو جاتا ہے۔ اور مجھ پر سایہ کرتا ہے۔ جب اس سے اٹھ جاتا ہوں تو پہلے کی طرح خشک ہو جاتا ہے۔ جب کسی بت خانے کے قریب سے گذرتا ہوں تو بت چینینا شروع ہو جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں اے عبداللہ تو ہمارے قریب نہ آ کیونکہ تیری پیشانی میں نور رسول آخر الزمان جلوہ گر ہے۔ جو بتوں اور بت پرستوں کی ہلاکت کا باعث ہو گا۔ پس عبدالمطلب نے کہا اے عبداللہ تجھے بشارت ہو کہ تمہاری

پشت میں نور محمدی جلوہ گرہے میں امید کرتا ہوں کہ وہ تمہاری پشت سے
ظاہر ہوگا۔ (معارض النبوت ص ۴۲۲ رکن اول)

روایت ہے جب نور محمدی پیشانی عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں چکا عرب
میں ان کے حسن و جمال کا شہرہ بلند ہوا۔ جوق در جوق یہود آتے اور دیکھ کر کہتے
یہ نور عبداللہ کا نہیں بلکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر الزمان نبی کا
ہے جو ان کی پشت سے پیدا ہوگا۔ تمام یہودی حضرت عبداللہ کے دشمن
بن گئے اور آپ کے قتل کی تیاریاں شروع کر دیں۔ چنانچہ نوے یہودی
ملک شام کے زہر آلود تلواریں لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
قتل کے ارادے سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے رات کو سفر کرتے اور
دن کو چھپ جاتے ہیں۔ مکہ کی حوالی مکہ میں پہنچ گئے۔ موقع کے منتظر ہے ایک
روز حضرت عبداللہ تن تنہا جنگل میں شکار کے لئے تشریف لے گئے دشمنوں
نے آپ کو گھیر لیا۔ اتفاقاً اسی روز وہب بن عبد المناف شکار کے لئے اسی
صحرا میں تھے اور دور سے یہ سارا واقعہ دیکھ رہے تھے۔ ان کے دل میں آیا
کہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ عبداللہ کی مدد کروں۔ مگر کثرت دشمن سے ڈر گئے
پھر خیال کیا۔ اچھا عبداللہ کی سفارش کروں کہ دشمن دفع ہو جائیں۔ ابھی اسی خیال
میں تھے دیکھا کہ چند سوار عالم غیب سے ظاہر ہوئے جنگی شکل و صورت ہماری
طرح نہ تھی۔ انہوں نے دشمن ناہنجار کو قتل کیا۔ واقعی اللہ تعالیٰ ہم سے فرماتا ہے

وَاللّٰهُ مُتِمِّمٌ نُّوْرٍۙہٗ وَّكَوْكُوْبٍۙہٗ الْكَافِرِۙہٗ ذٰلِكَ

(معارض ص ۱۱۱ معارض رکن اول ص ۱۱۱)

جمال عبداللہ پر عورتوں کا فدا ہونا:۔ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ
عنہ سن بلوغ کو پہنچے آپ کے حسن و جمال کا شہرہ ہوا۔ بڑی بڑی صاحب ثروت
ماہ روعورتیں آپ کا جمال جہاں آرا دیکھ کر عاشق ہو گئیں۔ اور طالبِ وصال ہوئیں۔
اور فریفتہ ہو کر اس راستے پر بیٹھ جاتیں۔ جہاں سے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عبدالمطلب کے چہرہ کو دیکھا سجدہ میں گر گیا۔ حالانکہ اس نے کہیں ابرہہ کو بھی سجدہ نہیں کیا تھا جیسا کہ دوسرے اہل حق سجدہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سفید ہاتھی کو قوت گویائی عطا فرمائی۔ تو ہاتھی نے کہا سلام ہو اس نور پر اسے عبدالمطلب جو تیری پشت میں جلوہ گر ہے۔ (مدارج ص ۹، انوار محمدیہ ص ۱۹، سیرت نبوی ص ۳)

حضرات! اہل حق جیسے جانور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور کو مانتے ہیں اور اس کے سامنے سرعجز جھکا دیتے مگر منکر نجدی انسان ہو کر نور مصطفیٰ کے منکر ہیں خدا تعالیٰ ہدایت بخشنے۔ حضرت عبدالمطلب جب اپنے اونٹ جھڑانے کے واسطے ابرہہ کے پاس گئے۔ ابرہہ نے آپ کی صورت پاک جس میں نور محمدی چمک رہا تھا۔ دیکھ کر ایک طبری عظیم حکیم کی اور تحت اثر اور آپ کو اپنے پاس بٹھایا اور پوچھا کہ کس مطلب لئے تشریف لائے ہو اپنے فرمایا کہ اپنے دونوں گونچھڑانے کے لئے آیا ہوں۔ ابرہہ نے فوراً حکم دیا کہ دراز زینش کے اونٹ والیں کر کے جائیں اور کہنا ہے عبدالمطلب تمہاری عزت و تعظیم میرے دل میں اتنی ہے کہ اگر تم خسانہ کعبہ

کے محفوظ رکھنے کے لئے کہتے تو میں اسے منہدم نہ کرتا۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خانہ کعبہ کا محافظ و نگہبان خود حدث برتر ہے وہ خود اسکی حفاظت کرے گا میرے کہنے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ ایسا ہوا کہ جب ابرہہ لشکر لے کر خانہ کعبہ کو گرانے کے لئے چلا اللہ تعالیٰ نے ابابیل کا لشکر بھیجا۔ ہر پرندے کے پاس تین لنگریاں تھیں۔ ایک چوہنج میں اور ایک ایک پنجے میں اور ایک دوسرے پنجے میں لنگریاں مسور کی دال کے برابر تھیں۔ جس آدمی پر ایک لنگری لگتی تھی۔ ہلاک ہو جاتا تھا۔ اسی طرح سارا لشکر تباہ ہو گیا ابرہہ واپس اپنے ملک کو بھاگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بدن میں ایسی بیماری پیدا فرمائی کہ اسکی انگلیاں ٹکڑے ہو کر گر پڑیں اور اس کے بدن سے پیپ اور خون بہتا تھا۔ یہاں تک کہ اسکا دل پھٹ گیا اور ذلیل و خوار ہو کر مر گیا۔ اسی قصہ کحظرف اللہ تعالیٰ نے سورۃ فیل میں اشارہ فرمایا۔

الْحَرُّ تَرَكَيْتَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ۚ أَلَمْ يَجْعَلْ لِكَيْدِهِمْ فِي تَضَلُّبٍ ۚ فَكَانَ سَلْ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ۚ تَرْتِمُهُمْ مِجَالِدًا ۚ مِنْ سَجَلٍ ۚ فَنَجَّاهُمْ كَيْفَ تَشَاءُ ۚ مَا أَكُولُ ۚ

توجہ رہا۔ اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا کہ تمہارے رب نے ان ہاتھی والوں کا کیا حال کیا۔ کیا ان کا داؤد تباہی میں نہ ڈالا۔ اور ان پر ابابیل کا لشکر بھیجا کہ انہیں کنکر کے پتھروں سے مارتے۔ تو انہیں ہلاک کر ڈالا۔ جیسے کھائی لھیتی کی پتی۔ (سیرت نبوی ص ۱۲۰) تو ایسے حبیب اللہ صحت سبحان اللہ ایسی عظمت نور محمدی کی تھی کہ دیکھ کر بادشاہ ہیبت میں آجاتے تھے اور تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ فالحمد لله على ذلك۔

روایت ہے کہ ایک روز حضرت عبدالمطلب نے خانہ کعبہ کے اندر حالت خواب میں دیکھا کہ میری پشت سے ایک درخت نکلا۔ (بعض روایت میں ہے کہ چاندی کی زنجیر نکلی) جب کہ آسمان تک پہنچ گیا۔ اور اسکی شاخیں مشرق و مغرب میں پھیل گئیں وہ اتنا نورانی تھا کہ اس سے زیادہ چمکدار نور میں نے کبھی نہ دیکھا۔ اسکا نور آفتاب کے نور سے تشر درجے زائد تھا۔ اور اسکا نور اذیاف ہر ساعت زیادہ ہوتا جاتا تھا۔

عرب و عجم کے لوگ اسے سجدہ کرتے تھے اور ایک جماعت قریش کی اسکی ڈالیاں بکڑ کر شگ رہی تھی اور ایک قوم قریش کی اسکے کاٹنے کا ارادہ کرتی تھی۔ جب پاس جاتی تھی۔ تو ایک جوان جس سے زیادہ حسین کوئی دیکھنے میں نہیں آیا۔ اس قوم کی پیٹھ توڑ ڈالتا اور آنکھیں نکال دیتا تھا۔ پس میں نے ہاتھ بڑھا کر اس سے حصہ لینا چاہا مگر وہاں تک نہ پہنچ سکا۔ کسی نے کہا اس میں تیرا حصہ نہیں۔ میں نے کہا پھر کس کا حصہ ہے۔ کہا جو اس سے پہلے معلق ہو چکے ہیں آپ یہ خواب دیکھ کر بہت ڈرے ایک کاتب (خواب داں) کے پاس جا کر اپنا خواب بیان کیا معتبر نے خواب سن کر کہا۔ ان صدقہ رُؤیاک لیخبرجن من مکتک اجل، یملک المشرق والغرب وتبین لہ الناس اگر تمہارا یہ خواب سچا ہے تو ضرور بروز تمہاری پشت سے ایسا فرزند پیدا ہوگا جو مشرق سے لے کر مغرب تک کا مالک و مختار ہوگا۔ لوگ اسکا دین قبول کر گئے۔

ایمان لائیں گے اور اس کے حلقہ بگوش غلام نہیں گے، (سیرت نبوی ص ۳۲) اور محمدیہ صلوات پتہ چلتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے رسول ہیں جنکی گوہری پہلے اور خواب داں دسے ہے ہیں۔ کہ وہ تمام کائنات کے مالک و مختار ہونگے۔ مگر منکر دہائی

بہنظر حسب و نسب میں سب سے افضل تھیں۔

خداوند تعالیٰ کو یہی منظور تھا کہ ایسی پاکیزہ خاتون کے ساتھ حضرت عبداللہ کانکاح ہو۔ وہب بن عبدمناف نے حضرت عبداللہ کی اس کرامت کو دیکھا تھا جب کہ دشمنوں نے (یہود) آپ کو جنگل میں گھیرا ہوا تھا اور آپ کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ عیسیٰ سپاہ آئی اور دشمنوں کو قتل کر دیا حضرت وہب بن عبدمناف اس سے اتنے متاثر ہوئے کہ جب گھر واپس لوٹے تو اپنی بیوی سے مشورہ کیا کہ میرا ارادہ ہے کہ اپنی دختر نیک اختر حضرت آمنہ خاتون کا رشتہ حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کو دیدوں۔ آپ کی بیوی اس پر رضامند ہو گئی۔ چنانچہ حضرت وہب بن عبدمناف نے اپنے بعض دوستوں کے واسطے سے حضرت عبدالمطلب کو اپنا رشتہ دینے کا پیغام بھیجا۔ ادھر حضرت عبدالمطلب بھی اس تلاش میں تھے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے ایسا رشتہ ملیگا۔

جو حسب و نسب و عفت و جمال میں بے مثل ہو۔ اب ان کو ایسا رشتہ خود بخود مل گیا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کانکاح حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا سے ہو گیا۔ (مدارج النبوت حصہ دوم ص ۱۱۱)

رحمہم آمنہ خاتون میں نور محمدی :- نکاح کے بعد ماہ رجب میں شب جمعہ کو نور محمدی حضرت آمنہ خاتون کے شکم اقدس میں جلوہ افروز ہوا۔ سبحان اللہ کیا شان والی رات تھی جس رات میں محبوب خدا اپنی اماں جان کے شکم اقدس میں تشریف لائے۔ اسی واسطے حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ شب جمعہ کو لیلتہ القدر سے افضل بتاتے ہیں کیونکہ جو خیرات و برکات کرامات و سعادت اس رات نازل ہوئیں کسی اور شب میں قیامت تک بلکہ ابد الابد نازل نہ ہوئیں اور نہ ہی ہوئیں (مدارج ص ۱۱۱) آپ کے حمل میں آنے سے عجائبات کا ظہور جب نور محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمہم مادر میں جلوہ گر ہوا تو دنیا کے عالم میں عجیب و غریب واقعات ظہور میں آئے۔ اللہ تعالیٰ نے خازن جنت کو حکم دیا کہ فردوس بریں کے دروازے کھول دے اور تمام عالم کو خوشبو سے معطر کرے اور آسمانوں زمین میں یہ ندا کی جائے۔ اَللّٰ

رَاتِ التَّوَسَّاتِ الْمُخَرَّجَاتِ الْمَكْنُونِ الَّذِي يَكُونُ مِنْهُ النَّسَبُ الْهَادِي يَسْتَقَرُّ فِي

هَذِهِ اللَّيْلَتَيْنِ بِلَيْحِ امِّهِ (انوار محمدیہ ص ۲۱، مدارج ص ۱۸)

آج رات وہ نور مخزون اور گوہر مکنون شکم مادر میں رونق افروز ہوا۔ قریش

کے تمام چار پائے بولے اور کہنے لگے۔ حُجِّلَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَرَبِّ الْكَعْبَةِ وَهُوَ إِمَامُ الدُّنْيَا وَسِرَاجُ أَهْلِهَا۔ (انوار محمدیہ ص ۲۱)

حضرت محمد رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صل میں تشریف لے آئے ہیں کعبہ کے رب

کی قسم وہ دنیا سے عالم کا سردار ہے اور دنیا کے رہنے والوں کے لئے سراج ہے اور

مشرق کے جانوروں نے مغرب کے جانوروں کو حضور کی آمد کی خوشخبری دی۔ (مدارج ص ۱۸)

اس رات کی صبح کو تمام نئے زمین کے بت اور ندے منہ گھر پڑے اور تمام بادشاہوں

کے تخت سرنگوں ہو گئے۔ (مدارج حصہ دوم ص ۱۸، سیرۃ نبوی ص ۲۱، انوار محمدیہ ص ۲۱)

اس رات برکت نشان میں کوئی گھبراہٹ نہ ہو اور دشمن نہ ہو اور درہر مکان میں

نور داخل ہوا۔ (مدارج حصہ دوم ص ۱۸، انوار محمدیہ ص ۲۱)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے شکم مادر میں آنے سے قبل قریش کے علاقے

میں سخت قحط پڑا ہوا تھا۔ درخت خشک ہو گئے تھے۔ جانور لاغر ہو چکے تھے مگر

نور محمدی رحم مادر میں جلوہ گر ہوئے تو دنیا کی حالت بدل گئی۔ رحمت کی بارش برسی۔

زمین سرسبز و شاداب ہو گئی۔ درختوں پر پتے لگے۔ میوہ جات کی کثرت ہوئی عرب

نے اس سال کا نام سنۃ الفتح والابتہاج رکھا۔ (مدارج حصہ دوم ص ۱۸، انوار محمدیہ ص ۲۱)

سیرت نبوی ص ۳)

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس سال تمام دنیا کی عورتیں اس نور محمدی کی برکت سے

بچے جنیں۔ لڑکی کوئی نہ جنے (سیرت نبوی ص ۳، انوار محمدیہ ص ۲۱)

اس شب ابلیس لعین نے کوہ البوقیس پر چڑھ کر ایک چیخ ماری تمام شیطان

اس کے پاس اکٹھے ہوئے اور پوچھنے لگے اے ابلیس آج تجھے کیا تکلیف پہنچی اور یہ

گھبراہٹ کیسی ہے۔ کہنے لگا آج شب حبیب خدا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

گزرتے۔ اور آپ کو اپنی طرف بلا تیں۔ مگر حضرت عبداللہ بہ برکت نور محمدی ان کی جانب ذرا بھی التفات نہ فرماتے نہ نگاہ اٹھا کر دیکھتے۔ (مدارج حصہ دوم ص ۱۸۱)

ایک روز حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کعبہ شریف کے قریب سے گزریں۔ وہاں ایک عورت بنی اسد کی بنام رقیصہ یا قیلہ بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ عورت حضرت عبداللہ کو دیکھ کر آپ کے حسن و جمال پر عاشق ہو گئی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طالب وصال ہوئی۔ اور سزاؤ سے دینے کا وعدہ کیا۔ مگر آپ نے انکار کیا اور واپس پھر آ گئے۔ حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صحبت کی اور نور محمدی بنی آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کلمہ قدس میں جلوہ گر ہوا۔ تو ایک روز حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی عورت جو طالب وصال ہوئی تھی کے پاس سے گزرے۔ اس نے آپ کے چہرے کو دیکھا۔ مگر وہ چمکتا نور نظر نہ آیا۔ کہنے لگی۔ کیا تم نے کسی عورت سے صحبت کی ہے فرمایا ہاں اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کی ہے۔ کہنے لگی اب مجھ کو تمہاری حاجت نہیں۔ میں تو اس نور کی طالب تھی جو تیری پیشانی میں چمکتا تھا۔ مگر وہ جس کے نصیب کا تھا۔ آ سے مل گیا۔ (مدارج حصہ دوم ص ۱۸۱)

اسی طرح فاطمہ شامیہ کا قصہ ہے۔ کہتے ہیں کہ فاطمہ نامی عورت ملک شام کے رہنے والی تھی۔ بڑی عقیفہ اور پاکیزہ اخلاق تھی۔ اس کے علاوہ کتب سادی کی عالمہ بھی تھی۔ اور فن کہانت میں ماہر تھی۔ اسے معلوم تھا کہ نور محمدی کے طلوع ہونے کا وقت قریب ہے اور وہ حضرت عبدالمطلب کے بیٹے سے پیدا ہوگا۔ چنانچہ وہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے حصول کی خاطر ولایت شام سے چل کر صومالیہ کے مکہ معظمہ میں آ کر ٹھہری اور حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکار سے واپس ہو کر اس کی منزل سے گزرے تو فاطمہ کی نظر عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جمال جہل آلا پر نظر پڑی تو علامات سے پہچان کر میرا مقصود انہی سے حاصل ہوگا۔ اپنی جھونپڑی سے لکلی اور آپ کو اندر آنے کی دعوت دی۔ آپ اس کی دعوت کو منظور فرما کر اندر تشریف لے گئے۔ تو فاطمہ نے آپ بہت

احترام و اکرام کیا اور بتایا کہ میں آپ کے ساتھ نکاح کا ارادہ رکھتی ہوں حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد حضرت عبدالمطلب کی اجازت کا بہانہ کر کے گھر تشریف لے آئے۔ تقدیر الہی اسی رات نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منتقل ہوا آپ علی الصبح اپنے والد ماجد کی خدمت میں تشریف لے گئے اور فاطمہ شامی کا قصہ بیان فرمایا حضرت عبدالمطلب نے نکاح کی اجازت مرحمت فرمائی آپ خوش و خرم ہو کر فاطمہ کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو اپنے والد کی اجازت دربارہ نکاح بیان کی۔ مگر جب فاطمہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ کو دیکھا تو اسے وہ چمکتا نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر نہ آیا۔ کہنے لگی اے عبداللہ جس نور کی خاطر میں نے یہ صحراوردی کی ہے اور صعوبتیں جھیلی ہیں وہ نور آپ سے رخصت ہو چکا ہے۔ لہذا اب مجھے نکاح کا شوق نہیں رہا چنانچہ فاطمہ بڑی حسرت لے کر اپنے وطن کو واپس ہو گئی۔ (معارج النور ص ۱۰۷، ۱۰۸)

غرضیکہ بہت سی خواتین حسینہ و جمیلہ اس نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طالب ہوئیں جب وہ نور ان کو میسر نہ ہوا وہ پاکل اور دیوانی ہو گئیں۔ حتیٰ کہ جس رات حضرت آمنہ کی طرف نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم منتقل ہوا تو دو سو عورتیں رشک سے مر گئیں۔ (معارج النبوت ص ۱۰۷، ۱۰۸)

پچھٹا وعظ

نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال بجانب حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا

قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ۝

حضرت عبداللہ کا نکاح :- جب حضرت عبدالمطلب کو معلوم ہو گیا کہ زنان عرب عبداللہ پر اہل ہیں اور ہر ایک طالب ہے تو ان کے نکاح کا فکر ہوا اور ایسی لڑکی کی تلاش ہوئی جو پاک دامن نیک سیرت ہو۔ حسب و نسب حسن و جمال عقل و تمیز میں سب سے افضل ہو۔ ان دنوں میں وہیب بن عبدمناف کی ایک دختر تھی جس کا نام آمنہ خاتون تھا جو حسن و جمال میں کیٹنا۔ سورت و سیرت میں بے مثل عقل و تمیز میں

میں نے پوچھا آپ کون ہیں فرمانے لگے میں ہود علیہ السلام ہوں۔ چھٹے ماہ میں ایک اور بزرگ تشریف لائے فرمانے لگے۔ اَبَشْرِي فَقَدْ حَمَلَتْ بِاللَّيْلِ لِمَا شِئِيْ
 آمنہ بی بی تو خوش ہو جا کہ تیرے شکم اقدس میں نبی ہاشمی جلوہ فرما ہیں۔ میں نے
 پوچھا آپ کون ہیں فرمایا میں ابراہیم علیہ السلام ہوں۔ ساتویں ماہ میں ایک
 بزرگ آئے اور فرمانے لگے۔ اَبَشْرِي فَقَدْ حَمَلَتْ بِمُحَبِّبِ رَأْسِ الْعَالَمِيْنَ
 آپ کو بشارت ہو کہ آپ اللہ تعالیٰ کے حبیب و محبوب سے حاملہ ہیں
 میں نے پوچھا آپ کون بزرگ ہیں فرمایا۔ میں اسماعیل علیہ السلام ہوں آٹھویں
 ماہ میں ایک اور بزرگ تشریف لاتے ہیں اور بشارت سناتے ہیں۔ اَبَشْرِي
 فَقَدْ حَمَلَتْ بِمُحَمَّدِ النَّبِيِّ - آپ کو خوشی ہو کہ آپ ایسے نبی سے حاملہ
 ہیں جو تمام انبیاء کے بعد تشریف لائے ہیں میں نے ان کا نام پوچھا تو انہوں
 نے بتایا میں موسیٰ علیہ السلام ہوں۔ نویں ماہ میں ایک بزرگ آ کر فرمانے لگے
 کہ اَبَشْرِي فَقَدْ حَمَلَتْ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ - آمنہ خاتون! تو
 خوشی منا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے
 شکم اقدس میں تشریف لے آئے ہیں۔ میں نے پوچھا۔ آپ کون ہیں۔
 فرمایا جیسے علیہ السلام ہوں۔ (نزہۃ المجالس ص ۸۲-۸۳ حصہ دوم)

ساتواں وعظ

حبیب خدا رحمۃ اللعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دنیا
 میں تشریف لانا اور ولادت باسعادت کا بیان مبارک۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَبَارَكَ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ۝

حضور سر ایاصلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت

باسعادت عام الفیل میں ہوئی۔ جمہور اہل سیر

تاریخ ولادت حضور سر ایا نور

کا۔ ہن جیال ہے۔ اور مشہور یہ ہے کہ مہینہ مبارک ربیع الاول کا تھا۔ اور اسکی تاریخ

تاریخ تھی۔ اسی لئے اہل مکہ اسی تاریخ کو موضع ولادت شریف کی زیارت کرتے ہیں۔ اور میلاد شریف پڑھتے ہیں۔ اور بیکار دن تقہ اسی پیر کے روز آپ پر وحی نازل ہوئی۔ اسی پیر کو آپ نے مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی۔ اور اسی پیر کو مدینہ طیبہ میں تشریف لائے۔ اسی پیر کو مکہ معظمہ فتح ہوا۔ اور اسی پیر کو آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔ (مدارج ص ۷)

وقت میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا۔ آپ کی ولادت باسعادت طلوع آفتاب سے پہلے تھی۔ بعض نے فرمایا رات میں ولادت پاک ہوئی۔ اکثر روایات میں ہے کہ ولادت شریف عین اسوقت تھی جب رات جا رہی تھی اور صبح صادق طلوع ہو رہی تھی یعنی نورانی وقت تھا۔ (مدارج حصہ دوم ص ۷)

زمان کو حضور سے شرافت حاصل ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کو ان ہستیوں میں پیدا نہیں فرمایا جو برکت و کرامت میں مشہور ہیں جیسے محرم و رجب اور رمضان مبارک اور نہ ہی افضل دن میں جیسا کہ جمعہ مبارک ہے پیدا فرمایا تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ حضور کو اس بزرگ ماہ یا بزرگ دن سے شرافت حاصل ہوئی حالانکہ زمان مکان ہر شے کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے شرافت ملی ہے۔ حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

حق آں است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف بزمان نیست بلکہ زمان تشریف بادست۔ وہمیں است حکمت در عدم وقوع ولادت شریف در اشہر مشہور بکرامت و برکت۔ (مدارج جلد دوم ص ۷)

یعنی حق بات یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو زمان سے شرافت نہیں ملی۔ بلکہ زمانہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے شرافت حاصل کی ہے۔ یہی حکمت تھی۔ کہ بزرگ ہستیوں میں آپ کی ولادت تشریف نہیں ہوئی

اپنی والدہ کے شکم اقدس میں جلوہ گر ہو گئے ہیں۔ دنیا میں تشریف لاکر اربابان باطلہ کو ختم کر دیں گے اور بتوں کو توڑ دیں گے۔ (نزہۃ المجالس ص ۱۸۲)

روایت ہے کہ حضور سر پانود حل میں جلوہ فرما ہوئے تو ہر آسمان سے یہ آواز آتی تھی۔ اَبِشْرُوا اِنَّا نَبْطِئُ الْفَاسِقِمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا قَامُوا كَا
(انوار محمدیہ ص ۲۲)

لوگو! خوشیاں مناؤ۔ اب وہ وقت قریب آ گیا ہے کہ مبارک اور سعادت مند رسول پاک کا دنیا میں ظہور ہوگا۔

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جب رسول پاک میرے شکم اقدس میں تھے تو میں نے دیکھا کہ ایک ایک نور مجھ سے جدا ہوا اس نور سے سب جہان منور ہو گیا اور میں نے کسریٰ کی محلات کو دیکھ لیا۔ (مدارج حصہ دوم ص ۱۹)

آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ قبلے حل سے آخر تک مجھے کوئی کوئی علامت و گرائی حل جو اور عورتوں کو ایام حل میں معلوم ہوتی ہے محسوس نہ ہوئی۔ صرف اتنی بات تھی کہ حیض منقطع ہو چکا تھا اور انوار محمدیہ ص ۱۸۲، مدارج حصہ دوم ص ۱۸۲، نزہۃ المجالس ص ۱۸۲

جب آپ شکم مادر میں دو ماہ کے تھے کہ آپ کے والد حضرت عبداللہ کا انتقال ہو گیا۔ تو ملائکہ نے عرض کی۔ مولا۔ تیرا صیب یتیم ہو گیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّا لَهٗ حَافِظٌ وَنَصِيْرٌ (مدارج ص ۱۹، انوار محمدیہ ص ۲۲، سیرۃ نبوی ص ۳۶) میں خود اسکی حفاظت و نصرت کرنے والا ہوں۔

ایک روایت میں ہے۔ اِنَّا لَوْلِيَّتُهٗ حَافِظُهٗ وَحَامِيَهٗ وَرَبِّهٗ وَرَعُوْنُهٗ وَرَاقِبُهٗ وَكَافِيَهٗ فَصَلُّوْا عَلَيْهِ وَتَبَرَّكُوْا بِاسْمِهٖ (سیرت نبوی ص ۳۶)

میں اس کا والی اور محافظ و حامی اور رب اور مدگار۔ رزاق اور کافی ہوں۔ لے فرشتو! تم ان پر درود پاک پڑھو اور آپ کے نام سے تبرک حاصل کرو۔

حکایت :- حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ حضور اقدس۔ علیہ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یتیم ہونے کی کیا حکمت ہے۔ کہ ماں مبارک

کے شکم اقدس میں تھے۔ والد ماجد انتقال فرما گئے۔ چھ سال کے ہوئے تو والدہ ماجدہ رحلت فرما گئیں۔ پھر دادا حضرت عبدالمطلب داغ مفارقت دے گئے۔ آپ نے فرمایا۔ اس لئے تاکہ آپ پر کسی مخلوق کا حق نہ ہو۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ یعنی حضور سدا نور صرف اپنے خدا کے برتر کی طرف محتاج ہیں۔ نیز اس لئے آپ کو درتیم بنایا گیا۔ تاکہ آئندہ آنے والوں یتیموں کا قدر بلند ہو جائے۔ اور لوگ ان پر رحم و کرم کریں۔ (سیرت نبوی ص ۳۷)

انبیاء کرام کی آمنہ بی بی کو بشارتیں
حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حمل

کے اول ماہ میں دراز قدم والے بزرگ دیکھے۔ انہوں نے فرمایا۔ اَبَشْرِي فَقَدْ حَمَلَتْ بِسَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ۔ اے آمنہ تجھے بشارت ہو۔ تو تمام رسولوں کے سردار سے حاملہ ہے۔ میں نے کہا آپ کون ہیں۔ فرمایا۔ میں ان کے والد آدم (علیہ السلام) ہوں دوسرے ماہ میں ایک بزرگ میرے پاس تشریف لائے۔ فرمایا۔

اَبَشْرِي فَقَدْ حَمَلَتْ بِسَيِّدِ الْاَدْلِيَّةِ وَالْاَخْيَرِيَّةِ۔ بشارت ہو تمہیں بیشک تو اولین و آخرین کے سردار سے حاملہ ہے۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں فرمایا شیت علیہ السلام۔ فرماتی ہیں تیرے ماہ میں ایک بزرگ تشریف اور فرمانے لگے۔ اَبَشْرِي فَقَدْ حَمَلَتْ بِالتِّيِّ الْكُرَيْمِ۔ آمنہ خاتون مجھے

بشارت ہو تیرے پیٹ میں نبی کریم تشریف فرما ہیں۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں فرمایا میں نوح علیہ السلام ہوں۔ چوتھے ماہ ایک اور بزرگ تشریف لائے اور فرمایا۔ اَبَشْرِي فَقَدْ حَمَلَتْ بِالسَّيِّدِ الشَّرِيفِ وَالنَّبِيِّ الْكَعْبِيفِ۔ تمہیں بشارت ہو کہ تم ایک بزرگ صاحب شرافت اور پاک نبی سے حاملہ ہے میں نے پوچھا آپ کون بزرگ ہیں۔ کہنے لگے میں ادریس علیہ السلام ہوں۔

پانچویں ماہ ایک بزرگ آئے اور فرمایا اَبَشْرِي فَقَدْ حَمَلَتْ بِسَيِّدِ الْاَبَشْرِيَّةِ۔ آپ کو خوشخبری ہو کہ آپ تمام انسانوں کے سردار سے حاملہ ہیں۔

آپ نے ماہ ربیع الاول اور پیر کو ولادت پاک سے وہ شرافت بخشی جو کسی اور مہینہ اور دن کو نہیں۔ حضرت شیخ محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر چہ جمعہ کے دن میں ایک ایسی ساعت ہوتی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے مگر پیر کی اس ساعت مبارک کا کیا مقابلہ کر سکتی ہے جس میں دونوں جہان کی رحمت نازل ہوئی۔ (مدارج جلد دوم ص ۲۱)

اب وہ مبارک وقت آتا
حضور کے ظہور کے وقت جنت کا سجانا
 ہے کہ دونوں جہان کا سردار
 دنیا کے عالم کو اپنے قدم مبارک سے مزین اور نورانی فرماتے ہیں۔ خالق کائنات
 کا ملائکہ کو حکم ہوا کہ آسمانوں کے دروازے کھول دو۔ جنت کے در بھی کھول دو
 شمس کو لباس نور پہنا دو۔ گو یا عالم کو نور علی نور کر دو۔ کیوں نور والا تشریف
 لاتا ہے۔ (انوار محمدیہ من مواہب لدینیہ ص ۱۲)

جنتی عورتیں اور حوریں دایاں بن کر آتی ہیں
 حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں
 کہ جب ولادت شریف کا وقت قریب ہوا تو میں بالکل تنہا تھی حضرت عبدالمطلب
 طواف کعبہ میں مشغول تھے۔ میں نے ایک آواز سنی جس سے میں خوفزدہ
 ہوئی اور پھر میں نے دیکھا کہ ایک سفید پرندے نے اپنا بازو میرے دل پر
 ملا تو مجھ سے خوف دہرا اس چلا گیا۔ پھر میں نے اپنے پاس سفید رنگ کا
 شربت دیکھا پس اسکو نوش فرمایا اس سے مجھے قرار حاصل ہوا اور ایک
 نور بلند کو ملاحظہ فرمایا۔ میں بالکل اکیلی تھی۔ اب کیا دیکھتی ہوں کہ کچھ عورتیں بلند
 قد کجور کے درخت کی مانند موجود ہیں۔ گو یا وہ عبدمناف کی بیٹیاں ہیں۔ میں
 بڑی حیران ہوئی کہ یہ عورتیں بلند قامت کہاں سے میرے پاس تشریف
 لے آئیں ہیں۔ میں اسی حیرانگی میں تھی مگر ایک خاتون بولی کہ میں آسیہ بیگم فرعون
 کی عورت ہوں۔ دوسری نے کہا میں حضرت مرثم بنت عمران ہوں۔ اور

یہ دوسری بیگمات حوریں ہیں۔

حضرات! اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اولیائے کرام زندہ ہیں۔ اور جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں۔ ان کو مردہ خیال کرنے والا خود مردہ ہے۔ حضرت آمنہ فاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ہر ساعت ایک ہولناک آواز سنتی تھی جو پہلے سے زیادہ ڈراؤنی ہوتی تھی۔

حضرت آمنہ فاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ملائکہ کا حضور کی زیارت کے لئے آنا

اسی آتنا میں سفید رنگ کی دیباچ دیکھی۔ جسے آسمان و زمین کے درمیان بچھایا گیا۔ بہت سے آدمی دیکھے جو آسمان و زمین کے مابین کھڑے ہیں۔ اور ان کے ہاتھوں میں چاندی کے لوٹے ہیں۔ پھر پرندوں کی ایک جماعت دیکھی جنہوں نے میرے کمرے کو ڈھانک دیا۔ ان کی چونچیں زمرد اور پر پر یا قوت کے تھے اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے حجابات کو دور کر دیا۔ میں نے مشرق و مغرب کو ملاحظہ فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں سے حجابات دور فرماتا ہے۔ اور تمام دنیا بیکوقت ان کی نگاہ میں ہوتی ہے) پھر آپ نے تین جھنڈے دیکھے کہ ایک مشرق میں نصب کیا گیا اور ایک مغرب میں اور ایک کعبہ شریف کی چھت پر یہ اشارہ تھا کہ آپ کی حکومت مشرق سے مغرب تک ہو گئی (جھنڈے نصب ہو گئے تو اب شہنشاہ دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بانہرا لیا جاہ و جلال اس گلشن دنیا میں طلوع اجلال فرمایا۔ جس کی آمد کا مشرودہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تَدْرُجُ كُرْسِيُّكَ لَلَّهِ نُورٌ وَ كِتَابٌ مَّحْمُودٌ۔ بیشک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور تشریف لایا ہے۔ آپ نے دنیا میں قدم مبارک رکھتے ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنا سر مبارک سجدہ میں جھکا کر دنیا کو بتلادیا کہ محبوبان خدا عارف باللہ پیدا ہوتے ہیں۔

حضور کا تمام دنیا کا دورہ کرنا۔ حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک سفید بادل نے آپ کو ڈھانک کر میری نگاہ سے غائب کر دیا میں نے ایک آواز سنی۔ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے۔ طُوفُوا بِهِ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبِهَا وَادْخُلُوا الْبَحَارَ لِيُعْرَبُوهُ بِأَسْمِهِ وَنَعْتِهِ وَصُورَتِهِ۔ یعنی آپ کو زمین کے مشرق اور مغرب کا دورہ کراؤ اور سمندروں میں لے جاؤ۔ تاکہ اہل دنیا آپ کے اسم مبارک اور نعت شریف۔ صورت سے واقف ہو جائیں۔ پھر وہ بادل چلا گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپ ایک ریشمی کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں اور پانی کے قطرے گر رہے ہیں۔ اور کہنے والا کہہ رہا ہے سَخَّجَ مَخْجَبُ حُجَّتِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الدُّنْيَا كُلِّهَا كَمَا رَبَّيْتُ خَلْقٌ مِّنْ أَهْلِهَا الَّذِي دَخَلَ فِي بَيْتِهِ۔ واہ واہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دنیا پر قبضہ جمالیسا ہے اہل دنیا سے کوئی مخلوق باقی نہیں رہی جو آپ کے قبضہ میں داخل نہ ہوئی ہو (ثابت ہوا کہ تمام دنیا پر آپ کا اختیار ہے۔ اور آپ مالک ہیں) جب میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف دیکھا تو ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ چودھویں رات کے چاند ہیں اور آپ سے کتوری کی مشک آ رہی ہے۔ (مدارج بلد دوم ص ۲۳۱۲۲، انوار محمدیہ ص ۲۳۱۲۲)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب پیدا ہوئے۔ رضوان جنت نے آپ کے کان مبارک میں عرض کی۔
 أَيُّ نَبِيٍّ يَا مُحَمَّدُ فَمَا بَقِيَ لِنَبِيِّ عَلِمَ وَقَدْ أُعْطِيَتْهُ فَأَنْتَ أَكْثَرُهُمْ عَلَمًا وَاشْجَعَهُمْ قَلْبًا۔

یا رسول اللہ بشارت ہو میں نے ہر نبی کا علم آپ کو عطا کیا ہے۔

آپ کا علم سب نبیوں سے زیادہ ہے اور تمام سے زیادہ دلیر اور شجاع
ہیں (انور محمدیہ ص ۲۴)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی ولادت باسعادت

وقت ولادت عجائبات کا ظہور

کے وقت عجیب عجیب واقعات ظہور میں آئے ان میں کچھ معتبر کتابوں
کے حوالوں سے قلمبند کئے جاتے ہیں

حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ میں شب ولادت کعبہ معظمہ
کے پاس گیا آدھی رات کو دیکھا کہ کعبہ معظمہ مقام ابراہیم کو جھک
گیا اور سجدہ کیا۔ اور اس سے آواز آئی۔

اللَّهُ الْبَرُّ اللَّهُ الْكَبِيرُ رَبُّ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفَى الْأَنَّ قَدْ طَهَّرَ خِيَرَتِي
مِنْ أُنْجَاسِ الْأَصْنَامِ وَأَذْجَاسِ الْمَشْرِكِينَ۔

اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے۔ محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

کا رب ہے۔ اب بیشک پاک کیا مجھ کو میرے رب نے تہوں کی
ناپاکی اور مشرکوں کی پلیدی سے۔ نیز غیب سے آواز آئی کہ کعبہ کے
خدا کی قسم حق تعالیٰ نے کعبہ معظمہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کا قبلہ اور مسکن بنایا۔ خانہ کعبہ کے آس پاس کے تمام بیت
پارہ پارہ ہو گئے۔ بہل نامی بت جو بہت بڑا تھا زمین پر گر گیا
اور کہتے لگا کہ آمنہ خاتون (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے حضرت محمد رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہو گئے۔ ہیں۔ (مراجعات النبوت جلد دوم ص ۲۳)

۱۷، آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں۔ جس وقت آپ پیدا ہوئے تو
میں نے ایک نور دیکھا کہ اس نور کی وجہ سے شام کے محلات روشن
ہو گئے اور میں نے ان محلات کو ملاحظہ فرمایا۔ (مراجعات جلد دوم ص ۲۴)
نور سرد و عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد

فرماتے ہیں۔ سَأَخْبِرُكُمْ بِأَوَّلِ أَمْرِي دَعْوَةَ إِبْرَاهِيمَ وَبَشَائِرَهُ
عِيسَى وَرُؤْيَا مَرْحَى الَّتِي سَأَتْ حِينَ وَضَعْتَنِي وَقَدْ خَرَجَ لَهَا
نُورٌ أَضَاءَ لَهَا مِنْهُ قُصُورُ الشَّامِ سَادَاةً فِي شَرْحِ السَّنَةِ
وَرَوَاهُ أَحْمَدُ - (مشکوٰۃ ص ۵۳)

ترجمہ: بغرب میں اپنے امر کا اول بیان کرتا ہوں۔ میں دعوتِ ابراہیم
(علیہ السلام) ہوں۔ اور بشارتِ عیسیٰ (علیہ السلام) ہوں۔ اور اما جان کا وہ
خواب ہوں جو انہوں نے مجھے جنتِ وقت دیکھا تھا بیشک ایک نور
نکلا جس سے ان کے سامنے ولایتِ شام کے مملات روشن ہو
گئے۔ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ
عنها نے فرمایا کہ جب آپ پیدا ہوئے۔ خَرَجَ مَعَهُ نُورٌ أَضَاءَ لَكَ
مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (انوار محمدیہ ص ۲۳)

ترجمہ:- ایک نور آپ کے ساتھ ظاہر ہوا۔ جس سے مشرق و مغرب
کا مابین روشن ہو گیا۔ یعنی سب روئے زمین چمک اٹھی۔ جب چمکنے
والا نور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنه عرض کرتے ہیں۔ وَأَنْتَ كُنَّا وَوَلَدَاتِ أَشْرَقَتِ الْأَرْضُ وَضَاءَتْ
نُورًا كَالْأَوْحُقِ - فَتَحَنُّ فِي ذَلِكَ الْغَضِيَاءِ وَفِي التَّوَسُّلِ وَسَبِيلِ
السَّيِّدِ نَحْتَوُّقِ - (سیرت جلی ص ۶۴، انوار محمدیہ ص ۲۵)

ترجمہ:- اور جب آپ پیدا ہوئے تو زمین روشن ہو گئی اور
آپ کے نور مبارک سے آفاق منور ہو گئے پس ہم اس ضیاء اور
نور میں ہدایت، کے راستوں کو قطع کر رہے ہیں۔
ان روایتوں سے صراحتاً ثابت ہوتا ہے کہ حبیبِ خدا نور تھے۔
جسکی وجہ سے تمام زمین روشن ہو گئی۔

۳۱ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی والدہ سے

روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں شہنشاہ دو عالم کی ولادت با سعادت کے وقت حاضر تھی۔ میں نے ایک نور دیکھا۔ جس سے سارا گھر روشن ہو گیا۔ ستاروں کو دیکھا کہ وہ زمین کے بالکل فریب آگئے۔ میں خیال کرنے لگی۔ کہ وہ مجھ پر گم پڑیں گے۔

(مدارج النبوت جلد دوم ص ۲۱، انوار محمدیہ ص ۲۵، سیرت نبوی ص ۱۲)

سیرت صلی ص ۶۵)

۴۴ حضرت عبدالرحمن بن عوف اپنی والدہ شفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ پیدا ہوئے تو میرے ہاتھوں پر آئے اور آپ کی آواز نکلی تو میں نے کہنے والے کو سنا کہہ رہا ہے۔ رَحِمَكَ اللهُ۔

(یعنی اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو) شفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ تمام مشرق و مغرب کے درمیان روشنی ہو گئی۔ یہاں تک کہ میں نے روم ولایت کے بعض محل دیکھے۔ پھر آپ کو کپڑا پہنایا۔ اور لٹادیا۔ تھوڑی دیر بھی نہ گزری تھی۔ کہ مجھ پر ایک تار کی اور رعب اور لہرزہ چھا گیا۔ آپ میری نظر سے غائب ہو گئے۔ پس میں نے ایک کہنے والے کی آواز سنی۔ کہ کہتا ہے کہ ان کو کہاں لے گئے تھے۔ جواب دینے والے نے کہا مشرق کی طرف۔ حضرت شفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں اس واقعہ کی عظمت برابر میرے دل میں رہی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معجوت فرمایا۔ پس میں اول اسلام لانے والوں میں ہوئی۔ (انوار محمدیہ ص ۲۱۲، نشر الطیب ص ۱۸)

(۵) آپ کی ولادت مبارک کے وقت ایوان کسریٰ میں زلزلہ آیا اور پھٹ گیا۔ اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے علماء کے کرام نے فرمایا

کہ چودہ کنگروں کا گھرنا اشارہ تھا کہ چودہ بادشاہوں کے بعد ان کی حکومت ختم ہو جائے گی۔ (مدارج جلد دوم ص ۲۴، سیرت حلبی ص ۸۵ انوار محمدیہ ص ۲۶)

(۷) دریائے سادہ خشک ہو گیا اور نہر سادہ جو ایک مدت سے خشک تھی جاری ہو گئی۔ اور فارس کا آتشکدہ جو ایک ہزار برس سے برابر روشن تھا کہ کبھی نہ بجھا تھا حضور کی ولادت پاک کے وقت بجھ گیا۔ (مدارج جلد دوم ص ۲۴، انوار محمدیہ ص ۲۶، سیرت حلبی ص ۸۵)

(۸) جس رات سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی ایک جماعت قریش کی جس میں ورقہ بن نوفل اور زید بن عمرو بن نفیل بھی شامل تھے۔ اپنے بُت کے پاس گئے۔ دیکھا کہ بت سرنگون زمین پر گر پڑا ہے۔ اسے سیدھا کیا۔ وہ پھر گر پڑا۔ اسی طرح وہ تین مرتبہ کھڑا کیا مگر وہ منہ کے بل گر پڑتا۔ کہنے لگے آج کوئی بات ہوئی ہے جس کی وجہ سے یہ گر پڑتا ہے۔ بڑے منگوم اور ملول ہوئے۔ اتنے میں بت کے اندر ہاتھ نے بلند آواز سے کہا۔ شعر

تَوَدَّى لِيُوَلِّدُوا نَكَرَاتٍ يَمُوسِرُهُ
جَمِيعٌ مِّنْ فَخَايِحِ الدَّيْضِ بِالشَّرْقِ وَالْمَغْرِبِ
أَحْرَاتٌ لَهُ الْأَدْنَانُ طَوَّادَاتٌ عَدَّتْ
قُلُوبٌ مَّلُوكِ الْأَرْضِ جَمَاعَتِ الرَّعْبِ

ترجمہ:- بت اس مبارک مولود کی وجہ سے گر جاتا ہے۔ جس کے نور سے مشرق و مغرب کی تمام زمین روشن ہو گئی اور تمام بت گر گئے اور رعب کی وجہ سے تمام دنیا کے بادشاہوں کے دل کانپ اٹھے۔

(سیرت حلبی ص ۸۵، مدارج جلد دوم ص ۲۵)

آٹھواں وعظ

حضور سر پانور صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد مبارک

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى كَمَا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ پارہ ۳۰

ترجمہ :- اپنے رب کی نعمت کا خوب چہر چاک کرو۔

حضرات ازماتہ قدیم سے دنیا سے اسلام میں عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تقریب منائی جاتی ہے۔ بارہویں ربیع الاول کا مقدس روز اہل ایمان کے واسطے مسرت و خوشی کے اعتبار سے بمنزلہ عید کے ہے۔ مگر ہر زمانہ میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ جن کو حضور سر پانور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم نہیں بھاتی۔ وہ صرف اس میلاد شریف کو بدعت ہی نہیں کہتے بلکہ میلاد شریف کے کرنے والوں کو بدعتی اور گمراہ قرار دیتے ہیں۔ اور سادہ لوح مسلمانوں کو اس کا رخیہ حصہ لینے سے روکتے ہیں۔ اس واسطے حق کے اظہار کے لئے میلاد مبارک کی تقریر لکھی جاتی ہے۔

حضرات! میلاد شریف کا ثبوت قرآن مجید۔ حدیث پاک اور اقوال سلف سے ہے۔ میلاد شریف میں ہزاروں برکتیں ہیں اس کو بدعت کہنے والے خود بدعتی اور بے دین ہیں۔

محفل میلاد کی حقیقت :- سب سے پہلے آپ یہ سمجھ لیں کہ حقیقت میلاد کیا ہے۔ میلاد مولود۔ مولد یہ قیون لفظ متقارب المعنی ہیں۔ حقیقت میلاد صرف یہ ہے کہ مسلمان ایک جگہ جمع ہوں اور ایک عالم دین ان کے سامنے حضور سر پانور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارک۔ معجزات اور آپ کے اخلاقی حمیدہ وغیرہ بیان کرے۔ آخر میں بارگاہ رسالت میں درود سلام باادب کھڑے ہو کر پیش کریں۔ اگر توفیق ہو تو

شیرینی پر فاتحہ دے کر فقراء و مساکین کو کھلائیں۔ احباب میں تقسیم کریں
پھر دعائے مانگ کر اپنے اپنے گھروں میں واپس آجائیں۔
یہ تمام چیزیں جو ذکر کی گئیں ہیں حدیث و قرآن اور علماء امت کے
زریں اقوال سے ثابت کی جاتی ہیں باقی ہدایت کی توفیق دینا قبضہ خدا
میں ہے۔

میلادِ سنتِ الہیہ ہے :- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد
شریف خود اللہ تعالیٰ نے بیان کیا تو میلادِ شریف بیان کرنا سنتِ الہیہ
ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

۱۱) لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ
حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ پارہ ۱۱ سورۃ توبہ۔
بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر
تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے بہت چاہنے
والے ہیں اور مسلمانوں پر کرم کرنے والے مہربان ہیں۔

حضرات! اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ الْآیۃ۔ اے مسلمانو! تمہارے پاس عظمت والے رسول تشریف لائے۔ اس میں ولادت باسعادت کا ذکر ہے۔ پھر فرمایا بِنِ الْفُسْلِمِ۔ آپ تم میں سے ہیں۔ اگر بفتح فاء پڑھا جائے تو معنی یہ ہوگا۔ تمہاری بہترین جماعت میں ہیں۔ اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب پاک بیان ہوا۔ پھر حَرِيصٌ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ۔ میں آپ کی نعت شریف کا بیان فرمایا۔ میلاد مبارک مروجہ میں یہی تین امور بیان ہوتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ میلادِ شریف بیان کرنا سنتِ الہیہ ہے۔

۱۲) لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا۔ پارہ ۴

سورۃ آل عمران

بیشک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان فرمایا کہ ان میں اپنا رسول معظم بھیج دیا
دیکھو یہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد کا ذکر ہے
اور یہی میلاد مبارک ہے۔

(۳) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نعمت میں خاتم الانبیاء
نبی الانبیاء

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ وحدہ لا شریک کی ایک نعمت عظمیٰ
میں اور یہ ایک بدیہی امر ہے اور کسی دلیل کی طرف محتاج نہیں۔ مگر منکر
نجدی بدیہت کے بھی منکر ہیں۔ لہذا ان کے رفع شکوک کے لئے حضور
اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نعمت الہی ہونا حدیث صحیح بخاری سے پیش کیا
جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ عقل و فہم سلیم عطا فرمائے۔ آمین۔

عن ابْنِ عَبَّاسٍ الْأَنْبِيَاءُ كُفَرُوا بِاللَّهِ كُفْرًا قَالُوا
هُمْ وَاللَّهِ كُفَّارٌ قُرَيْشٌ قَالُوا
عَمْرُوهُمْ قُرَيْشٌ وَ مُحَمَّدٌ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعْتَهُ اللَّهُ
(صحیح بخاری جلد دوم ص ۵۶۶)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
سے روایت ہے کہ وہ لوگ
جنہوں نے بدل دیا اللہ کی نعمت کو
کفر سے۔ فرمایا ابن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہما نے خدا کی قسم وہ کفار
قریش ہیں۔ عمرو (ابن دینار) رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے فرمایا وہ (بدلتے والے) قریش میں اور اللہ تعالیٰ کی نعمت
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

حضرات۔ اس آیت اور اسکی تفسیر سے صراحتاً ثابت ہوا کہ آقائے دو
عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہیں اور اس نعمت کی بے قدری
کرنے والے کفار قریش میں سب بھی جو بد قسمت اسکی نافرمانی کرتا ہے وہ انہی کفار
کے ساتھ ہوگا۔ العیاذ باللہ۔

جب سید عالم نعمت اللہ میں تو نعمت اللہ کے ساتھ کیا رہتا و گزرا چاہیے یہ فیصلہ خود

اللہ تعالیٰ کی کلام ہی کرے گی۔ قرآن پاک ارشاد فرماتا ہے۔

۱۔ وَامَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو

پارہ ۳۰

۲۔ وَادْكُرُوا لِعَدَّتِ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر

پارہ ۴ سورۃ آل عمران ہے۔

دیکھو۔ اللہ تعالیٰ حضور کے ذکر کرنے اور چرچا کرنے کا حکم فرماتا ہے اور میلاد مبارک میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ہی ہوتا ہے۔ جو مایوسہ ہے۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میلاد شریف بدعت و ناجائز کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ بدعت کے کرنے کا بھی حکم دیتا ہے۔ میلاد پاک کو بدعت کہنے والے قرآن عظیم کے حقائق کے سمجھنے سے کتنے دور ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو معارف قرآن کے سمجھنے کی توفیق ہی عطا نہیں فرمائی۔

میلاد بیان کرنا سنت مصطفیٰ سے حضرات! منکر اور نجدی وہابی خواہ مخواہ میلاد مبارک کے

بارے میں بفسد ہیں۔ اور اپنی جہالت کا ثبوت پیش کرتے ہیں حالانکہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا میلاد خود اپنی مبارک زبان سے بیان کیا۔ حضرات سنیو اسنو۔ اور اپنے قلوب کو حسن عقیدت سے کرو۔ وہابیہ تو ہمیشہ اس نعمت سے محروم ہی رہیں گے۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شہنشاہ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ کسی بد عقیدہ نے آپ کے نسب شریف میں طعن کیا ہے تو

پس حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمَنَابِرِ فَقَالَ مَنْ أَنَا فَقَالُوا

کہ میں کون ہوں۔ صحابہ نے عرض کی
 آپ اللہ کے رسول۔ فرمایا میں
 عبدالمطلب کے بیٹے عبد اللہ کا
 بیٹا ہوں۔ اللہ نے مخلوق پیدا کی
 ان میں سب سے بہتر مجھے بنایا
 پھر سب مخلوق کے دو گروہ کئے
 ان میں مجھے بہتر بنایا۔ پھر ان کے
 گھرانے بنائے۔ مجھے ان میں بہتر
 بنایا تو میں ان سب میں اپنی ذات
 کے اعتبار اور گھرانے کے اعتبار
 سے بہتر ہوں۔

أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
 عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِنَّ
 اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِي
 خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ
 فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ
 جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِي فِي
 خَيْرِهِمْ قَبِيلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ
 بِيُوتًا إِلَهًا فَأَنَا خَيْرُهُمْ
 نَفْسًا وَحَيْوَةً يَتَى

رداۃ المتومذی

(مشکوٰۃ ص ۱۳۳)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود محفل
 میلاد منعقد فرمائی جس میں اپنا حسب و نسب بیان فرمایا۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا
 کہ محفل میلاد کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اس محفل میں ان لوگوں کا رد کیا
 جائے جو آپ کی بدگویی کریں۔ فالحمہ للہ رب العالمین۔

حضرات! اب منکرین سے پوچھو کہ اب بتاؤ میلاد بیان کرنا حرام و بدعت
 ہے یا سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے۔ خدا تم کو فہم و دانش ہی
 نہیں بلکہ ہدایت و سعادت عطا فرمائے ورنہ شیطان کچھ کم عالم ہے۔ مگر
 رائدہ بارگاہ الہی ہے۔

منکرین میلاد پاک کا سب
 سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ

میلاد مبارک پر منکرین کا بڑا اعتراض

میلاد شریعت میں دن مقرر کیا جاتا ہے اور دن کا تعیین شریعت میں زیادتی
 ہے۔ لہذا میلاد ناجائز ہے۔ ان کا یہ سوال گیا نہ ہوں۔ نتیجہ ساقواں۔

چالیسواں وغیرہ میں مشترک ہے۔

اولاً اسکا جواب یہ ہے کہ ہمارے نزدیک دن کا تعین واجب و ضروری نہیں۔ بلکہ ہم اہلسنت رات۔ دن ہر ہفتہ اور ہر مہینے میں میلاد کرنا باعث نجات و سعادت سمجھتے ہیں۔ تانیاً یہ کہ اس زمانہ کے منکرین میلاد میرت نبوی کے جلسے کرتے ہیں جن میں دن مقرر کیا جاتا ہے اور تاریخ مقرر ہوتی ہے۔ مولوی مقرر کئے جاتے ہیں۔ وقت مقررہ پر لوگوں کو بڑے زور سے بلایا جاتا ہے۔ یہ چیزیں فقیر نے دیکھی اور سنی ہیں۔ پس اگر اتنے تعینات کے باوجود جلسہ سیرت نبوی تو جائز ہو جاتا ہے۔ (کیونکہ وہ خود کرتے ہیں اور ملا کے گھر آتے حلال ہوتی ہے۔ حرام صرف دوسروں کے لئے ہوتی ہے) اور جلسہ میلاد نبوی حرام و بدعت ہو جاتا ہے۔

ہم تم سے پوچھتے ہیں۔ ماہ الامتیاز پیش کر دو۔ کہ جس سے سیرت کے جلسے جائز ہیں اور میلاد کے جلسے اور محفلیں حرام ہوں۔ ذرا منہ کھولو۔ اور جواب دو۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ جو چیز ان کے عقیدے میں بھی حرام ہے۔ وہ ان کے لئے حلال ہے۔ جو چیز فی نفسہ حلال ہے۔ وہ ہم اہلسنت پر حرام ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ جب خدا دین لیتا ہے تو عقل بھی لے لیتا ہے۔

ثالثاً یہ کہنا کہ دن مقرر کرنا یا کسی دن کی یادگار منانا حرام و بدعت ہے یہ منکرین کی اپنی خود ساختہ شریعت ہے۔ قرآن پاک اور حدیث پاک میں اسکی تصریح موجود ہے۔ مگر اندھوں کو کچھ نظر نہیں آتا۔ یہ ان کی بد قسمتی ہے اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔ وہ اپنی بد قسمتی پر روئیں۔

۱۱۔ گوش ہوش سے سنو! قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ (لے موسیٰ علیہ السلام) ان کو یاد

دلایئے اللہ کے دن۔

پارہ ۱۳ سورۃ ابراہیم

تشریح

اسب عام و خاص جانتے ہیں کہ ہر دن اور ہر رات اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ پھر ان اللہ کے ایام سے کیا مراد ہے پتہ چلا۔ کہ اللہ کے دنوں سے مراد ہے۔ خدا کے وہ مخصوص دن جن میں اسکی نعمتیں اس کے بندوں پر نازل ہوئیں۔ چنانچہ اس آیت کریمہ میں حضرت سیدنا موسے علیہ السلام کو حکم ہوا ہے کہ آپ اپنی قوم کو وہ دن یاد دلائیں۔ جن دنوں میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر من و سلوئی نازل فرمایا۔ عقلمند و اگر من و سلوئی کے نزل کا دن نبی اسرائیل کو منانے کا حکم ہوتا ہے تو آقائے دو جہان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت جو تمام نعمتوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔ بلکہ نظر غائر سے دیکھا جائے تو باقی نعمتیں اسی نعمت عظمیٰ کے واسطے سے نازل ہوتی ہیں۔ تو یوم ولادت باسعادت منانا اور خوشی میں ملبوس نکلنے اور جلسے منعقد کرنے۔ مساکین کے لئے کھانا تقسیم کرنا کیوں بدعت و حرام ہے۔

حدیث پاک سے تعین یوم پر دلیل

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو ملاحظہ فرمایا کہ یہود یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں آپ نے پوچھا اس دن روزہ کیوں رکھتے ہو۔ یہودیوں نے کہا یہ ایک بڑا دن ہے جس میں اللہ نے موسے (علیہ السلام) اور انکی قوم کو نجات

۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَوَجَدَ الْيَهُودَ صِيَامًا يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالَ لَهُمْ سَأَسْأَلُ اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هَذَا الْيَوْمَ الَّذِي تَمُومُونَهُ فَقَالُوا هَذَا يَوْمٌ عَظِيمٌ أُجِىَ اللَّهُ فِيهِ مُوسَى وَ قَوْمَهُ دَعَوْتًا فَرَّعُونَ دَقْوَمَهُ

دئی اور فرعون اور اسکی قوم کو غرق کیا
 تو موسیٰ علیہ السلام نے (اس) شکر بیٹے
 میں روزہ رکھا اور ہم بھی اس دن
 کو روزہ رکھتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا
 کہ ہم موسیٰ (علیہ السلام) سے تمہاری
 نسبت زیادہ قریب ہیں تو آپ
 نے خود روزہ رکھا اور (دوسروں کو) روزہ
 رکھنے کا حکم دیا۔

فَصَامَهُ مُوسَىٰ شُكْرًا لِّفَضْلِ لِّصَوْمِهِ فَقَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَنُّ
 أَحَقُّ وَأَدْهَىٰ مُوسَىٰ مِنْكُمْ فَصَامَهُ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ -
 متفق عليه
 (مشکوٰۃ ص ۱۸)

حضرات! اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ جب موسیٰ علیہ السلام کو یہ
 نعمت ملی کہ دشمن سے نجات ملی اور دشمن ہلاک ہوا تو اس روز بطور شکر یہ
 اسی دن کی یادگار منانے کے لئے ہمیشہ عاشوراء کے دن روزہ رکھتے اور
 خود سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھ کر اور حکم دے کر واضح
 فرما دیا۔ کہ نعمت نازل ہونے کے دن عبادت کرنا اور اسکی یادگار منانا سنت
 انبیاء ہے۔ لہذا تم اہلسنت ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو جس میں ولادت
 باسعادت کی نعمت نازل ہوئی جو سب نعمتوں سے عظیم ترین نعمت ہے جلسے
 منتقد کر کے جلوس نکال کر خوشی کا اظہار کر کے سنت انبیاء پر عمل کرتے ہیں۔
 اور منکرین اس روز شیطان کی طرح جلتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ اپنی
 اپنی قسمت ہے کہ کوئی سنت انبیاء پر عمل کرتا ہے اور کوئی سنت شیطان
 پر عمل کرتا ہے۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
 پیر کے دن کے روزہ کے بارے
 میں دریافت کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا

(۲) دوسری حدیث

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ

يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ فَقَالَ فِيهِ وُلْدَاتٌ
 وَفِيهِ اُنْزِلَ عَلَيَّ - رواه مسلم (شکوہ ۴۹) مجھ پر قرآن اترا۔

دیکھو سید! حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر پیر کے روز دو نعمتیں
 ملی تھیں تو آپ نے پیر کے دن روزہ رکھنے کے لئے معین فرمایا۔ منکرین تعین
 یوم کو بدعت و حرام کہتے ہیں۔ اب ان سے پوچھو۔ کہ سرور کائنات صلی اللہ
 علیہ وسلم نے پیر کے دن کو روزہ کے لئے معین اور مخصوص فرمایا ہے۔ اب
 کیا فتویٰ ہے۔ نالائقو! تمہارے فتوؤں سے سارا دین برباد ہو جائیگا۔ لہذا
 ایسے من گھڑت فتوؤں سے باز آؤ۔ ورنہ خدا کے قہار کا عذاب شدید ہے۔

منکرین خود حرام کے مرتکب ہیں
 منکرین دن مقرر کرنے کو حرام بتاتے
 ہیں۔ یوم آزادی کے روز ہر
 سال جلسوں میں شریک ہو کر خود ہی حرام کا ارتکاب کرتے ہیں یہ
 ہے ان کی دیانت۔

جواز میلاد پر ادلیاے کرام اور علمائے اعلام کی شہادتیں۔
 حضرات! یوں تو میلاد مبارک کے استحباب و استحسان پر بہت سے
 علماء سلف کے اقوال موجود ہیں۔ مگر بخوف طوالت چند کے اقوال درج
 کتاب کئے جاتے ہیں جو شکوک کے ازالہ کے لئے کافی ہیں۔ اور ضدی منکر کے
 لئے تو سارا دفتر بھی بیکار ہے۔

۱۱، انام ابو شامہ امام نووی کے استاد کا قول

ہمارے زمانے کی اچھی ایجادوں میں وہ
 افعال ہیں جو مولد النبی صلی اللہ علیہ
 وسلم کے دن کئے جاتے ہیں۔ یعنی
 صدقات۔ بھلائی کے کام۔ نہایت

وَمِنْ اَحْسَنِ مَا اُنْتَدِعَ فِي
 زَمَانِنَا مَا يُفْعَلُ كُلَّ عَامٍ فِي الْيَوْمِ
 الْمَوْافِقِ لِيَوْمِ مَوْلِدِهِ صَلَّى اللهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الصَّدَقَاتِ

وَالْمَعْرُوفِ وَإِظْهَارِ الرَّيْتَةِ
 فَإِنَّ ذَلِكَ مَعَ مَا فِيهِ مِنَ الْإِحْسَانِ
 لِلْفُقَرَاءِ مُشْعَرٌ مُحِبَّةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَعْظِيمُهُ فِي قَلْبِ قَاعِلِ
 ذَلِكَ وَسُلُوكُهُ عَلَى مَا مَنَّ بِهِ مِنْ
 إِيجَادِ سُؤْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 الَّذِي أُرْسِلَ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ -
 (سیرت جن من سیرت نبوی ص ۱۵۸)

وسرور کا اظہار - کیونکہ
 اس میں فقر کے ساتھ احسان کرنے
 کے علاوہ اس بات کا اشعار ہے کہ
 میلاد کرنے والے کے دل میں نبی
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت
 اور تعظیم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا
 شکر یہ ادا کرتا ہے جو اس نے رحمتہ للعالمین
 کو پیدا فرما کر ہم پر احسان فرمایا ہے۔

(۲) حضرت حافظ الحدیث ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

فَإِذَا كَانَ هَذَا أَبُو كَهَيْبٍ الْكَافِرُ
 الَّذِي نَزَلَ الْقُرْآنُ بِدَمِهِ جَوْزِي
 بِفَرْجِهِ كَيْلَةً مَوْلِدِ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا حَالَ
 الْمُسْلِمِ الْمَوْجِدِ مِنْ أُمَّتِهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْسَرُ
 لِمَوْلِدِهِ وَيَبْدُلُ مَا تَصَلُّ
 إِلَيْهِ قَدْ سَأَلَهُ فِي مُحَبَّتِهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمْرِي إِنَّمَا يَكُونُ
 جَزْأُؤُهُ مِنَ اللَّهِ الْكَرِيمِ أَنْ يَدَّخِلَهُ
 يَفْضَلِهِ الْعَمِيمِ جَنَّاتِ النَّعِيمِ -
 (النوار محمدیہ من مواہب لدینیہ ص ۲۵۸)

جب ابولہب کافر جسکی مذمت میں قرآن
 پاک نازل ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کی
 خوشی میں جنزائیک مل گئی (عذاب
 میں تخفیف) تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ
 وسلام کی امامت کے مسلمان - موجد
 کا کیا حال ہوگا۔ جو حضور کی ولادت
 کی خوشی مناتا ہوا اور حضور کی محبت میں
 حسب طاقت خرچ کرتا ہو۔ مجھے اپنی
 جان کی قسم اللہ کریم سے اس کی
 جزا یہ ہے کہ اس کو اپنے فضل عظیم سے
 جنت نعیم میں داخل فرمائیے گا۔

(۳) حضرت امام سخاوی علیہ رحمۃ اللہ الباری کا مبارک قول

تینوں زمانوں میں سلف نے کسی نے میلاد (مروجہ) نہیں کیا اس کے بعد شروع ہوا پھر ہمیشہ مسلمان ہر طرف اور بڑے شہروں میں میلاد کرتے ہیں اور ان راتوں میں ہر قسم کا صدقہ کرتے ہیں اور میلاد شریف بیان کرنے کا اہتمام کرتے ہیں میلاد شریف کی برکت سے ان پر ہر قسم کا فضل و رحمت نازل ہوتی ہے

كَمْ يَفْعَلُهُ أَحَدٌ مِّنَ السَّلَفِ
فِي الْقُرُونِ الثَّلَاثَةِ وَإِنَّمَا
حَدَّثَ بَعْدُ ثَمَرًا لِرَأْلِ أَهْلِ
الْإِسْلَامِ مِنْ سَائِرِ الْأَقْطَابِ
وَالْمَدِينِ الْكِبَارِ يَعْمَلُونَ الْمَوْلِدَ
وَيَقْصِدُ قُوتَ فِي لَيْلِيهِ بِأَنْوَاعِ
الصَّدَقَاتِ وَيَعْتَنُونَ بَقْرَاءَةَ
مَوْلِدِهِ الْكَرِيمِ وَيُظَهَرُ عَلَيْهِمْ
مِنْ بَرَكَاتِهِ كُلِّ فَضْلٍ عَظِيمٍ
(سیرۃ طیبی ص ۱۲۵ دسیرۃ نبوی ص ۱۲۵)

امام سخاوی کی کلام سے ثابت ہوا کہ میلاد شریف مسلمان کرتے ہیں اور ہر ملک ہر شہر میں کرتے ہیں۔ اور میلاد کرنے والوں پر فضل الہی نازل ہوتا ہے۔

فائدہ

(۱۵) حضرت علامہ لوسف بن اسمعیل نہہانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

ہمیشہ مسلمان ولادت پاک کے مہینہ میں محفل میلاد منعقد کرتے آئے ہیں۔ اور دعوتیں کرتے ہیں۔ اور اس ماہ کی راتوں میں ہر قسم کا صدقہ کرتے ہیں۔ اور خوشی منگاتے ہیں۔ نیکی زیادہ کرتے ہیں اور میلاد شریف پڑھنے کا بہت اہتمام کرتے ہیں۔

لَأَسْأَلَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ يَخْتَلِفُونَ
بِشَهْرِ مَوْلِدِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ
السَّلَامُ وَ يَعْمَلُونَ الْمَوْلِدَ
وَيَقْصِدُ قُوتَ فِي لَيْلِيهِ بِأَنْوَاعِ
الصَّدَقَاتِ وَيُظَهَرُونَ
السُّرُورَ وَيُزِيدُونَ فِي الْمُبَارَكَاتِ
أَوْ يَعْتَنُونَ بِقَرَاءَةِ مَوْلِدِهِ الْكَرِيمِ
(انوار محمدیہ ص ۲۹)

۵۔ حضرت امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

میلاد شریف کی ایک تاثیر یہ ہے سال بھڑمن ریگا اور مراد میں پوری ہونے کی خوشخبری ہے۔ بادشاہوں میں سے جن سے پہلے میلاد شریف کا ایسا کیا وہ مظفر ابو سعید شاہ اربل تھا۔ اس کے لئے حافظ ابن وحیہ نے ایک کتاب لکھی جس کا نام التنویر فی مولد البشیر النذیر رکھا بادشاہ نے اسکو نہاردینار نذر کیے بادشاہ مظفر نے میلاد کیا۔ اور وہ ربیع الاول شریف میں میلاد کیا کرتا تھا۔ اور اس میں عظیم الشان محفل منعقد کرتا تھا۔ اور وہ ذکی بہادر۔ دلیر عقلمند۔ عالم۔ عادل تھا۔ اس کا زمانہ حکومت طویل رہا یہاں تک انگریزوں کا محاصرہ کرتے ہوئے عکا شہر میں انتقال کر گیا ۶۳۳ھ میں وہ سیرت اور عادت کا اچھا تھا۔

مِنْ حَوَائِثِهِ إِنَّهُ أَمَاتٌ فِي ذَلِكَ الْعَامِ وَبُشْرَى عَاجِلَةٌ بِسَبِيلِ الْبُعْيَةِ وَالْمَرَامِ وَأَدْلُ مَنْ أَحَدَتْهُ مِنَ الْمُلُوكِ الْمَلِكُ الْمُظْفَرُ أَبُو سَعِيدٍ صَاحِبُ أَرْبِلَ وَأَلْفَ لُحَاظِ ابْنِ وَحْيَةَ تَالِيًا سَمَاءَهُ التَّنْوِيرِ فِي مَوْلِدِ الْبَشِيرِ النَّذِيرِ فَأَجَارَهُ الْمَلِكُ الْمُظْفَرُ بِأَلْفِ دِينَارٍ وَصَنَعَ الْمَلِكُ الْمُظْفَرُ الْمَوْلِدَ وَكَانَ يَعْمَلُهُ فِي رُبْعِ الْأَدْلِ وَيَحْتَفِلُ بِهِ إِخْتِلَافًا صَافِيًا وَكَانَ شَهْمًا شَجَاعًا بَطْلًا عَاقِلًا عَامِلًا عَادِلًا وَطَالَتْ مَدَّتُهُ فِي الْمُلْكِ إِلَى أَنْ مَاتَ وَهُوَ فَحَامِرًا لَفْرَاجٍ بِمِائَةِ عِكَاسَةٍ ثَلَاثِينَ وَسِمَاكَةٍ عَجُوزِ السَّبْوَةِ وَالسَّرِيَّةِ (بيت نبوی ۲۵)

فائدہ | اس مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ شاہ اربل ملک مظفر ابو سعید عالم عادل ہونے کے علاوہ مجاہد بھی تھا۔ اور جہاد فی سبیل اللہ میں اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی لہذا جن لوگوں نے انہیں بُرے کلمات سے یاد کیا ہے۔ وہ صحیح نہیں ہے۔

۶۱) حضرت ابن جوزی کے پوتے رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت ابن جوزی کے پوتے فرماتے ہیں کہ مجھے لوگوں نے بتایا جو ملک مظفر کے دسترخوان پر میلاد شریف کے موقع پر حاضر ہوئے۔ کہ اس کے دسترخوان پر پانچ ہزار بکریوں کے بھنے ہوئے سر۔ دس ہزار مرغ ایک لاکھ پیالی مکھن کی اور تیس ہزار طباق حلوسے کے تھے۔ اور میلاد میں اس کے ہاں مشاہیر علماء اور صوفی حضرات حاضر تھے ان سب کو خلعتیں عطا کرتا تھا اور خوشبودار چیزیں سلگاتا تھا اور میلاد مبارک پر تین لاکھ دینار خرچ کرتا تھا۔

قَالَ سَبْطُ بْنُ الْجَوَزِيِّ فِي مِرَاةِ الزَّمَانِ حَلِيٌّ بِي لَبْعُ مِنْ حَضْرَةِ سِمَاطِ الْمُظْفَرِيِّ فِي لَبْعِ الْمَوْلِدِ فَذَكَرَ أَنَّ عَدَّهُ فِيهِ خَمْسَةَ آلَافٍ رَأْسَ غَنَمٍ وَعَشْرَةَ آلَافٍ دُجَاجَةً وَمِائَةَ أَلْفٍ تَرَبِيدَةً وَثَلَاثِينَ أَلْفَ صَحْنٍ حَلُوسٍ وَكَانَ يَحْضُرُ عِدَّةً فِي الْمَوْلِدِ أَعْيَانُ الْعُلَمَاءِ وَالصُّوفِيَّةِ فَيَجْلِعُ عَلَيْهِمْ وَيَطْلُقُ لَهُمُ الْبُخُورَ وَكَانَ يَصْرِفُ عَلَى الْمَوْلِدِ ثَلَاثًا مِائَةَ أَلْفٍ دِينَارٍ
(سیرۃ نبوی ص ۵۴)

فائدہ | عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ میلاد مبارک میں فقط عوام ہی حاضر نہیں ہوتے تھے بلکہ مشاہیر علماء اور اولیاء بھی شرکت کرتے تھے۔ فالمد للہ علی ذلک۔

۶۲) حضرت سید احمد زینی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

میلاد شریف کرنا اور لوگوں کا اس میں جمع ہونا بہت اچھا ہے۔

عَمَلُ الْمَوْلِدِ وَاجْتِمَاعُ النَّاسِ لَهُ كَذَلِكَ مُسْتَحْسَنٌ
(سیرۃ نبوی ص ۵۵)

(۸) حضرت سید احمد زینبی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

محافل میلاد اور اذکار جو ہمارے
ہاں کئے جاتے ہیں ان میں سے
اکثر بھلائی پر مشتمل ہیں جسے صدقہ
ذکر - صلاۃ و سلام رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی
مدح پر -

أَلْمَوَالِدُ وَالْأَذْكَارُ الَّتِي تَفْعَلُ
عِنْدُنَا أَكْثَرُهَا مَشْتَرِكٌ عَلَى خَيْرٍ
كَصَدَقَةٍ وَذِكْرٍ وَصَلَاةٍ وَسَلَامٍ
عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَمَذْحِجَةٍ
(فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۲۹)

۹: افضل الفضلاء علم العلماء فرید العصر مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی

قدس سرہ کافرمان مبارک

میلاد شریف کرنے والوں کے لئے
اس میں سند ہے جو شب
میلاد خوشیاں مناتے ہیں اور
مال خرچ کرتے ہیں - یعنی ابو لہب
کافر تھا اور قرآن پاک اس کی مذمت
میں نازل ہوا - جب اسے میلاد
کی خوشی منانے اور اپنی لونڈی کے
دودھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کے لئے خرچ کرنے کی وجہ
سے جزا دی گئی تو اس مسلمان کا کیا
حال ہو گا جو محبت اور خوشی میں بھرپور
ہے اس میلاد پاک میں مال خرچ کرتا ہے

دریغی سناست مراہل موالید را
کہ در شب میلاد آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سرور کنند و بذل اموال
نمایند یعنی ابو لہب کافر بود و قرآن
بمذمت وے نازل شدہ چوں
بسرور میلاد آنحضرت و بذل تبر
جا رہی ہے - بچہ آحضرت جزا دادہ
شد تا حال مسلمان کہ مملواست
بمحبت و سرور و بذل مل در وے
چہ باشد - (مدارج جلد دوم ص ۱۲)

۱۱۔ فاضل جبل عالم بے بدل خاتم خاتم المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نورانی قول

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے فیوض الحرمین میں لکھا ہے کہ میں حاضر ہوا اس
مجلس میں جو مکہ معظمہ میں مکان مولد شریفیت میں تھی۔ بارہویں ربیع الاول
کو اور ذکر ولادت شریفیت اور خوارق عادت وقت ولادت کا پڑھا
جاتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ یکبارگی کچھ انوار اس مجلس سے ظاہر ہوئے
میں نے ان انوار میں تامل کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ انوار تھے۔ ملائکہ کے
جو ایسی محافل متبرکہ میں حاضر ہوا کرتے ہیں۔ اور بھی انوار تھے۔ رحمت الہی کے
(تواریخ حبیب اللہ ص ۸)

فائدہ :- شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان میں ایک
مشہور و مقبول محدث تھے۔ تمام دیوبندیوں کی سندیں آپ تکسبِ سنی تھیں
اب تاؤ شاہ صاحب بدعتی ہیں (معاذ اللہ) یا تم خود بدعتی ہو۔ فیصلہ کر لو۔ اور
جو اب دو۔ نیز معلوم ہوا کہ میلاد شریف کی محفل پر انوار رحمت برستے ہیں
مگر منکرین ان انوار رحمت سے محروم ہیں۔ بدعت بدعت کہہ کہہ کر عین بدعت
ہو گئے ہیں۔

۱۱۱۔ حضرت مولانا مولوی محمد عنایت احمد رضا کا قول

حرمین شریفین اور اکثر بلاد اسلام میں عادت ہے کہ ماہ ربیع الاول میں
محفل میلاد شریف کرتے ہیں اور مسلمانوں کو مجتمع کر کے ذکر مولود شریف
کرتے ہیں اور کثرتِ درد کرتے ہیں اور بطور دعوت کے کھانا یا شیرینی تقسیم
کرتے ہیں۔ سو یہ امر موجب برکاتِ عظیمہ ہے۔ اور سبب ہے زیادتِ محبت
کا ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہویں ربیع الاول کو
مدینہ منورہ میں یہ محفل متبرکہ مسجد شریفیت میں ہوتی ہے اور مکہ مکرمہ میں مکان

ولادت آنحضرت میں (تو ارجح جیب اللہ ص ۱۰۰)

فائدہ اس کتاب کا حوالہ خاص کر اس لئے دیا گیا کہ منکرین اس کتاب کو معتبر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ مولوی اشرف علی نے اپنی کتاب نشر الطیب میں اس کو معتبر کتاب مانا ہے۔ اب معلوم نہیں کہ منکرین نے ضد و عناد میں اگر غیر معتبر سمجھ لیا ہو۔ ذیہو مصنف کیا لکھتا ہے۔ کبھی لکھتا ہے مولود شریف۔ مگر تم مولود کو بدعت سمجھتے ہو۔ کبھی لکھتا ہے۔ یہ امر موجب برکات عظیمہ ہے۔ تم اس کو موجب ضلالت سمجھتے ہو۔ خدار انعام سے کام لو۔ منہ کو سنبھالو۔ برکت کو ضلالت کیوں کہتے ہو۔ مگر سچ یہ ہے کہ تمہارے گھر سچ ہی نہیں ہے۔

(۱۲) عالم ربانی فاضل الثانی حامی دین نبوی حضرت مولانا حاجی

حافظ ابو الحسنات محمد عبدالحی لکھنوی کا قول

میلاد شریف بدعت ضلالت نہیں
دو وجہ سے وجہ اول یہ ہے کہ میلاد
کا مطلب یہ ہے کہ مقرر کوئی قرآن
کی آیت یا حضور کی حدیث پڑھے
اور اس کی تشریح میں حضور کے فضائل
معجزات ولادت۔ نسب کے احوال
اور ولادت خوارق عادت جو آپ
سے ظاہر ہوئے بیان کرے۔ جیسا
کہ اسکی تحقیق ابن حجر مالکی نے النعمۃ
الکبریٰ علی العالم بمولد سید ولد آدم

نفس ذکر مولود بدعت ضلالت نیست
بدوجہ وجہ اول ذکر مولود عبارت
است۔ ازین کہ ذکر آیتے از آیات
قرآنیہ یا حدیثے نبویہ تلاوت کردہ
در شرح آن قدسے از فضائل و
معجزات احمدیہ و برخے از احوال ولادت
و نسب نبوی و خوارقے کہ بوقت ولادت
وقبل ازاں ظاہر گردیدند و امثال
آنها بیان ساز و کذا حقیقہ ابن
حجر مالکی فی النعمۃ الکبریٰ علی العالم بمولد

میں کی ہے ان کے علاوہ علمائے
ماہرین نے کی ہے۔

یہ حقیقت یعنی میلاد شریف نبی پاک
صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ پاک کے
زمانہ میں موجود تھی اگرچہ یہ نام نہ تھا
فن حدیث کے ماہرین پر یہ پوشیدہ
نہیں۔ کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ
علیہم اجمعین مجالس وعظ اور تعلیم
علم میں فضائل اور حالات ولادت
احمدیہ کا ذکر کرتے تھے۔ صحاح میں
مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ
عنه کو اپنی مسند شریفین میں منبر شریف
پر بٹھاتے تھے اور وہ حضور کے
صفت کو نظم اور اشعار میں پڑھتے
تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان
کے حق میں دعائے خیر کرتے اور
فرماتے لے اللہ روح قدس سے
ان کی تائید فرما۔ دیوان حسان کے
ناظر پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ
ان کے قصائد میں معجزات اور ولادت
پاک کے حالات اور نسب شریف کا ذکر
موجود تھا۔ پس اس قسم کے اشعار کا

سید ولد آدم وغیرہ من العلماء الماہرین
وجود ایں حقیقت در زمانہ نبوی و
زمانہ اصحاب ہم بود۔ اگرچہ سنی باین
تسمیہ نباشد۔ بر ماہرین فن حدیث
محققی نخواہد بود کہ صحابہ در مجالس وعظ
و تعلیم علم ذکر فضائل نبویہ و کیفیات
ولادت احمدیہ میکردند و در صحاح
مردیست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
حسان بن ثابت را در مسجد خود بر منبر
نشاندند و او شان مدیح نبویہ را
نظم کردہ بودند۔ خواندند و آنحضرت
او شان را دعائے خیر دادند و فرمودند
اَللّٰهُمَّ اَيِّدْكَ بِرُوحِ الْقُدْسِ
و در ناظر دیوان حسان محقق نخواہد ماند
کہ در قصائد شان معجزات نبویہ و
کیفیات ولادت و ذکر نسب شریف
و غیرہ موجود است پس خواندن سمحوں
اشعار بر منبر مجلس عین ذکر مولد است
(فتاویٰ ص ۱۱۱)

پڑھنا کسی مہفل و مجلس میں، عین میلاد شریف ہے۔

بعض منکرین یہ بھی کہتے ہیں کہ لوگوں کو اکٹھا کر کے میلاد شریف پڑھنا جائز نہیں۔ مولانا عبدالحی صاحب ان کی تردید میں لکھتے ہیں۔

دیگر اگر اختلاج این امر شود کہ اگر چه وجود نفس ذکر مولد و فضائل وغیرہ ثابت شدہ مگر ذکر مولد بجمع کردن مردم و طلب کردن احباب از خانہ ثبوت ترمسید و قمع آن باین طرح کردہ شود کہ جمع کردن مردم و طلب از شان برائے نشر علم در حدیث ثابت است مجموعہ فتاویٰ صلا

اگر یہ شبہ دل میں پیدا ہو کہ اگر چه نفس ذکر ولادت اور فضائل وغیرہ ثابت ہیں۔ مگر میلاد کا ذکر کرنا لوگوں کو جمع کر کے اور دوستوں کو گھروں سے بلا کر ثابت نہیں۔ تو اسکو اس طرح رد کیا جائیگا کہ علم کے پھیلانے کے لئے لوگوں کو جمع کرنا اور بلانا حدیث پاک سے ثابت ہے۔

مولانا نے پھر ایک حدیث بیان کی جس سے ثابت کیا کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلا کر اپنا میلاد شریف بیان فرمایا

وجہ دوم اینکه سلمنا کہ وجود ذکر مولد در زمانے از زمانہ ثلاثہ نبودہ است پس میگوئیم کہ در شرع این قاعدہ ثابت شدہ کل قومین افراد نشر العلم فرہ مندوب و ذکر مولد فرہ نیست از افراد نشر علم نتیجہ بر آمد ذکر المولد مندوب۔

دوسری وجہ جو میلاد کے لئے یہ ہے۔ اگر تم تسلیم کر لیں کہ میلاد کا ذکر زمانہ ثلاثہ میں نہ تھا تو ہم کہتے ہیں کہ شرع میں یہ قاعدہ ثابت ہے۔ نشر علم کا ہر فرد مندوب ہوتا ہے اور میلاد شریف کا ذکر بھی نشر علم کا ایک

فرض ہے۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ میلاد کرنا مندوب ہے (مجموعہ فتاویٰ صلا ۱۲۱)

میلاد شریف کرنے کے قائل کون حضرات ہیں۔ مولانا عافظ عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر سے سینے۔

برہمیں مسلک فقہائے متبحرین اور اسی مسلک پر بہت بڑے فقیہ
 و اہل افتائے مستنبطین مثل ابو شامہ اور مفتی حضرات۔ مثل ابو شامہ اور
 حافظ ابن حجر اور شامی رحمۃ اللہ علیہم حافظ ابن حجر اور شامی
 اندو حکم بہ ندب ذکر مولد وادہ اند و اشغال نہارفتہ
 مجموعہ فتاویٰ ص ۱۳۱

اب ہم منکرین میلاد پاک سے پوچھتے ہیں تم بتاؤ کہ کیا اتنے
 بڑے جمید اور متبحر علمائے اسلام سے بھی کوئی تمہاکے ساتھ ہے۔
 الحمد للہ! کہ اہلسنت کا ہاتھ ایسے اہل اللہ اور متبحرین علمائے اسلام کے
 پاک دامنوں کے ساتھ وابستہ ہے۔ خدا تعالیٰ منکرین کو بھی ہدایت نصیب
 فرمائے کہ ایسی ہستیوں کے دامن کو تمام لیں۔

حضرات! اب یہ بھی مولانا عبدالحمی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے ہی سن لو۔
 کہ منکرین کے ساتھ کتنے لوگ ہیں اور کیسے ہیں۔

مخلص مقام اینکہ ذکر مولد فی نفسہ
 امر لیت مندوب خواہ بسبب
 وجود اور درخیز لازمہ بالسبب اند
 راجش زیر سند شرعی و کسے ندبش
 رانکر نشدہ مگر یک طائفہ قلیلہ
 کہ رب النوع آن طائفہ تاج الدین
 فاکہانی مالکی است۔ ولور طاقتے
 نیست کہ بمقابلہ بعلمائے مستنبطین
 کہ فتوئی بہ ندب ذکر مولد دارند کنڈرس
 قش دریں باب معتبر نیست
 (مجموعہ فتاویٰ ص ۱۳۱)

خلاصہ اس مقام کا یہ ہے کہ ذکر مولد
 فی نفسہ ایک امر مندوب و مستحب
 ہے۔ خواہ اس لئے کہ قرون ثلاثہ میں
 اس کا وجود تھا۔ یا اس لئے کہ یہ قاعدہ
 شرعی کے نیچے داخل ہے۔ کسی نے
 اس (میلاد) کے ندب کا انکار نہیں کیا
 مگر ایک فرقہ قلیلہ (چھوٹا) نے جن
 کا بڑا تاج الدین فاکہانی مالکی ہے۔
 اور یہ طاقت (علمی) نہیں رکھتے
 کہ علمائے مستنبطین کا جنہوں نے ذکر
 مولد کے ندب کا فتویٰ دیا ہے مقابلہ

کر سکے۔ لہذا اسکا قول اس باب
میں غیر معتبر ہے۔

فائدہ مولانا عبدالحی کی مندرجہ بالا عبارت سے بالکل واضح ہو جاتا ہے
کہ منکرین میلاد کی جماعت بالکل قبیل ہے۔ وہ بھی علم و عمل
میں ایسے ہیں جو اہل حق علماء کرام کا مقابلہ کر نہ سکیں کر سکتے دوران کا قول غیر معتبر ہے فالحم للہ علی ذلک
(۱۳) عارف معارف حقیقت سالک مسالک شریعت و طریقت مولانا الحاج

الحافظ شاہ محمد امداد اللہ صابر رحمۃ اللہ علیہ کا قول تفصیل

حضرات اب فقیر دیوبندیوں کے پیرو مشد جن کو صرف عالم ہی نہیں بلکہ عالم گم
کہتے ہیں۔ اقوال زریں پیش کرتا ہے۔

۱۔ فرمایا کہ مولد شریف تمامی اہل حرمین کرتے ہیں۔ اس قدر ہمارے واسطے
محبت کافی ہے۔ (سماٹم امدادیہ ص ۸۷)

۲۔ اور ہمارے علماء اس زمانے میں جو کچھ قلم میں آتا ہے بے محابا فتوے
دے دیتے ہیں۔ علماء ظاہر کے لئے علم باطن بہت ضروری ہے۔ بدوں
اس کے کچھ کام درست نہیں ہوتا۔ فرمایا ہمارے علماء مولد شریف میں بہت
تنازع کرتے ہیں۔ تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں۔ جب صورت جواز
کی موجود ہے۔ پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں۔ اور ہمارے واسطے اتباع حرمین
کافی ہے۔ (سماٹم امدادیہ ص ۹۳)

۳۔ مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں۔ بلکہ ذریعہ
برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۵)

اب فقیر پر تقصیر سدا پاحقیر منکرین کی خدمت میں
منکرین کو نصیحت
آخری یہی نصیحت کرتا ہوں کہ اہل حق کے ساتھ عرفاء

اور علمائے متبحرین ہیں۔ لہذا میلاد شریف کرنے والوں کے ساتھ ہو جاؤ
ورنہ کم از کم ان سے اس مسئلہ میں الجھو نہیں۔ میری بات نہ مانو اپنے بزرگوں
کے پیرو مشد کی بات ہی مان لو۔

جس وقت اہل حق میلاد شریف کے ساتھ
لفظ عید بڑھاتے ہیں تو منکرین بڑے

منکرین کا لفظ عید پر ابال

غیظ و غضب میں آجاتے ہیں اور کہتے ہیں۔ دیکھو شریعت پر کتنی زیادتی
سے کہ شریعت نے فقط دو عیدیں بتائی ہیں راہوں نے میری عید بڑھا دی۔
منکرین ذرا اس آیت پر غور کریں تو اس کا پارہ غضب ٹھنڈا ہو سکتا ہے۔

۱۔ اے اللہ اے رب ہمارے ہم پر

۱۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً

آسمان سے ایک خوان اوتار کہ وہ

مِنَ السَّمَاءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا

ہمارے لئے عید ہو۔ ہمارے اگلون پھیلوں

لَا دَوْلَةَ لَنَا وَاَوْخِرْنَا وَاَيَّةً مِّنْكَ

کی اور تمہاری طرف سے نشانی۔ اور ہمیں

وَاَرْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

لرزق دے اور تو سب سے بہتر روزی

(پارہ ۷ سورہ مائدہ)

دینے والا ہے۔

حضرات! غور کا مقام ہے کہ نبی اسرائیل پر آسمان سے جس دن خوان اترے

تو وہ دن ان کے اگلے پھیلوں کے لئے عید بن جائے۔ جس میں وہ خوشی کا اظہار

کریں اور جس روز سید عالم فخر رسل حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

تشریف لائیں۔ ضروری ہے کہ وہ عیدوں کی جان بن جائے۔ جس پر سب عیدیں

قربان ہوں۔

منکرین کا یہ کہنا کہ روز ولادت کو عید ماننا شریعت پر زیادتی ہے

کیونکہ شاعر نے صرف دو عیدیں مقرر فرمائی ہیں ان کا یہ کہنا بھی

مغالطہ

مغالطہ ہے۔ شاعر نے یوم جمعہ کو بھی عید فرمایا ہے۔

سہ کار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے

۱۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

جموں میں ایک جمعہ کے موقع پر ارشاد فرمایا۔ اے مسلمانوں کے گروہ۔ بیشک یہ روزہ روز ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے عید بنایا ہے (سرور و خوشی کا دن) پس نہاؤ اور جس شخص کے پاس خوشبو ہو اس کو یہ بات نقصان نہیں دیتی کہ خوشبو لے اور سواک لازم پکڑو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: لَمَلْتُمْ لَكُمْ دِينَكُمْ الْاَيَةُ رُحِي آپ کے پاس ایک یہودی موجود تھا اس نے کہا اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے پس فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ آیت جس روز اتری اس دن دو عیدیں جمع تھیں ایک جمعہ کا دن اور ایک عرفہ کا دن۔

دیکھا حضرات! اس حدیث میں دو اور عیدیں ثابت ہوئیں۔

فائدہ ایک عید جمعہ کا دن اور ایک عید عرفہ کا دن۔ معلوم ہوا کہ منکرہ میں کا یہ کہنا کہ دو عیدوں سے زائد کوئی عید نہیں ہے یہ ان کا عوام کو مغالطہ دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ بظہیر رسول پاک ہمارے عوام کو ان لوگوں کے مغالطوں سے بچائے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جُمُعَةٍ مِّنَ الْجُمُعِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ إِنَّ هَذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللَّهُ عِيدًا فَأَعْتَسِلُوا وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَيْبٌ فَلَا يَصْتِرُّهُ أَنْ يَمَسَّ مِنْهُ وَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَابِكِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ هُوَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مُتَّصِلًا -

۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَرَأَ الْيَوْمَ أَحْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ الْاَيَةُ وَعِنْدَهُ يَهُودِيٌّ فَقَالَ كَوْنَتْ هَذِهِ الْاَيَةُ عَلَيْنَا لَأَتَّخِذَنَّهَا عِيدًا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأِنَّهَا نَزَلَتْ فِي يَوْمِ عِيدَيْنِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَيَوْمِ عَرَفَةَ رَوَاهُ السُّؤْمَدِيُّ - (مشکوٰۃ ص ۱۲۱)

میلادِ کار و تراکابر علماء کے ہاں عید ہے

مکرّم بن عید میلاد کے لفظ عید پر خواہ مخواہ شور مچاتے ہیں۔ حالانکہ اکابر علماء نے صرف میلاد شریف کے دن کو نہیں بلکہ سارے ربیع الاول کے دنوں اور راتوں کو عید سمجھتے ہیں۔ چنانچہ علامہ یوسف بن اسمعیل بنہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فَرِحَ مِنَ اللَّهِ امْرَأٌ اتَّخَذَ لِيَابِي
بِسِ اللَّهِ تَعَالَى رَحِمَ فَرِيءِ اس شَمْسِ
شَهْرِ مَوْلِدِهِ الْمُبَارَكَةِ
پیر جس نے آپ کے میلاد مبارک
أَعْيَادًا. (انوار محمدیہ ۲۹)
نئے مہینہ کی راتوں کو عید بنایا۔

ثابت ہوا کہ عید میلاد النبی کوئی نئی اصطلاح نہیں بلکہ اکابر علماء کی اس پر تصریح موجود ہے۔

فائدہ

یوم ولادت پاک خوشی منانے کی برکت

نیک بخت ہے وہ مسلمان
جو یوم ولادت باسعادت

کی خوشی منائے۔ اظہارِ سرور کرے۔ اس خوشی میں صدقہ و خیرات کرے۔ عبادت الہی میں مصروف رہے۔ جلسے منعقد کرے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک اور معجزات و کمالات بیان کرے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے مسلمان کو دنیا میں امن و امان عنایت فرمائے گا۔ اور کل قیامت کے روز نارِ جہنم سے آزاد فرمائے گا۔ کیونکہ ابولہب کافر نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں اپنی لوندی آزاد کی تھی۔ جس کی وجہ سے اس کے عذاب میں تخفیف ہو گئی۔ بخاری شریف میں ہے۔

ثوبیہ ابولہب کی لوندی تھی۔ ابولہب نے اسکو آزاد کر دیا تھا۔ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا۔ جب کہ ابولہب مر گیا تو اس کے گھر

ثَوْبِيَّةٌ مَوْلَاةٌ لِأَبِي لَهَبٍ كَانَ
أَبُو لَهَبٍ أَعْتَقَهَا فَأَسْرَعَتْ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا
مَاتَ أَبُو لَهَبٍ رَأَاهُ بَعْضُ أَهْلِهِ

والوں میں سے کسی نے اسکو خواب
میں بُری حالت میں دیکھا۔ پوچھا کیا
حال ہے۔ ابو لہب نے کہا تمہارے
بعد مجھے کوئی بھلائی نہیں ملی۔ مگر تو میرے
کے آزاد کرنے کی وجہ سے مجھے اس
انگلی میں سیراب کیا جاتا ہے۔ یعنی ہر

بَشْرَ صَبِيَّةٍ قَالَ لَهُ مَاذَا لَقِيتُ
قَالَ أَبُو لَهَبٍ لَمَّا لَقِيَ بَعْدَ كُمْ
خَيْرًا لِي سَقِيتُ فِي هَذِهِ
بَعَثَ قَتِي تَوْبِيَّةً
(بخاری جلد دوم ص ۷۳)

پیر کو عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔ اور جس انگلی سے اشارہ کر کے توبہ کو آزاد
کیا تھا اس سے تھوڑا سا پانی چوس لیتا ہوں۔ یہ صدقہ اس خوشی کا ہے جو ابو لہب
نے حضور کی ولادت پر منائی تھی۔ جب کافر کو خوشی منانے کا عمل مل گیا۔ تو
مسلمان کو اللہ تعالیٰ اس خوشی کے پھلے میں جنت نعیم عطا فرمائے گا۔

قیام کرنا | عرف عام میں قیام کے معنی کھڑے ہو کر سلام بھیجنا ہے۔
اس سلام میں پیارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی
تعظیم ہے جو بندہ مومن کا شعار ہے۔ اس کے ثبوت کے لئے چند اکابر علماء
کے قول پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۱) سید احمد زینی شافعی مفتی مکہ کا قول

لوگوں کی عادت جاری ہے کہ جب
ولادت پاک کا ذکر سنتے ہیں تو حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے
قیام کرتے ہیں۔ یہ قیام تحسن ہے
کیونکہ اس میں حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے اور یہ
قیام بہت سے علماء امت نے

جَرَتِ الْعَادَةُ أَنَّ النَّاسَ إِذَا
سَمِعُوا إِذْ كُرُو وَضَعَهُ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُومُونَ تَعْظِيمًا
كَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَذَا
الْقِيَامُ مُسْتَحْسِنٌ لَبَّا فِيهِ
مِنْ تَعْظِيمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَقَدْ فَعَلَ ذَلِكَ كَثِيرٌ

مِنْ عُلَمَاءِ الْأُمَّةِ الَّذِينَ يُقْتَدَى
بِعِمِّهِ (سیرت نبوی ص ۱۷۷)

کیا ہے جو مقتدا اور پیشوا مانے
گئے ہیں۔

(۲) امام عالم علامہ فہام علی بن برہان الدین حلبی شافعی کا مبارک قول

قَدْ وَجَدْتُ الْقِيَامَ عِنْدَ ذِكْرِ
اسْمِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
عَالِمِ الْأُمَّةِ وَمُقْتَدَى الْأُمَّةِ
دِينًا وَرِعَا الْإِمَامِ تَقِي الدِّينِ
السُّبْحِيِّ وَتَابِعَهُ عَلَى ذَلِكَ مَشَائِخُ
الْإِسْلَامِ فِي عَصْرِهِ
(سیرت حلبی ص ۱۷۷)

بیشک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
نام مبارک کے ذکر کے وقت ایسے
عالم امت اور پیشوائے آئمہ سے
قیام ثابت ہے۔ جو دین اور پرہیز
گاری میں مشہور ہیں۔ جن کا نام امام
تقی الدین سبکی ہے۔ اس قیام میں
بڑے بڑے مشائخ اسلام نے ان
کے زمانہ میں اتباع کی ہے۔

جب بڑے علماء دین اور مشائخ اسلام سے قیام کا ثبوت
ہے تو ہم منکروں کا قول کیوں مانتے ہیں۔ ہم اپنے مشائخ اسلام
کے فعل پر عمل کر کے اجر عظیم کے مستحق ہوں گے

فائدہ

حضرت امام سبکی کا قیام | اب ہم اپنے امام اور پیشوائے دین تقی الدین سبکی
رحمۃ اللہ علیہ کا قیام بیان کرتے ہیں کہ آپ نے
کس محبت و تعظیم سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام و مدح سن کر قیام
کیا تھا۔ بیٹے۔

بعض حضرات نے بیان کیا ہے کہ حضرت
امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان
کے زمانہ میں ایک بڑی جماعت علماء
کی حاضر تھی۔ کہ ایک نعمت خوان نے

۳۔ خَلِي بَعْضُهُمْ أُمَّةَ الْإِمَامِ
السُّبْحِيِّ اجْتَمَعَ عِنْدَ كَا جَمْعُ
كَثِيرٍ مِنْ عُلَمَاءِ عَصْرِهِ فَكَانَتْ
مُسْتَشَدًّا أَقْوَالُ الْعَقْرِ صَرِي فِي

ابو ذر یا یحییٰ مصری کے وہ اشعار جو
 ہر کار دو عالم کی مدح شریف میں تھے پڑھے
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کے
 لئے اچھے کاتب کے خط سے سنہری
 خط چاندی پر لکھوایا جائے تو بھی کم
 ہے۔ اگر شریف انسان ان کا ذکر سنتے
 ہی کھڑے ہو جائیں حالت قیام میں
 صف بستہ یا گھٹنوں کے بل یہ سنتے
 ہی امام سبکی علیہ الرحمۃ کھڑے ہو گئے
 اور سب مجلس والوں نے بھی قیام کیا
 اور مجلس میں ایک وجہ طاری ہو گیا
 ایسے امام اور علماء کا قیام کرنا ہمارے
 لئے کافی ہے۔

مَدَّحَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَلِيلٌ لِمَدْحِ الْمُصْطَفَى الْخَطِّ يَا
 لَذَّهَبٍ عَلَى وَرَقٍ مِّنْ خَطِّ
 أَحْسَنٍ مِّنْ كَتَبٍ أَنْ تَهْتَفَ
 الْأَشْرَافُ عِنْدَ سَمَاعِهِ قِيَامًا
 صَوُّوْا أَوْ دَجِيئًا عَلَى الرُّكْبِ هَذَا
 ذَلِكَ قَامَ الْإِمَامُ الشَّيْخُ رَجْمَةُ
 اللَّهُ وَجَمِيعٌ مِّنْ فِي الْمَجْلِسِ
 تَحْصُلُ أُنْسٌ كَبِيرٌ بِذَلِكَ
 الْمَجْلِسِ وَيَكْفِي مِثْلَ ذَلِكَ فِي
 الْإِقْتِدَاءِ - (سیرت حلبی و سیرت
 نبوی ص ۴۵)

فائدہ معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پاک کے وقت
 قیام کرنا شریفوں کا کام ہے۔ مگر منکرین کو شرافت سے کیا تعلق۔

۴۰:- علامہ فہامہ حضرت شیخ عبدالرحمن صفوری شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

ہر کار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کے ذکر ولادت کے وقت قیام
 کرنے میں کوئی انکار نہیں کیونکہ
 یہ بدعت حسنہ ہے۔ اور بیشک
 ایک جماعت علماء نے آپ کی ولادت
 پاک کے ذکر کے وقت استجاب

الْقِيَامُ عِنْدَ وِلَادَتِهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا انْكَارَ فِيهِ فَإِنَّهُ
 مِنَ الْبَدْعِ الْمُسْتَحْسَنَةِ وَقَدْ
 أَفْتَى جَمَاعَةٌ بِاسْتِجَابِهِ عِنْدَ
 ذِكْرِ وِلَادَتِهِ وَذَلِكَ مِنْ
 الْإِكْرَامِ وَالْتِعْظِيمِ لَهُ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَارْكَرَامُهُ
وَتَعْظِيمُهُ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ
وَلَا شَكَّ أَنَّ الْقِيَامَ لَهُ عِنْدَ
الْوِلَادَةِ مِنَ التَّعْظِيمِ وَالْإِكْرَامِ
وَأَلْ مُؤَلَّفُهُ سَرِحَهُ اللَّهُ تَعَالَى
وَالَّذِي أَسْرَسَلَهُ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ
كُوِ اسْتَطَعَتْ الْقِيَامَ عَلَى سَائِسِي
لَفَعَلْتُ بِأَبْنَيْكَ بِذَلِكَ التَّرْتِيبِ
عِنْدَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ
نزہتہ المجالس ص ۸۳ حصہ دوم

قیام کا فتویٰ دیا ہے۔ کیونکہ اس میں
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اکرام
و تعظیم ہے اور آپ کا اکرام اور
تعظیم ہر مومن پر واجب ہے اس
میں کوئی شک شبہ نہیں کہ وقت
ذکر ولادت قیام میں حضور کی تعظیم
واکرام ہے۔ خود مولف عبدالرحمن
صفوری رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے قسم
ہے اس ذات کی جس نے اپنے حبیب
کو دونوں جہان کی رحمت بنا کر
بھیجا ہے اگر میں سر کے بل کھڑا ہو سکتا
تو بھی قیام کرتا۔ محض بارگاہ الہی میں
قرب حاصل کرنے کے لئے۔

حرف آخر ہم نے بحمد اللہ چند اکابر علماء کے اقوال پیش کئے ہیں۔ جس سے قیام کا ثبوت
ہوتا ہے۔ ماقول کیلئے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔ مگر منکر معاند۔ ضدی کیلئے
دفعہ فرمایا ہے۔ اب آخر میں دیوبندی کے پیشوا حضرت امدا اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کا قول نقل کیا جاتا ہے اگر قبول افتد زہے نصیب۔
مشرک فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد
کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں (فیصلہ حضرت مسند ص ۵)
فقیر نے مولد شریف کے ثبوت میں یہ مختصر تقریر مگر جامع لکھی ہے۔ اس کا نام تقریر
فی ثبوت مولد بشیر النذیر رکھتا ہوں۔ اور دست بدعا ہوں کہ خداوند تعالیٰ اس سے
عامہ مسلمانوں کو نفع عظیم عطا فرمائے۔ بجز مہربان اللہ۔
آمین۔ تم آمین۔

نواں وعظ

حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت کا حال فرانس مانہ

کے خوارق بیان

قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَى ۳۰

ترجمہ :- کیا اس نے تجھے یتیم نہ پایا پھر جگہ دی۔

دو دنوں جہان کا سردار ایت یتیم میں

سبحان اللہ - خدا کا محبوب باوجود یتیم ہونے کے ان کے رب نے

اس یتیم کو دو دنوں جہانوں کا سردار ہی نہیں بلکہ امام الانبیاء - خاتم الانبیاء نبی الانبیاء بنایا۔ یتیم ایسے کہ ابھی والدہ ماجدہ کے بطن میں تھے۔ صرف دو ماہ کا حمل تھا کہ آپ کے والد ماجد نے مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ اور نہ کچھ مال چھوڑا اور نہ ہی کوئی جگہ چھوڑی۔ آپ کی خدمت کے متکفل آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب ہوئے۔ جب آپ کی عمر شریف چار یا چھ سال کی ہوئی والدہ صاحبہ نے بھی وفات پائی۔ جب آپ کی عمر شریف آٹھ سال کی ہوئی تو آپ کے دادا عبدالمطلب نے بھی وفات پائی۔ پھر آپ کے حقیقی چچا ابو طالب آپ کی خدمت میں سرگرم رہے۔ یہاں تک کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے نبوت سے سرفراز فرمایا۔ (خزائن العرفان ص ۸۳)

اسی بارے میں فرمایا جا رہا جا رہے اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَى ۳۰
یعنی آپ یتیم تھے اور ہم نے آپ کی تربیت کا انتظام فرمایا۔

رؤسائے قریش کا دستور

مکہ معظمہ میں بالعموم اور رؤسائے قریش میں بالخصوص یہ دستور تھا کہ جب ان کے ہاں

بچہ ہوتا تھا۔ تو اس پاس کے دیہات میں دایوں کے پاس بھیج دیتے تھے

وہ ان کو دودھ پلاتی تھیں۔ پھر دودھ چھڑانے کے بعد ان بچوں کو اپنے والدین کے پاس چھوڑ جاتی تھیں۔ والدین ان دایوں کو نقد و جنس کے تحائف پیش کرتے تھے۔ اس کی وجہ ایک یہ تھی کہ گاؤں کا پانی عمدہ اور آب و ہوا خوشگوار ہوتی ہے۔ جو بچوں کی تربیت کے لئے نہایت مناسب ہوتی ہے۔ دوسرے گاؤں کی زبان شہر کی نسبت اصلی اور فصیح و بلیغ ہوتی ہے۔ اس میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے اپنے دودھ پیتے بچوں کو وہاں بھیج دیتے تاکہ ان کی زبان فصیح و بلیغ ہو۔ (معارج صفحہ ۵۵ رکن دوم)

آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ
وسلم سات روز اپنی والدہ

آپ کی رضائی والدہ حضرت حلیمہ کا بخت

ماجدہ حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دودھ پیا۔ چند روز تو بیہ نے آپ کو دودھ پلایا۔ پھر یہ سعادت حضرت حلیمہ کو نصیب ہوئی۔ جو نبی سعد بن بکر قبیلہ سے تھی۔ اس کی تفصیل وہ ہے جو ابن اسحاق اور ابن راہویہ۔ ابو یعلیٰ۔ طبرانی۔ بیہقی ابو نعیم نے حدیث سے روایت کی ہے کہ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں نبی سعد بن بکر کی عورتوں کے ہمراہ بچوں کی تلاش میں مکہ معظمہ آئی۔ وہ سال اتنا قحط باراں کا تھا کہ بارش کا ایک قطرہ بھی زمین پر نہیں پڑا تھا۔ میری ایک گدھی تھی جو کمزوری کی وجہ سے چل بھی نہیں سکتی تھی۔ اور ایک اونٹنی تھی جس کے نیچے ایک قطرہ دودھ نہیں تھا۔ میرے ساتھ اپنا بچہ اور خاوند بھی تھا۔ میں اس قدر غریب اور زنگدست تھی کہ رات کو نیند نہ دن کو چین۔ جب میری قوم کی عورتیں مکہ معظمہ پہنچیں اور بچے دودھ پلانے کے لئے پکڑ لئے۔ صرف ایک بچہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باقی رہ گئے۔ کیونکہ آپ یتیم تھے۔ لہذا کسی دانی نے آپ کی طرف توجہ نہ کی (کیونکہ اجرت و انعام ملنے کا امکان نہیں تھا) چونکہ مجھ سے پہلے سب بچے دایوں نے لے لئے تھے لہذا مجھے کوئی بچہ نہ مل سکا سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ میں

نے اپنے خاوند کو کہا کہ مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ بغیر بچہ کے واپس چلی جاؤں۔ لہذا
 میں اس یتیم کو ہی لے لیتی ہوں۔ جب میں آپ کے پاس گئی۔ تو دیکھا کہ آپ کے
 نیچے سبز حریر بچھا ہوا ہے۔ اور سفید صوف کے کپڑے میں پلٹے ہوئے گردن کے
 بل سوئے ہوئے اور خراٹے مار رہے ہیں۔ اور آپ سے کستوری کی مشک
 آ رہی ہے۔ میں آپ کا حسن و جمال دیکھ کر آپ پر فریفتہ ہو گئی۔ اپنا ہاتھ آپ
 کے سینہ مبارک پر رکھا۔ آپ نے اپنی آنکھ مبارک کھول کر میری طرف دیکھا
 اور تبسم فرمایا (گویا آپ نے معلوم کر لیا کہ رضائی ماں آگئی ہے) میں نے دیکھا کہ
 آپ کی مبارک آنکھ سے ایک نور نکلا۔ جس کی شعاع آسمان تک پہنچی میں
 نے آپ کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ اور اپنی گود میں بٹھایا۔ تاکہ آپ کو
 دودھ پلاؤں۔ اپنا دارہنا پستان آپ کے منہ میں دیا۔ آپ نے دودھ پیا
 جب بایاں پستان پیش کیا۔ تو آپ نے اس سے دودھ نہ پیا۔ حضرت ابن
 عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے بچپن میں ہی آپ کو
 یہ علم عطا فرمایا کہ میرا ایک رضائی بھائی ہے۔ اس لئے آپ نے عدالت اور
 انصاف کا پہلو اختیار فرمایا۔ اور جب تک دودھ پیتے رہے بالضرور ایک
 پستان اپنے رضائی بھائی کے لئے چھوڑ دیا کرتے تھے۔ یہ ہے انصاف اور
 یہ ہے عدالت محمدی۔ علیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ میں آپ
 کو اٹھا کر اپنی منزل میں لے گئی۔ اور اپنے خاوند کو دکھایا۔ وہ بھی آپ کے
 جمال مبارک سے ایسے فریفتہ ہوئے۔ کہ سجدہ میں گر گئے۔ جب اپنی اومٹی
 کے پاس گئے۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے پستان دودھ سے بھرے ہوئے
 ہیں۔ حالانکہ اس سے پہلے ایک قطرہ دودھ کا بھی پستانوں میں نہیں ہوتا
 تھا۔ انہوں نے دودھ دوبا۔ اور اتنا دودھ نکلا کہ میں اور میرے خاوند نے
 سیر ہو کر پیا۔ اور آرام کی نیند سو گئے۔ حالانکہ اس سے پہلے بھوک اور پریشانی
 کی وجہ سے نیند نہیں آتی تھی مجھے خاوند نے کہا۔ اے حلیمہ تجھے مبارک ہو

ہو کہ تو ایسا مبارک بچہ اپنے گھر لے آئی ہے۔ جس سے کثیر خیر و برکت حاصل ہوئی ہے اور مجھے امید ہے کہ ہمیشہ خیر و برکت میں اور زیادتی ہوتی رہے گی۔ حلیمہ فرماتی ہیں ہم چند راتیں مکہ معظمہ میں ٹھہرے ایک رات میں نے دیکھا کہ حضور کے ارد گرد نور روشن ہے۔ اور ایک مرد سبز جوڑا پہنے ہوئے آپ کے سر ہانے کھڑا ہے۔ میں نے خاند کو جگا کر کہا کہ اٹھو یہ (نظارہ) دیکھو۔ خاند نے کہا۔ اے حلیمہ خاموش ہو جا اور اس راز کو پوشیدہ رکھ۔ کیونکہ جس دن یہ (مبارک) بچہ پیدا ہوا ہے اس دن سے علمائے نبوت کا کھانا پینا ناگوار ہو گیا ہے اور بچپن ہو گئے ہیں پھر میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ سے رخصت لی۔ میں اپنے دراز گوش پر سوار ہوئی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے آگے بٹھایا۔ تو میری سواری بڑی چست و چالاک ہو گئی۔ اور گردن بلند کر کے چلنے لگی۔ جب کعبہ شریف کے پاس پہنچی۔ تو اس نے تین سجدے کئے۔ پھر اپنا سر اٹھا کر آسمان کی طرف کیا اور روانہ ہو گئی۔ اور اتنی تیز چلی کہ قوم کی سواریوں سے آگے بڑھ گئی۔ میرے ساتھی یہ دیکھ کر متعجب ہوئے۔ کچھ عورتوں نے جو میرے مہراہ تھیں۔ کہنے لگیں کہ اے حلیمہ کیا یہ وہی سواری نہیں ہے۔ جو آتے وقت چل بھی نہیں سکتی تھی۔ اب اتنی تیز ہو گئی ہے۔ میں نے کہا خدا کی قسم یہ وہی دراز گوش ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے اس بچے کی برکت سے اسے چست و چالاک کر دیا ہے۔ کہنے لگیں۔ بخدا اس بچے کی بہت بڑی شان ہے۔ حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں نے سنا کہ میری سواری کہہ رہی تھی۔ بخدا اس بچے کی واقعی بڑی شان ہے میں مردہ تھی۔ مجھے اس نے زندہ کر دیا۔ کمزور تھی۔ قوی کر دیا۔ اے زنانہ نبی سعد! تم کو معلوم نہیں کہ میری پشت پر کون سوار ہے۔ میری پشت پر وہ اہستی سوار ہے۔ جو سید المرسلین اور خیر الاولین والآخرین۔ حبیب رب العالمین ہے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ راستے میں دائیں بائیں سے یہ آواز آتی تھی۔ جسکو میں سنتی تھی۔ اے حلیمہ تو غنی ہو گئی۔ نبی سعد کی عورتوں سے بزدل بن گئی بھڑکریوں کے ریوڑوں سے گزرتی تو تمام بھڑیں بکریاں میرے پاس آکر کہتیں کہ اے حلیمہ کیا

پیشاب وغیرہ کرتے تھے۔ جب میں آپکا منہ مبارک دودھ وغیرہ سے صاف کرنے کا ارادہ کرتی تو غیب سے فرشتے آکر مجھ سے پہلے آپ کا منہ صاف کر دیتے۔ جب کبھی آپ کا سر کھل جاتا تو آپ حرکت کرتے اور دروازہ شروع کر دیتے۔ میں کپڑا چھیک کر دیتی۔ اگر مجھ سے کچھ دیر مروجاتی تو غیب سے آپکا سر ڈھانک دیا جاتا جب چلنے پھرنے لگے تو دوسروں بچوں کے ساتھ نہیں کھیلتے تھے بلکہ انکو بھی کھیل کود سے منع کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ ہمکو کھیل کود کے لئے پیدا نہیں کیا گیا۔ آپ ایک دن میں آنا بڑھتے جتنا دوسرا بچہ ایک ماہ میں بڑھتا ہے اور ایک ماہ میں اتنے بڑھتے جتنا دوسرے بچے سال بھر میں بڑھا کرتے ہیں۔ ہر روز آفتاب کی مثل ایک نور اترتا تھا آپ کو ڈھانک دیتا۔ پھر وہ نور غائب ہو جاتا۔ آپ نے نہ کبھی بدخلقی کی اور نہ ہی روئے۔ جب کسی چیز کو پیکر تے تو بسم اللہ شریف پڑھتے۔ میں آپکی ہر وقت حفاظت کرتی رہتی تاکہ ایسا نہ ہو۔ کہ میں کسی کام میں لگ جاؤں اور آپ کہیں دور نہ نکل جائیں۔ (اور کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے) ایک دن میں کسی کام میں لگ گئی۔ کہ آپ اپنی رضائی بہن شیئما کے ہمراہ باہر چلے گئے۔ دن گر رہا تھا۔ میں آپکی تلاش میں باہر آئی آپ اپنی شیئما کے ساتھ تھے۔ میں نے شیئما کو کہا اتنی گرمی میں آپکو باہر کیوں لے آئی۔ شیئما نے کہا انکو گرمی سے کیا تعلق۔ کیونکہ ان کے اوپر بادل سایہ کرتا تھا۔

(مدارج جلد دوم ص ۳۶-۳۷)

دسوال و عطا

حضور کا شوق صدر زبچین میں

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى كَمْ نَشْرَحُ لَكَ صَدْرَكَ - پارہ نمبر ۳

ایک روز آپ نے اپنی رضائی ماں حضرت حلیمہ کو کہا کہ مجھے بھی اجازت دو تاکہ میں بھی اپنے بھائیوں کے ہمراہ چہرہ گاہ کا سیر کروں اور بیکہ یاں چاؤں حلیمہ نے آپ کو اجازت دے کر آپ کے بالوں میں گنگھی کی۔ آنکھوں میں سرمہ ڈالا اور نئی پوشاک پہنائی۔ یعنی منکوں کا ایک گلو بند گلے میں ڈالا۔

تاکہ نظر بند لگ جائے۔ آپ نے وہ گلو بند گردن سے اتار کر پھینک دیا اور فرمایا کہ میرا محافظ و نگہبان میرا پردہ دگا رہے۔ پس اپنے رضاعی بھائیوں کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ اور بکریوں کے چرانے میں مشغول ہو گئے۔ جب دوپہر ہوئی خمرہ پسر حلیمہ دوڑتا ہوا اور روتا ہوا آیا اور اطلاع دی کہ میرے بھائی قریشی کو دو مردوں نے لٹا دیا ہے۔ اور آپ کا شکم مبارک چاک کر دیا ہے۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ آپ کا کیا حال ہے۔ یہ سن کر حلیمہ اور ان کے شوہر عالم پریشانی میں دوڑ کر آپ کے پاس پہنچے۔ دیکھا کہ آپ پہاڑ پر تشریف فرما ہیں اور آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے ہم کو دیکھ کر تبسم فرمایا۔ ہم نے آپ کے سروچشم کو بوسہ دے کر بلوچھا۔ جاں مافدائے تو باد، واقعہ کیا ہے آپ نے اپنا سارا حال کہہ سنایا یہ قصہ کتب احادیث میں معمولی اختلاف کے ساتھ مذکور ہے۔ ابویعلیٰ اور ابو نعیم و ابن عساکر حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں نبی لیث بن بکر کے ہاں دودھ پیتا تھا۔ اور اپنے رضاعی بھائیوں کے ہمراہ ایک وادی میں تھا کہ اچانک مجھے تین شخص نظر آئے۔ ان کے ہاتھ میں ایک سونے کا طشت تھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایک ہاتھ میں چاندی کا ٹوٹا دوسرے ہاتھ میں سبز زمرہ کا تھا۔ لہذا برف سے بھرا ہوا تھا۔ ایک نے مجھے پکڑ کر نرمی سے زمین پر لٹا دیا۔ پھر اس نے میرے سینے کو پیر و تک پاتی کر کے اس سے مہنگے سیاہ نکال کر پھینک دیا اور کہا کہ یہ شیطان کا حصہ ہے۔ پھر دل کو اس چیز سے پر کیا جو اس کے ہاتھ میں تھی۔ پھر ایک نورانی مہر پکڑی جس کے نور سے آنکھیں چندھیا جاتی تھیں۔ میرے دل پر مہر لگائی جس سے میرا دل نور سے پر ہو گیا۔ وہ نور نبوت اور حکمت تھی۔ پھر دل کو اپنے مقام میں رکھ دیا۔ میں اس مہر کی خشکی اور خوشی ایک مدت تک محسوس کرتا رہا۔ ایک شخص نے میرے سینے پر ہاتھ پھیرا جس سے میرا شگاف بھر گیا اور

درست ہو گیا۔ پھر مجھے بڑی نرمی سے اٹھا کر اپنے اپنے سینوں سے لگایا۔
 میرے سر کو اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا کہ اے دوست
 خدا ڈرنا نہیں۔ پھر مجھے اس جگہ چھوڑ کر آسمان کی طرف پرواز کر گئے آپکا
 شق صدر کئی مرتبہ ہوا۔ ایک اسوقت جبکہ آپ حلیمہ کے پاس تھے۔ پھر
 دس برس کی عمر میں۔ پھر ابتداء وحی میں۔ پھر شب معراج میں۔ حضرت حلیمہ
 فرماتی ہیں۔ شق صدر کے بعد میرے شوہر اور دیگر لوگوں نے کہا کہ اس بچے
 کو اپنی والدہ اور دادا کے پاس آسیب کے پہنچنے سے پہلے پہنچا دینا چاہیے
 حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں آپ کو لے کر مکہ معظمہ
 کو روانہ ہو گئی۔ جب حوالی مکہ میں پہنچی تو میں نے آپ کو ایک جگہ بٹھایا
 اور خود قضائے حاجت کے لئے جلی گئی۔ جب واپس آئی تو آپ وہاں
 تشریف نہیں رکھتے۔ بڑی تلاش کی۔ مگر آپ نہ ملے۔ نا امید ہو کر سر
 پہ ہاتھ رکھ کر دعا پڑھی۔ اللہ نے آپ کو ایک جگہ دیکھا کہ ایک
 بوڑھا ہاتھ میں عصا لئے ہوئے میرے پاس آیا۔ اور کہا۔ اے حلیمہ سعدیہ
 تجھے کیا مصیبت پیش آئی ہے۔ کہ اتنا جمع و فزع کر رہی ہے میں نے کہا
 محمد بن عبدالمطلب کو ایک عرصہ دودھ پلاتی رہی۔ اب ان کو اپنی والدہ
 کے پاس لا رہی تھی۔ کہ مجھ سے گم ہو گیا ہے۔ بوڑھا کہنے لگا۔ رو نہیں غم نہ کر
 میں تجھے ایسا شخص بتلاتا ہوں۔ جو جانتا ہے۔ کہ وہ کہاں ہے۔ اگر تو چاہے تو
 وہ ان کو تیرے پاس پہنچائے گا۔ حلیمہ فرماتی ہیں۔ میں نے کہا میری جان تجھ
 پر قربان ہو۔ وہ کون ہے۔ اس نے کہا وہ ہبیل جو ثابت ہے۔ اور عالی قدر
 وہ جانتا ہے۔ کہ تیرا فرزند کہاں ہے۔ میں نے کہا کہ تجھ پر افسوس ہو کہ تو نے
 نہیں سنا کہ جس رات آپ پیدا ہوئے تھے۔ بتوں کی کیسی بڑی حالت ہوئی تھی۔ تمام
 بت شکستہ ہو کر اوندھے منہ گر پڑے تھے (مگر بوڑھے نے میری بات نہ مانی اور بزور
 ہبیل بت کے پاس چلا گیا۔ پہلے اسکا طواف کیا۔ پھر میرا قصہ اس کے سامنے پیش کیا۔

ایہ سن کر اہل منہ کے بل گر پڑا۔ اور تمام بت سزنگوں ہو گئے۔ ان کے پیٹ سے آواز آئی۔ اے بوڑھے ہمارے سامنے سے دُور ہو جا اور اس بچے کا مبارک نام ہمارے سامنے نہ لے۔ کیونکہ تمام بت اور بت پرست ان کے ہاتھ سے ہلاک ہوں گے۔ اور خدا تعالیٰ ان کو ضائع نہیں کرے گا۔ وہ ہر حال میں ان کا نگہبان ہے حلیمہ فرماتی ہیں۔ پھر میں عبدالمطلب کے پاس حاضر ہوئی۔ انہوں نے مجھے دیکھ کر فرمایا اے حلیمہ تجھ پر کیا مصیبت پڑی ہے۔ کہ پریشان نظر آتی ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے ساتھ نہیں ہے۔ میں نے کہا اے اباحارث۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے ساتھ تھے۔ جب میں مکہ معظمہ کے قریب پہنچی۔ آپ کو ایک جگہ بٹھا کر قضاے حاجت کرنے لگی۔ تو آپ مجھ سے غائب ہو گئے۔ بہت ہی تلاش کیا۔ مگر آپ کا پتہ نہ چلا۔ یہ سن کر عبدالمطلب کوہ صفا پر چڑھ کر بلند آواز سے پکارا۔ اے آل غالب۔ یہ سن کر تمام قریش آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ اے سزاوار کیا مصیبت پیش آئی ہے۔ فرمایا۔ میرا بیٹا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) گم ہو گیا ہے۔ پھر عبدالمطلب قریش کے ہمراہ سوار ہو کر حضور کی تلاش میں لگ گئے۔ بہت تلاش کی مگر آپ نہ مل سکے۔ پھر عبدالمطلب مسجد حرام میں تشریف لائے۔ طواف کر کے دعا مانگی۔ ہاتھ نے غیب سے کہا۔ اے لوگو۔ غم نہ کھاؤ۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خدان کو ضائع نہ ہونے دے گا۔ عبدالمطلب نے فرمایا۔ اے خدا کرنے والے یہ بتا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں ہیں۔ ہاتھ نے کہا۔ کہ اس وقت آج پائے تہامہ میں درخت کے نیچے تشریف فرما ہیں۔ عبدالمطلب اسی وقت وادئے تہامہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں درقر بن نوفل نے وہ بھی ہمراہ ہو گئے۔ جب وادئے تہامہ میں پہنچے تو دیکھا کہ آپ ایک کھجور کے درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے جن رہے ہیں۔ عبدالمطلب نے کہا۔ اے بچے۔ تم کون ہو۔ فرمایا میں محمد بن عبد اللہ بن عبدالمطلب (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔ عبدالمطلب نے کہا۔ روح من فدائے تو یاد۔ میں تیرا دادا عبدالمطلب ہوں۔ پس عبدالمطلب نے آپ کو اپنے آگے بٹھا کر مکہ معظمہ

میں لائے۔ اس خوشی میں بہت سامونوا اور بشمار اونٹ صدقہ میں دئے۔ اور علیہ کو بہت انعام دیا۔

اللہ تعالیٰ نے اسی واقعہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ **وَوَجَدَكَ صَالًا**
فَعَدَا۔ یعنی پایا تم کو بیابان مکہ میں راہ بھولا ہوا۔ پس راہ دکھائی اور تمہارے دلوں
 کے پاس پہنچایا۔ بعض مفسرین نے اس آیت کا یہی مطلب بیان کیا۔ اور بعض نے
 اس آیت کے اور معانی بھی بیان کئے ہیں۔ جن کو ہم آگے چل کر سورۃ الضحیٰ کی تفسیر
 میں بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (مدارج جلد دوم ص ۲۹)

ابن حجر نے شرح الہنزلیہ میں کہا کہ حضرت علیہ بمعہ خاندان در پنجوں کے دولت
 اسلام سے مشرف ہوئی۔ ہجرت کی اور مدینہ پاک میں وفات فرمائی۔ جنت البقیع میں
 مدفون ہوئیں۔ قبر ان کی مشہور ہے جسکی زیارت کی جاتی ہے (سیرۃ نبوی ص ۵۵)

گیارہواں وعظ

ذکر والدہ ماجدہ اور کفالت عبدالمطلب

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَكْفَرُ بِحَدِّكَ يَتِيمًا فَخَاوَىٰ ۙ ۳۰
 ترجمہ:- کیا اس نے تجھے یتیم نہ پایا۔ پھر گہری دمی۔

امام زہری حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

والدہ ماجدہ کا انتقال کی عمر چھ برس کو پہنچی تو آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو سمیت ام ایمن کے آپ کے
 والد ماجد کے انخوال کے پاس جو قبیلہ نبی نجار سے تھے۔ لے گئی ایک ہمسینہ وہاں
 اقامت فرمائی۔ حدیث پاک میں ہے کہ جب آپ نے مدینہ منورہ میں ہجرت
 فرما کر تشریف لائے۔ تو آپ ان بھور کو یاد فرمایا کرتے جو اپنی والدہ ماجدہ کے
 ہمراہ مدینہ منورہ میں ملاحظہ فرمائے تھے۔ جب اس گھر کو دیکھتے جہاں والدہ
 ماجدہ کے ہمراہ رہائش فرمائی تھی۔ یہ وہ گھر ہے۔ جہاں میری والدہ ماجدہ رہی

تھی۔ نیز یہ بھی فرماتے تھے کہ ان دنوں میں جب یہود میرے پاس آتے اور مجھ کو دیکھتے۔ تو کہتے کہ یہ آمتہ کا فرزند نبی ہوگا۔ اور یہ مدینہ منورہ آپ کی دارِ ہجرت ہوگی ایک ماہ کے قیام کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو ہمراہ لے کر مکہ معظمہ کو روانہ ہو گئیں۔ جب مقام البواہ میں پہنچے تو والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا۔ (سیرت نبوی ص ۱۵۶، مدارج جلد دوم ص ۳۳)

عبدالطلب کی کفالت | والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد آپ کے دادا آپ کی تربیت کے کفیل ہوئے آپ کو اپنے تمام بیٹوں سے زیادہ پیارا سمجھتے تھے۔ اور آپ کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ آپ کے بغیر رزق کھانا نہیں کھاتے تھے اور ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ اور اپنی خاص مسند پر بٹھایا کرتے تھے۔ جب کبھی عبدالطلب کے خواص سے کوئی حضور کو مسند پر بیٹھنے سے روکتا تو عبدالطلب فرماتے میرے بچے کو کچھ نہ کہو۔ مسند پر بیٹھنے دو۔ کیونکہ مجھے امید ہے کہ یہ میرا فرزند شرافت کے اس مرتبہ کو پہنچے گا کہ آپ سے پہلے کوئی بھی اس مرتبہ کو نہیں پہنچا ہے اور آپ کے بعد نہ کوئی پہنچ سکیگا۔

بچپن میں حضور کی خیر و برکت | اہل قیافہ (قائف۔ قدم شناس) حضرت عبدالطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے کہ اس فرزند ارجمند کی خوب حفاظت رکھنا کیونکہ آپ کا قدم مبارک ایسا ہے۔ جیسا کہ مقام ابراہیم میں قدم کا نشان ہے۔ یعنی آپ کا قدم حضرت ابراہیم کے قدم کے مشابہ ہے۔ اسی سال حضرت عبدالطلب سیف بن ذی یزن کو مبارک دینے کے لئے جانب یمن تشریف لے گئے تو اس نے عبدالطلب کو بشارت دی کہ آپ کی نسل سے آخر الزمان پیغمبر ظاہر ہوگا۔ (مدارج جلد دوم ص ۳۴)

ابوطالب کی کفالت | حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تشریف آٹھ برس کی تھی کہ آپ کے دادا عبدالطلب ایک سو دس یا ایک سو چالیس برس کی عمر پا کر وفات پا گئے۔ تو آپ کی کفالت آپ کے

چچا ابو طالب نے کی۔ ابو طالب بھی آپ کے ساتھ ولی محبت کرتے تھے۔ اپنی اولاد سے بھی زیادہ عزیز رکھتے۔ اپنے پلاس سلاتے۔ اور ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے۔ چونکہ ابو طالب مال کے اعتبار سے کمزور تھے۔ جو وقت آپ کا اہل و عیال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر کھانا کھاتے تو بھوکے رہتے۔ جب حضور کے ساتھ مل کر کھاتے تو سیر ہو جاتے۔ ابو طالب کی عادت تھی کہ جب بال بچوں کو کھانا کھلاتے تو فرماتے ٹھہرو تاکہ میرا بیٹا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشریف لے آئیں۔ جب حضور اشریف لاتے اور ان کے ساتھ کھانا کھاتے تو سب سیر ہو کر کھاتے۔ پھر بھی کھانا بیچ جاتا۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ کا پیالہ سب سے پہلے پیش کیا جاتا۔ آپ پیالے سے دودھ نوش فرماتے۔ پھر وہی پیالہ تمام گھروں لے پیتے۔ اور اسی ایک پیالہ سے سیراب ہو جاتے۔ حالانکہ ایک پیالہ سے فقط ایک آدمی سیراب ہو سکتا تھا۔ ایک دفعہ مکہ معظمہ میں خشک سالی ہو گئی۔ تمام قریش ابو طالب کے پاس آئے۔ اور بارش طلب کی۔ ابو طالب اور اپنے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر کعبہ معظمہ میں آئے۔ ابو طالب نے حضور کی پشت مبارک کعبہ سے مس کی اور آپ نے اپنی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ کوئی بادل نہیں تھا۔ اشارہ فرماتے ہی چاروں طرف سے بادل جمع ہوئے۔ اور برسنے لگے۔ اتنی بارش ہوئی کہ دادیاں بھر گئیں۔ نالے جاری ہو گئے۔ اسی باب میں ابو طالب نے اپنے قصیدہ میں یہ شعر کہا ہے۔

أَنْبَعُ كَيْسُفِي الْعَمَّاؤِ جِهَهُ ثَمَّالِ الْيَتَا حِي عَمَّتَهُ لِلْأَكْمَلِ

ترجمہ: وہ (رسول پاک) سفید اور گولے رنگ والا اپنے چہرے کی برکت سے بادل سے پانی مانگتا ہے۔ جو یتیموں کی پناہ ہے اور بیوہ عورتوں کی عصمت ہے (سیرت نبوی ص ۱۳۵)

ملک شام میں بحیرہ نام ایک راہب بصری شہر کے قریب اپنے گرجے میں رہتا تھا۔ بڑا زاہد۔ عابد

بحیرہ راہب کی شہادت

تارک الدنیا تھا۔ پیغمبر آخر الزمان کی زیارت کے انتظار میں زندگی گزار رہا تھا۔ جب قریش کا کوئی قافلہ اس جگہ سے گذرتا تو اپنے صومعہ سے نکل کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش کرتا جب ان میں حضور کا کوئی نشان نہ پاتا تو اپنے صومعہ کو واپس ہو جاتا۔ ایک دفعہ قریش کا قافلہ وہاں سے گذرا۔ بحیرہ راہب نے اسکی جانب نظر کی۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ بادل کا ایک ٹکڑا اس قافلہ پر سایہ کرتا ہوا ان کیساتھ آ رہا ہے۔ جب آنحضرت ابو طالب کے ہمراہ درخت کے نیچے بیٹھے۔ تو بادل اس درخت کے اوپر آ کر ٹھہرا ہو گیا۔ بحیرہ یہ دیکھ کر متحیر و متعجب ہوا۔ اور قافلہ کی ضیافت کی۔ اور سب کو اپنے پاس بلایا۔ ابو طالب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو وہیں منزل میں چھوڑ کر چلے آئے۔ بحیرہ نے جب منزل کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ بادل اسی جگہ ٹھہرا ہوا ہے۔ بحیرہ نے پوچھا کیا تمہارا کوئی فرد ایسا تو نہیں رہ گیا جو یہاں نہ آیا ہو آخر آپ کو بھی بلایا گیا۔ جب آپ تشریف لائے تو بادل آپ پر سایہ کرتا ہوا ساتھ آیا۔ نیز بحیرہ راہب نے ہر شجر اور حجر سے سنا کہ کہتے تھے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا کَرِیْمُ سُوْلِ اللّٰهِ۔ آپ کے شانہ مبارک میں مہربنوت دیکھی۔ اسکو بوسہ دیا۔ یہ سب باتیں دیکھ کر بحیرہ راہب نے آپ کی نبوت کی تصدیق کی اور آپ کیساتھ ایمان لایا۔ ان دنوں میں سات آدمی شام کے نصرائیوں سے یہ حال دریافت کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گندراں راستے سے ہو گا۔ آپ کے قتل کیواسطے اس طرف آئے تھے۔ بحیرہ نے ان سے کہا کہ وہ پیغمبر برحق ہیں۔ تم ان کی اطاعت کرو۔ کیونکہ جب خدا کو منظور ہے کہ ان کو بلند مرتبہ عطا فرمائے۔ تمہارے شانے سے نہیں چلے گا۔ اور تم انہیں تیار کرتے۔ تب وہ اس ارادے سے باز رہے۔ (مدارج جلد دوم ص ۳۷۲)

بحیرہ نے ابو طالب کو بہت تاکید کی کہ یہ پچھرا آخر الزمان پیغمبر ہو گا۔ اور اس کا دین تمام دینوں کے لئے ناسخ ہو گا۔ شام کی ولایت میں آپ کے یہودیہ بیت دشمن ہیں۔ وہاں ان کو نہ لے جاؤ۔ چنانچہ ابو طالب نے اپنا سامان یہاں بصری میں بیچ ڈالا۔ اور مکہ معظمہ کو واپس ہو گئے۔ (مدارج جلد دوم ص ۳۷۶)

نبی کریم کا سفر تجارت

مکہ معظمہ میں حضرت حدیجہ بنت خویلد ایک مالدار عورت تھی۔ لوگوں کو اپنا مال بطور مضاربت دیکر تجارت کے لئے بیرونی ممالک میں بھیجا کرتی تھیں اس لئے ان کو ایک ایسے امانت دار شخص کی ضرورت رہتی تھی۔ کہا اپنا مال تجارت کے لئے اسکو دیں۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ میں مکہ معظمہ میں کوئی بھی نہ تھا۔ تمام مکے والے لوگ آپ کو قبل ظہور نبوت امن کہتے تھے۔ اس لئے حضرت حدیجہ بنت خویلد (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آدمی بھیج کر درخواست کی کہ میرا مال ملک شام میں تجارت کیلئے لے جائیں۔ نفع ہوگا تو جتنا مال آپ پچاہیں گے لے سکتے ہیں۔ آپ اپنے چچا ابو طالب سے مشورہ کرنے کے بعد سفر تجارت پر جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ پس حضرت حدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے اپنا ایک غلام میرہ نامی اور اپنا رشتہ دار خزیمہ آپ کے ہمراہ بھیج دیئے۔ جب آپ کا قافلہ بصری شہر کے قریب نسطور اراہب کے پاس پہنچا تو آپ ایک درخت کے نیچے بیٹھے۔ نسطور اراہب نے دیکھا تو کہا کہ اس درخت کے نیچے فقط پیغمبر ہی بیٹھتا ہے۔ نیز وہ درخت بالکل خشک تھا۔ کوئی ایک پتہ بھی اس پر نہیں تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کی برکت سے درخت سرسبز ہو گیا۔ پتے لگ گئے۔ پھل لگ گئے۔ اور اسکے ارد گرد کی زمین بھی سرسبز و شاداب ہو گئی۔ نسطور اراہب سب کچھ دیکھ کر آپ کے پاس آیا اس کے ہاتھ میں ایک صحیفہ تھا۔ اس کو دیکھتا تھا اور کہتا تھا۔ اس خدا کی قسم جس نے عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل فرمائی۔ یہ آخر الزمان پیغمبر ہیں۔ القصد آپ نے اپنا مال تجارت بصری میں فروخت کیا۔ اور نفع عظیم حاصل ہوا۔ اور آپ کی برکت سے تمام اہل قافلہ کو نفع ہوا۔ جب واپس مکہ معظمہ میں تشریف لائے تو دوپہر کا وقت تھا یعنی گرمی بہت تھی۔ حضرت حدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) عورتوں کے ہمراہ اپنے بالاخانہ میں تشریف رکھتی تھیں۔ وہاں سے اہل قافلہ کو دیکھ رہی تھیں۔ امد آقا صلی اللہ علیہ وسلم اس شان سے آئے تھے۔ کہ دو فرشتوں نے (جو پرندوں کی شکل میں تھے) آپ پر سایہ کیا ہوا تھا۔ حدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) یہ سب کچھ اپنی آنکھوں

سے دیکھ رہی تھی۔ ادھر ان کے غلام میسرہ نے بھی جو کچھ اس سفر میں آپ کی کرامات ملاحظہ کی تھیں۔ خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو تفصیلاً بیان کر دیں۔

آپ کا نکاح بی بی خدیجہ کیسایتھے

جب خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے اپنے غلام میسرہ سے آپ کی کرامات

سنیں۔ تو دل و جان سے آپ پر فدا ہو گئیں۔ دل میں خیال آیا کہ آپ سے میرا نکاح ہو جائے (تو سب کرامات گھر میں ہی آجائیں) حالانکہ اس سے پیشتر بڑے رؤساء نے پیغام نکاح بھیجے تھے۔ مگر انہوں نے کسی کو قبول نہ کیا۔ پس خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے خفیہ طور پر آپ کے پاس ایک عورت اس غرض کیلئے بھیجی۔ کہ آیا آپ نکاح کی خواہش رکھتے ہیں یا نہیں۔ اس عورت نے آپ کو نکاح کرنے کی ترغیب دی حضور نے فرمایا کہ میں نکاح کیسے کر سکتا ہوں جب کہ میرے پاس نکاح کا ساز و سامان نہیں ہے۔ عورت نے کہا اگر کوئی ایسی عورت مل جائے۔ جو شرافت نبی کے علاوہ پاکیزہ اخلاق اور صاحب حسن و جمال بھی ہو۔ اور نکاح کے جملہ مصارف کی بھی کفیل بن جائے۔ تو آپ نے فرمایا ایسی عورت کہاں مل سکتی ہے۔ عورت نے کہا کہ خدیجہ بنت خویلد آپ کو بہت پسند رکھتی ہے۔ اگر حکم ہو تو میں اسکو اس بات پر راضی کر سکتی ہوں۔ عورت نے واپس آکر سارا قصہ خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو کہہ سنایا۔ چنانچہ خدیجہ نے اپنے چچا عمرو بن اسد کو بلا کر کہا۔ تاکہ وہ میرا رشتہ حضرت محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے کر دیں۔ چنانچہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چچا کے اور ابو طالب کیساتھ بات چیت کر کے تاریخ معین پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو طالب اور بعض چچوں اور ابو بکر اور دوسرے مکہ کے شریف لائے۔ ابو طالب نے خطبہ نکاح پڑھا۔ اور بعد ایجاب و قبول کے نکاح ہو گیا۔

(مدارج جلد دوم ۲۸۲۶)

بارہواں وعظ حضور پُر نور کا حسن و جمال

قَوْلُهُ تَعَالَى قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ۝

حضرات! حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حسن و جمال میں بے مثل ہیں۔ کوئی انسان آپ کا حسن و جمال کیسے بیان کر سکتا ہے۔ حضرات علماء کرام تصریح فرماتے ہیں کہ آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانا کامل نہیں ہو سکتا جب تک اس بات پر ایمان نہ لایا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم شریف کو اس شان سے پیدا فرمایا کہ کوئی انسان آپ جیسا نہ آپ سے پہلے پیدا ہوا نہ آپ کے بعد پیدا ہوگا۔ (الذوار محمدیہ ص ۱۹۴)

آپ جیسا کون ہو سکتا ہے۔ کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَدْ جَاءَكُمْ كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ نُورٌ۔ تمہارے پاس اللہ کی جانب سے نور مجسم تشریف لایا ہے اس نور مجسم جیسا اور کوئی کون ہو سکتا ہے۔ خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَنَا أُمَّلِكُمْ وَأَخِي يُوسُفُ أَصْبَحُ (مدارج النبوت جلد اول) تو اس صحیح حبیب اللہ ص ۱۵) میں بیچ ہوں اور میرے بھائی یوسف (علیہ السلام خوب گوئے تھے۔ سب جانتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام اپنے حسن و جمال میں شہرہ آفاق ہیں۔ مگر حضور فرماتے ہیں کہ میں ان سے زیادہ ملاحظہ رکھتا ہوں۔ ثابت ہوا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم یوسف علیہ السلام سے بھی زیادہ خوبصورت تھے آپ کے حسن و جمال کے ملاحظہ کرنے والے صحابہ کیا فرماتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا دَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ سَأُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ الشَّمْسُ تَجْرِي فِي وَجْهِهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شے زیادہ خوبصورت نہیں

دیکھی۔ گویا آفتاب آپ کے چہرے
میں اتر آیا ہے۔

رواہ الترمذی (مشکوٰۃ ص ۵۸)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان۔

فرمایا۔ میں نے چاندنی رات میں نبی
پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا
آپ نے دھاریدار جوڑا زیب تن
کیا ہوا تھا۔ پس میں ایک نظر حضور
حضور کی طرف کرتا تھا اور ایک چاند
کی طرف پس آپ میرے نزدیک
چاند سے زیادہ خوبصورت تھے۔

قَالَ سَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةٍ إِضْحِيَّيَانٍ فَجَعَلْتُ
أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَالْإِقْبَامُ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ
حَمْرَاءُ فَإِذَا هُوَ أَحْسَنُ عِنْدِي
مِنَ الْقَمَرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَالدَّارِمِيُّ (مشکوٰۃ ص ۵۸)

فائدہ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمان کہ حضور
میرے نزدیک زیادہ خوبصورت تھے۔ یہ بطور تلمذ فرمایا۔
ورنہ واقع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام کے نزدیک چاند سے زیادہ
خوبصورت تھے۔ (مدارج جلد اول ص ۷)

حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرمان۔

آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
مثل نہ آپ سے پہلے کسی کو دیکھا
نہ بعد میں۔

كَمْ أَرَقْبَلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ
التِّرْمِذِيُّ (مشکوٰۃ ص ۵۸)

حضرت جبرائیل علیہ السلام کا فرمان

میں تمام مشارق و مغارب میں
پھرا۔ پس میں نے کوئی شخص حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فَلَيْتُ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَ
مَغَارِبِهَا فَلَمْ أَرَّ جُلًّا أَفْضَلَ
مِنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(انوار محمدیہ ص ۱۶۱ نشر الطیب ص ۱۶۱) سے افضل نہیں دیکھا۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

آفا تھا گردیدہ مہر بتاں وزویدہ ۱۰

علامہ بو صیری رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ بردہ شریف میں عرض کرتے ہیں۔

فَهُوَ الَّذِي تَمَّ مَحَنَاهُ دُمُورَاتُهُ
تَمَّ امْطَفَاءُ حَبِيبَا يَارْحَى السَّمِ
مُنْزَلُهُ عَنْ شَرِّ لَيْلٍ فِي مَحَاسِنِهِ
فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيهِ عَلَا مَنْقَسِمٌ

آپ فضائل باطنی و ظاہری میں کمال کے درجے کو پہنچے ہوئے ہیں۔ پھر خداوند تعالیٰ نے آپ کو اپنا حبیب بنایا اور آپ اپنی خوبصورتی اور خوبوں میں شریک سے پاک ہیں۔

جو ہر حسن جو آپ میں پایا جاتا ہے وہ غیر منقسم اور غیر مشترک ہے

مندرجہ بالا اقوال سے ثابت ہوا کہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم حسن و جمال میں اس انتہائی مقام پر پہنچے ہوئے ہیں جہاں کوئی بھی نہیں پہنچا۔ اور نہ ایسا آباد تک پہنچ سکے گا حقیقت وہ ہے جو امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

كَمْ لَيْظَهُمْ لَنَا تَمَامٌ حُسْنِهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّهُ كَوَّلَهُمْ
لَنَا تَمَامَ حُسْنِهِ لَمَّا طَاقَتْ
أَعْيُنُنَا رُؤْيَاكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ - (انوار محمدیہ ص ۱۶۱)

ہمارے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام حسن ظاہر نہیں ہوا کیوں کہ اگر تمام حسن ہمارے سامنے ظاہر ہو جاتا تو ہماری آنکھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کی طاقت نہ رکھتیں۔

اصحیٰ نے اللہ تعالیٰ نے حضور سرابا نور صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال پاک پر ستر ہزار پردے ڈال رکھے تھے تاکہ لوگ آپ کو دیکھ سکیں۔ ورنہ کس کی آنکھ

تھی جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اصلی کا مشاہدہ کر سکتی۔ (معالج النبوت رکن دوم ص ۱۱۵)

سبحان اللہ۔ ہمارے آقا دمولا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اقدس نورانی تھا۔

سر مبارک سے لے کر پاؤں شریف تک نور تھے۔ محقق علی الاطلاق شیخ عبدالمقصد محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آنحضرت تمام از فرق تا قدم ہمہ نور بود کہ دیدہ خبرت در جمال باکمال
وے خیرہ میشد مثل ماہ و آفتاب
تا باں و روشن بود اگر نہ نقاب بشریت
پوشیدہ بودے۔ ہیکس را مجال نظر
و ادراک حسن او ممکن نبودے
(مدارج نبوت جلد اول صفحہ ۱۳)

رسول پاک تبسامہ چو ٹی سے تا قدم
بالکل نور تھے۔ کہ انسان کی آنکھ آپ
کے جمال باکمال کو دیکھنے سے چندھیما
جاتی تھی۔ چاند اور سورج کی مانند روشن
اور چمکدار تھے۔ اگر لباس بشریت نہ
پہنا ہوتا تو کسی کو آپ کے طرف نظر
کرنے اور آپ کے حسن کا ادراک
ممکن نہ ہوتا۔

چونکہ آپ نور تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ اس لئے آپ کا سایہ بھی نہیں تھا۔
حضرت ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کا سایہ نہ تھا۔

مر آنحضرت را سایہ نہ در آفتاب و نہ
در قمر رواہ الحکیم الترمذی عن ذکوان
فی نوادر الاصول۔ (مدارج نبوت
جلد اول صفحہ ۲۶)

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ
نہ آفتاب کی روشنی میں تھا۔ نہ چاند کی
چاندنی میں حکیم ترمذی نے حضرت
ذکوان سے نوادر الاصول میں اس کو
روایت کیا۔

دیوبندیوں کی مسلمہ کتاب تواریخ حبیب اللہ میں ہے۔
آپ کا بدن نور تھا۔ اسی سبب سے آپ کا سایہ نہ تھا۔ اس لئے کہ سایہ
جسم کثیف ظلماتی کا ہوتا ہے۔ نہ لطیف و نورانی کا۔ (تواریخ حبیب اللہ صفحہ ۱۵۹)

حضور کے جسم اقدس کی لطافت و لطافت حضور سر پرانور صلی

اللہ علیہ وسلم اتنے صاف اور پاکیزہ تھے کہ جسم اقدس پر کبھی نہیں بیٹھتی تھی۔ اور نہ ہی آپ کے کپڑوں میں جوئیں پڑتی تھیں۔ (مدارج جلد اول ص ۱۱۱، شفا شریف ص ۲۲، انوار محمدیہ ص ۳۱۱)

کبھی کی عادت ہے کہ ہر فقیر امیر پر بیٹھتی ہے۔ یہاں تک کہ ہفت اقلیم کے بادشاہ پر بھی بیٹھ جاتی ہے۔ تاکہ اس کا غرور و تکبر خاک میں مل جائے۔ نیز وہ تواضع اور عاجزی اختیار کرے۔ کبھی کا حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ بیٹھنا اس بات کی طرف مشیر ہے کہ اصلی شہنشاہ مخلوقات میں فقط آپ ہی ہیں۔ الحمد للہ علی ذلک۔

فائدہ

جسم اقدس خوشبودار تھا ہمارے آقا و مولا کا جسم اقدس سے کستوری و عنبر کی سی خوشبو آیا کرتی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

لَا شَمَمَتْ مِنْكَ وَلَا عَنَابَةٌ
أَطِيبٌ مِنْ سَائِجِحَةِ الْمَنِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔
متفق علیہ (مشکوٰۃ ص ۵۵)

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو شخص مصافحہ کرتا تو اس کے ہاتھوں سے تمام دن خوشبو آیا کرتی تھی۔ اور جس بچے کے سر پر ہاتھ پھیر دیتے تھے وہ بچوں میں خوشبودار مشہور ہو جاتا تھا۔ (مدارج جلد اول ص ۱۱۱، شفا شریف ص ۱۱۱)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔
مَلَيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْأُولَى
ثُمَّ خَرَجَ إِلَى أَهْلِهِ وَخَرَجْتُ
مِنْ نَفْسِي كَمَا خَرَجَ مِنْ نَفْسِي

میں نے صبح کی نماز رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ پڑھی۔ پھر آپ اپنے گھر کی طرف نکلے میں بھی

آپ کے ساتھ نکلا۔ آپ کے سامنے
 بہت سے بچے آئے۔ آپ ہر ایک
 بچہ کے رخسارے پر ہاتھ پھیرتے
 جاتے تھے۔ میرے رخسارے پر بھی ہاتھ
 مبارک پھیرا تو میں نے آپ کے ہاتھ
 میں ٹھنڈک محسوس کی بلکہ
 ایک خوشبو پائی۔ گویا کہ آپ نے
 وہ خوشبو عطر فروش کے ڈبے سے
 نکالی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں۔

میں نے (وقت انتقال) نبی کریم صلی
 اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا۔ میں وہ چیز
 جو میت سے نکلا کرتی ہے۔ دیکھنے
 لگا۔ مگر میں نے کوئی چیز نہ دیکھی تو
 میں نے کہا آپ زندگی اور موت میں
 بھی پاکیزہ ہیں۔ فرمایا۔ کہ آپ سے
 ایسی خوشبو نکلی۔ کہ میں نے ہرگز
 اسکی مثل نہیں پائی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

(ایک دفعہ) مجھے پیارے رسول
 پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری
 پر اپنے پیچھے بٹھالیا۔ میں نے ہر
 نبوت کو اپنے منہ میں لے لیا۔ پس

مَعَهُ فَاسْتَقْبَلَهُ وَوَدَّ أَنْ
 يُجْعَلَ يَسْمُحُ خَدَّتِي أَحَدٍ هَرَمٍ
 وَاحِدًا وَرَأَيْتُهَا وَأَمَّا أَنَا
 فَسَمِحْتُ خَدَّتِي فَوَجَدْتُ لِي فِيهَا
 بَزْزًا أَوْ رِيحًا كَأَنَّهَا أُخْرَجَتْ
 مِنْ جُودَةٍ عَطْرًا۔
 (رواہ مسلم (مشکوٰۃ ص ۵۵))

بَعَسَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فَذَهَبَتْ أَنْظُومًا يَكُونُ
 مِنَ الْمَيْتِ فَلَمَّا رَأَيْتُ شَيْئًا
 فَقُلْتُ طِبْتُ حَيًّا وَمَيْتًا قَالَ
 وَسَطَعَتْ مِنْهُ رِيحٌ طَيِّبَةٌ لَمْ
 يَجِدْ مِثْلَهَا قَطُّ (شفاء شریف ص ۵۵)

أَرَادَ نَبِيَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ خَلْفَهُ فَالْتَقَمْتُ خَائِمَ
 النَّبِيِّ لِيَقْبِي فَكَانَ يَمْسُ عَلَيَّ
 مِسْكًا۔ (شفاء ص ۵۵)

مجھ پر خوشبودار کستوری کی لپٹ
آنی شروع ہوگی۔

حکایت

ایک عورت ام عاصم عقبہ بن فرقہ سلمیٰ کی بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتی ہے کہ عقبہ کی ہم چار عورتیں تھیں ہم میں سے ہر ایک بھی کوشش کرتی تھی۔ کہ میں عقبہ کے نزدیک زیادہ خوشبودار ثابت ہوں۔ اس لئے ہم قسم قسم کی خوشبو میں استعمال کرتی تھیں۔ مگر اس کے باوجود ہمارا شوہر عقبہ ہم سے زیادہ خوشبودار معلوم ہوتا۔ حالانکہ وہ کوئی خاص قسم کی خوشبو استعمال نہیں کرتا تھا۔ صرف تیل ہاتھ میں لے کر دائرہ چھڑ لیتا تھا۔ ہر ایک سے زیادہ خوشبودار بن جاتا۔ جب عام لوگوں کے سامنے آتا۔ تو ہر ایک یہی کہتا کہ عقبہ کی خوشبو سے کوئی خوشبو بھی زیادہ اچھی نہیں ہے۔ ام عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز میں نے عقبہ کو کہا کہ کیا وجہ ہے۔ کہ ہم خوشبو کے استعمال کرنے میں غایت درجہ کوشش کرتی ہیں۔ مگر پھر بھی تو ہم سے زیادہ خوشبودار ہوتا ہے۔ عقبہ نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں میرے بدن پر چھوٹے چھوٹے آبلے (دانے) نکل پڑے تھے۔ تو میں اپنے مولاد آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اور اپنی بیماری کی شکایت کی آپ نے فرمایا۔ کہ ذرا کپڑے اتار ڈالیں۔ میں اپنے کپڑے اتار کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بیٹھ گیا۔ آپ نے اپنے ہاتھ اقدس پر دم کر کے اپنا مبارک ہاتھ میری پشت اور پیٹ پر پھیرا تو اس دن سے میرا بدن خوشبودار بن گیا۔ اسکو طبرانی سے روایت کیا ہے۔

(مدارج جلد اول ص ۲۹، انوار محمدیہ ص ۲۱)

سبحان اللہ کیا شان ہے ہمارے رسول معظم کا کہ جو آپ کے جسم اقدس سے چھو جاتا ہے۔ خوشبودار بن جاتا ہے۔

سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم جس گلی کوچے سے گذر فرماتے وہ کوچہ بھی خوشبودار ہو جاتا۔ اور اس کوچہ سے بھی خوشبو سونگھ کر آپ کے پاس پہنچ

جاتا۔ (مدارج ص ۳)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَمْ يَسْلُكْ طَرِيقًا فَيَتَّبِعُهُ أَحَدٌ
إِلَّا عَرَفَتْ أَنَّهُ قَدْ سَلَكَ مِنْ
طَيْبٍ عَرَفَهُ أَوْ قَالَ مِنْ سَائِرِ
عَرَفِهِ - رواه الدارمي -
(مشکوٰۃ ص ۵۷)

بیشک جب خدا صلی اللہ علیہ
وسلم جس راستے سے گزرتے اور
کوئی شخص آپ کی تلاش میں جاتا
تو وہ خوشبو سے پہچان لیتا کہ آپ
اس راستے سے تشریف لے گئے
ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِذَا مَرَّ فِي طَرِيقٍ مِنْ
طَرِيقِ الْمَدِينَةِ وَجِدَ ذَامِنَهُ
سَأَلَهُ الطَّيِّبَ وَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هَذَا
الطَّرِيقِ - رواه البولعي (الوارع ص ۲۱۷)

جب جبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم
مدینہ طیبہ کے کسی راہ پر گزر فرماتے
تو لوگ اس راہ میں خوشبو پاتے
اور کہتے کہ رسول پاک اس راہ سے
گزرے ہیں۔

تیرہواں وعظ

حضور اقدس کے جسم پاک کی برکت کا بیان

قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ
حضرات! جس ذات پاک کو خود اسکا نور فرمائے۔ اس ذات پاک کے
جسم اقدس کی برکت کتنی بڑی ہوگی۔

جسم اقدس کی برکت | ہر کار و دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پاک
کے کسی عضو سے کوئی شے چھو جاتی تو اس میں

برکت آجاتی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 اقدس میں چند کھجور لے کر حاضر
 ہوا۔ عرض کی یا رسول اللہ ان میں
 برکت کی دعا فرمائیے۔ ان کو اپنے
 ہاتھ میں اکٹھا کیا۔ پھر میرے لئے
 دعائے برکت کی فرمایا ان کو اپنے
 نوشہ دان میں ڈال دے۔ جب تو
 کچھ اس سے لینا چاہے تو اپنا ہاتھ
 ڈال کر لے لینا مگر جھاڑنا نہیں۔
 پس میں نے ان تمروں سے اتنے
 اتنے دسق اللہ کے راستہ میں نکالے
 ہم خود بھی اس سے کھاتے تھے۔
 اور کھلاتے بھی تھے۔ وہ تھیللا میری
 کمر سے کبھی بھی جدا نہیں ہوا تھا۔
 یہاں تک کہ جسدن حضرت عثمان
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے
 تو وہ مجھ سے گر کر ضائع ہو گیا۔ یہ
 برکت دست مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کی ہے۔

حضرت براہ بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

حدیبیہ کے روز ہم چودہ سو افراد
 رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے

أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ بِمَمَاتٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ
 اللَّهِ أَدْعُ اللَّهَ فِيهِنَّ بِالْبُرْكَهٖ
 فَضَمَّتْ ثُمَّ دَعَانِي فِيهِنَّ
 بِالْبُرْكَهٖ قَالَ خُذْهُنَّ
 فَاَجْعَلْهُنَّ فِي مِرْوَدِكِ كُلَّمَا
 أَسَدْتَ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ
 شَيْئًا فَاذْخُلْ فِيهِ يَدَاكَ فَخُذْهُ
 وَلَا تَنْتَرَهُ نَتْرًا فَقَدْ حَمَلْتُ
 مِنْ ذَلِكَ التَّمْرِ كَذَا وَكَذَا
 مِنْ وَسْطِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ فُكِّنَا
 نَا كُلُّ مِثْلٍ مِنْهُ وَكُنْطِيمٌ وَكَانَ لِأَيْفَارِثَ
 حَقْوِي حَتَّى كَانَ يَوْمَ قُتِلَ عُمَانُ
 فَبَاثَهُ الْقَطْعَ - رواه الترمذی
 (مشکوٰۃ ص ۵۳۳)

كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْرَعَ عَشْرَةَ

ساتھ تھے۔ حدیث یہ ایک کنواں تھا۔ ہم نے اسکا پانی کھینچ لیا۔ اس میں ایک قطرہ پانی کا نہ چھوڑا۔ پس یہ بات حضور سر پانہ رصلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچی۔ پس اس کے پاس تشریف لائے۔ اور اس کے کنارے بیٹھ گئے پھر آپ نے ایک پانی کا برتن منگایا۔ وضو فرمایا۔ پھر (اس میں اگلی کی اور د عافرمانی) پھر اس پانی کو کنویں میں ڈال دیا۔ پھر فرمایا ایک ساعت اسکو چھوڑ دو۔ پس انہوں نے اپنے نفس اور اپنی سواریاں سیراب کیں۔ یہاں تک کہ کو وح کیا۔

ثابت ہوا کہ آپ کے جسم پاک سے چھونے والی چیز میں برکت آجاتی ہے حضور اقدس کے منہ مبارک سے نکلا ہوا پانی جب کنویں میں پڑا تو کنواں پانی سے بھر گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس میں وہ برکت ہے۔ جب آپ کا ہاتھ کسی بیمار کو لگ جائے۔ تو فوراً صحت ہو جائے۔ حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت (صحابہ کی) ابو رافع یہودی کی طرف (اس کے قتل کے لئے) بھیجی۔ رات کو اس کے گھر میں حضرت عبد اللہ بن عتیک داخل ہوئے وہ

مِائَةَ يَوْمٍ الْخُدْيَةِ وَ
الْخُدْيَةِ يَتْرُقُنَا هَا
فَلَمْ نَتْرُكْ فِيهَا قَطْرَةً فَبَلَغَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَنَا
هَا نَجَسًا عَلَى شَفِيرِهَا ثُمَّ
دَعَا بِأَنَاءٍ مِنْ مَاءٍ فَدَسَّاهُمْ
مَفْمُصٌ وَدَعَا ثُمَّ صَبَّهُ فِيهَا
ثُمَّ قَالَ دَعُوها سَاعَةً فَأَدْوُوا
أَنْفُسَهُمْ وَرَأَى لَهُمْ رَحَى ارْتَحَلُوا
رواه البخاری۔ (مشکوٰۃ شریف) ۵۲۳

بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ رَاهِطًا إِلَى ابْنِ رَافِعٍ قَدْ
خَلَّ عَلَيْهِ عَيْدُ اللَّهِ بْنِ عَتِيكٍ بَيْنَهُ
كَيْلًا وَهُوَ نَائِمٌ فَقَتَلَهُ فَقَالَ
عَيْدُ اللَّهِ بْنِ عَتِيكٍ فَوَضَعْتُ

سو یا ہوا تھا۔ پس آپ نے اسے قتل کیا۔ حضرت عبد اللہ بن عقیل فرماتے ہیں۔ میں نے اس کے پیٹ میں تلوار ماری جو اسکی پشت تک پہنچ گئی۔ میں نے پہچان لیا کہ میں نے اسکو قتل کر دیا ہے۔ یس میں لوازہ کھولتا ہوا واپس آیا یہاں تک کہ میں زینہ تک پہنچا۔ رات چاندنی تھی۔ میں نے اپنا پاؤں رکھا۔ (اس خیال سے کہ زمین تک پہنچ گیا ہوں) پس میں گھر پڑا (زینہ سے) تو میری پندلی ٹوٹ گئی۔ اسکو اپنی پگڑی سے باندھ دیا اور اپنے ساتھیوں کی طرف چل پڑا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گیا۔ آپ کو ساری بات عرض کی۔ فرمایا پاؤں بچھا دو۔ میں نے پاؤں بچھا دیا۔ آپ نے اس پر اپنا دست مبارک پھیرا تو (ایسا معلوم ہوا) گویا اس کو کبھی درد ہوا ہی نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

تحقیق ایک عورت اپنا بٹیلے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی۔ عرض کی یا رسول اللہ میرے بیٹے کو جنون ہے اور وہ اسکو صبح و شام پگڑ لیتا ہے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سینے پر

السَّيْفَ فِي بَطْنِهِ حَتَّى اخَذَ فِي ظَهْرِهِ فَمَرَدَّتْ اِلَيْهِ قَتَلْتَهُ فَجَعَلْتُ اَفْوَاهُ الدُّبَابِ حَتَّى اَتَمَعَيْتُ اِلَى دَرَجَةِ فَوْضَعْتُ بِرَاجِلِي فَوَقَعْتُ فِي كَيْلَتِي مَقْمَرَةً فَا نَكَسَتْ سَاقِي فَحَصَبْتَهَا بِعَامِيَةٍ فَا نَطَقْتُ اِلَى الصَّخَابِي فَانْتَعَيْتُ اِلَى الْمَتْبِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُدَّتْهُ فَقَالَ اُبْسَطْ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِي فَمَسَحَهَا فَا تَمَّا كَمَ اشْتِكِيهَا فَظُرَّ رِوَاةُ الْبَخَارِيِّ (مشکوٰۃ ص ۵۷)

اَنَّ اِمْرَاةً جَاءَتْ بِاَبْنِ لَهَا اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنِي بِهٖ جُنُوْنٌ وَّرَاةُ لِيَاخُذُ عِنْدَ عَدَاۤئِنَا وِعَسَاۤئِنَا فَمَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی تو بچے نے تے
کی توڑ کے کے پیٹ سے کتے کے
چھوٹے چھوٹے بچے نکلے اور دوڑنے
لگے۔

صَدَّ سَاءٌ وَدَعَا نَحَّ لَعْنَةُ دَحْرَجٍ
مِنْ جَوْفِهِ مِثْلَ الْجُرُودِ الْأَسْوَدِ
يَسْتَعِي رِوَاةُ الْمَدَارِحِيِّ -
(مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۳)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

تحقیق حضرت رسول پاک صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص
آیا اور آپ سے طعام کی درخواست
کی آپ نے اسکو نصف دسق جو طعام
عنایت فرمائے۔ وہ خود اور اس کی
بیوی اور ان کے مہمان ہمیشہ اس سے
کھاتے رہے۔ یہاں تک کہ اس
نے اسکو ماپ دیا تو ختم ہو گیا۔ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
آیا۔ فرمایا اگر تو اس کو نہ مانتا تو تم
اس سے کھلتے رہتے اور وہ ختم نہ ہوتا
حضرات! سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اقدس تو نہ ہی شفا تھا۔ اگر

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ جَاءَهُ رَجُلٌ يُسْتَطْعِمُهُ
فَأَطْعَمَهُ شَطْرًا وَسَقَى شَعِيرٍ
فَمَا ذَاكَ الرَّجُلُ يَأْكُلُ مِنْهُ
وَرَأْمَرَأَتُهُ وَضَيْفُهُمَا حَتَّى كَالَهُ
فَقَبِي فَأَيُّ السَّبَبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْلَمْ يَكِلَهُ لَا كَلْتُمْ
مِنْهُ وَلَقَامَ لَكُمْ رِوَاةُ مُسْلِمٍ
(مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۳)

آپ کا کچھ کسی مریض کو لگ جائے تو بھی باعث شفا بن جاتا ہے۔

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ حضرت اسماء
بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے
ایک جیبہ طیالہسہ باہر نکالا۔ اور فرمایا
کہ اس جیبہ شریف کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ

در صحیح آمدہ کہ بیرون آورد اسماء بنت
ابی بکر جیبہ طیالہسہ را و گفت کہ این جیبہ
را پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پوشیدہ
است مو مانے شوئیم ماں را برائے

علیہ وسلم نے پہنستے اور ہم اس
اور اس سے شفا حاصل کرتے ہیں
آپ کا ایک پیالہ تھا جس میں پانی
ڈالا کرتے تھے (پینے وغیرہ کے لئے)
مسلمان اس پیالہ سے شفا حاصل
کرتے ہیں۔ آپ کے چند بال خالد
بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی
میں تھے۔ آپ جس جنگ میں اس
کو پہن کر تشریف لے جاتے فتح و نصرت
ان کے قدم چومتی۔

بیماراں و شفا مے جو نیم باں۔ و بود
کا سہ آنحضرت کہ آب مے انداختند
در آں و شفا جستند باں و بود چند
سوئے از آنحضرت در کلاه خالد بن
ولید و حاضر نشد باہنا بیچ قتال را لکن
آنکہ دادہ شد نصرت۔ (مدارج جلد
اول ص ۲۳۲)

حضرت سر پانور صلے اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک آگ سے چھو جاتا تو آگ
ٹھنڈی ہو جاتی اور اس سے جلانے کی قوت سلب ہو جاتی۔ سیٹے۔

ایک دن رحمتہ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم حضرت خاتون جنت فاطمہ الزہراء
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے در دولت پر تشریف لائے۔ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ
عنہا نے نور پتایا۔ اور روٹیاں لگانی شروع کیں۔ حضرت خاتون جنت کو نور کی
گرمی محسوس ہوئی۔ یہ دیکھ کر خود در رحمتہ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم نے بطور شفقت
دست مبارک سے چند روٹیاں لگائیں۔ تھوڑی دیر کے بعد جب خاتون جنت
رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھا۔ تو رحمتہ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست
مبارک سے لگی ہوئی روٹیاں اسی طرح کچی ہیں۔ آگ نے ان پر اپنا کوئی اثر
نہیں کیا۔ آپ حیران ہوئیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے وجہ حیرانگی دریافت
فرمائی۔ تو خاتون جنت نے عرض کی۔ یا رسول اللہ میں اس لئے حیران ہوں۔ کہ
آپ کے دست اقدس سے لگی ہوئی تمام روٹیاں ابھی تک اسی طرح کچی ہیں
اور آگ نے ان پر ذرا بھی اثر نہیں کیا۔ فرمایا اسے نختِ جگر! یہ کوئی حیرانگی کی

بات نہیں۔ کیونکہ جو تھے میرے دست اقدس سے چھو جاتی ہے آگ اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ لہذا میرے دست اقدس سے لگی ہوئی روٹیوں پر نور کی آگ کیا اثر کر سکتی ہے۔ (مدارج جلد دوم ص ۳۵)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس سے چھو جانے والی شے

پر دوزخ کی آگ اثر نہیں کر سکیگی

علامہ محقق عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ علماء نے اسکی وجہ بیان کی ہے کہ فتح مکہ کے روز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو خود اٹھا کر حکم دیا کہ بتوں کو اتارے اور توڑے۔ اور خود اپنے ہاتھ سے نہ اتارے اور نہ ہی توڑے۔

وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصِيْبٌ جَهَنَّمَ**۔ تم اور تمہارے معبود (بت) سب دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔ جب خدا تعالیٰ نے فرما دیا کہ بت دوزخ میں جلیں گے اور دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔ پس اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس اپنے دست اقدس سے بتوں کو اتارتے تو آپ کا دست اقدس بتوں کو کو لگ جاتا۔ تو وہ دوزخ میں جل نہ سکتے تھے۔ کیونکہ جس چیز پر دست مصطفیٰ لگ جائے۔ اسکو دوزخ کی آگ نہیں جلا سکتی اس واسطے آپ نے ان بتوں کو اتارنے کے لئے حضرت شیر خدا کو حکم فرمایا تھا۔ (مدارج جلد دوم ص ۳۸۵)

تنبیہ | مسلمانو! سنو۔ غور کرو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس سے آٹا چھو جائے تو اسکو نور کی آگ نہ جلا سکے اور حضور کے گورے گورے دست پاک سے بت مس کر جاتے تو دوزخ کی آگ ان کو نہ جلا سکتی۔ تو بتاؤ جس صدیق و فاروق و عثمان۔ عائشہ صدیقہ وغیرہ رضوان اللہ

علیہم کے جسم کو جسم اقدس نے چھوا ہوا ان کو نار دوزخ کیا جلا سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ فَاغْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَلْبَابِ۔

حضرات! اب فقیر آخر میں ایک حدیث پاک جسم اقدس کی برکت پر پیش کر کے اس وعظ کو ختم کرتا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ثَوَّقِي ابْنِي وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَعَرَضْتُ
عَلَى عُمَرَاةٍ أَن تَمِيحُ خُدُّهَا
الْتِمَامًا بِمَا عَلَيْهِ فَأَبْوَأْنَا تَيْتُ
الْمَنِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ
قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ وَالِدِي أُسْشِهَدَ
يَوْمَ أَحَدٍ وَتَرَكَ دَيْنًا كَثِيرًا
وَإِنِّي أَحِبُّ أَنْ يَرَاكَ الْعَرَمَاءُ
فَقَالَ لِي إِذْ هَبْ فَبَيْدِي كُلَّ
تَمْرٍ عَلَى نَاحِيَةٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ
دَعَوْتُهُ فَلَمَّا نَحَرُوا إِلَيْهِ كَانَهُمْ
أَعْرَوْا لِي تِلْكَ السَّاعَةَ فَلَمَّا
رَأَى مَا يَفْعَلُونَ طَافَ حَوْلَ
أَعْظُمِهَا بِيَدٍ رَأَتْكَ مَرَاتٍ
ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَدْعِي
أَصْحَابَكَ فَمَا سَأَلَ يَكِينَهُ لَهُمْ
حَتَّى آذَى اللَّهُ۔

میرے والد قرضہ چھوڑ کر انتقال فرما گئے۔ میں اپنے باپ کے قرضخواہوں پر پیش کیا کہ اپنے قرضے کے مقابلہ میں کھجور رکھ لیں۔ تو انہوں نے انکار کیا۔ پس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ آپ جانتے ہیں کہ میرا والد لحد کے روز شہید ہو گیا ہے۔ اور بہت سا قرضہ چھوڑ گیا ہے۔ اور میں یہ پسند کرتا ہوں کہ آپ تشریف لائیں، تو آپ کو قرضخواہ دیکھیں گے (تو شاید کچھ معاف کر دیں) آپ نے مجھے فرمایا۔ جاؤ اور تمام کھجور کا ڈھیر ایک طرف لگا دو۔ میں نے ایسا کیا پھر آپ کو بلا لیا۔ جب انہوں نے آپ کو دیکھا۔ تو مجھ پر اس وقت دلبر کئے گئے (یعنی مطالبہ میں اور زیادہ مہربان ہوئے کہ شاید آپ معافی کا حکم فرمائیں) جب آپ نے ان کا یہ حال

ملاحظہ فرمایا تو بڑے ڈھیر کے گرد
تین چکر لگائے۔ پھر اس پر بیٹھ گئے
پھر فرمایا میرے سامنے اپنے دوستوں
کو بلاؤ (وہ آگئے) آپ ان کو ماپ
کر دیتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ
تعالیٰ نے میرے والد کا فرضہ ادا کر
دیا۔ میں اس بات پر راضی تھا کہ اللہ
تعالیٰ میرے والد کا فرضہ ادا کر دے
اور اپنی بہنوں کے پاس ایک کھجور بھی
واپس نہ لے جاؤں۔ پس اللہ تعالیٰ

عَنْ وَالِدِي

أَمَانَتَهُ وَأَنَا أَرْضِي أَنْ يُؤَدِّيَ
اللَّهُ أَمَانَتَهُ وَالِدِي وَلَا أَرْجِعُ
إِلَى إِخْوَتِي بِمَمْرَةٍ فَسَلَّمَ اللَّهُ
الْبَيَّادِمَ كُلَّهَا وَحَتَّىٰ إِتَىٰ أَنْظَرُ
إِلَى الْبَيْدِ وَالَّذِي كَانَ عَلَيْهِ
الْبَيْتِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّ
لَهَا كَمْرٌ تَنْقُصُ مَمْرَةً وَاحِدَةً
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ - (مشکوٰۃ ص ۵۳۵)

نے (حضور کی برکت سے) سب ڈھیر سلامت رکھے۔ جب میں اس ڈھیر کی طرف دیکھتا
جس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے۔ تو گویا (اس سے) ایک دانہ کھجور
کا بھی کم نہیں ہوا۔

سبحان اللہ کیا برکت ہے۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ حضرت جابر کا سارا
قرضہ بھی دور ہو گیا اور ایک دانہ بھی کم نہ ہوا۔

پہلو در سوال و عطا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت و شجاعت

قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ إِنَّا أَنْعَمْنَا لَكَ الْكَوْثَرَ بَارَهُ ۳۰

ترجمہ:- اے محبوب بیشک ہم نے آپ کو بیشمار خوبیاں عطا فرمائیں۔
حضرات۔ اللہ تبارک نے اپنے محبوب کو جہاں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں
ان خوبیوں میں سے ایک طاقت اور شجاعت بھی علی وجہ اتم عطا فرمائی گئی۔
دنیا لے عالم میں آپ کی طاقت و شجاعت کی نظیر ناممکن ہے۔ تن تنہا آپ نے

عرب جیسے ملک کو جسکو آجتک کوئی فتح نہیں کر سکا تھا۔ مسخر کر لیا۔ تمام قوموں کو جو آپ کے مقابل ہوئیں۔ سب کو آپ نے مغلوب کر لیا۔ تمام مخالفین و معاندین کو چکنا چور کر دیا۔ آپ اتنے طاقتور اور مضبوط تھے۔ جو آپ پر گرتا چور چور ہو جاتا۔ اور جس پر آپ گرتے اسے پاش پاش کر دیتے۔

آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خداداد حضور کی خداداد طاقت

آپ کو منجانب اللہ عطا فرمائی گئی تھی۔ علامہ محقق حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ رسول پاک اپنی تمام عورتوں پر ایک رات میں دورہ فرماتے تھے اور وہ گیارہ تھیں۔

راوی نے کہا کہ میں نے انس کو کہا کیا آپ اتنی طاقت رکھتے تھے۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم آپس میں کہتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تیس مردوں کی قوت دی گئی ہے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔ اور بعض روایات میں آیا ہے کہ چالیس مردوں بہشتیوں کی قوت آپ کو عطا کی گئی ہے اور ایک مرد بہشتی کی قوت سو مردوں کے برابر ہے

در حدیث انس آمدہ است کہ آنحضرت نے گشت بر تمامہ نساء خود در کیشب و آں یازدہ تن بودند گفت راوی گفتم بانس اما طاقت داشت آں را گفت انس بودیم ما کہ سے گفتم بیان خود کہ دادہ شدہ است قوت آنحضرت را سی مرد رواہ البخاری و در بعض روایات قوت اربعین مرد از مردان بہشت و آمدہ است کہ ہر مرد از مردان بہشت قوت صد کس باشد۔

(مدارج جلد اول ص ۳۲)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ قوت اور زور بازو عنایت فرمایا تھا کہ دینا کے نامی پہلو ان آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ محمد بن اسحاق نے اپنی کتاب میں

نقل کی ہے کہ مکہ معظمہ میں رُکّانہ نامی ایک مشہور پہلوان تھا جو بڑا شہ زور فتنہ کشی میں ماہر اور یکتا تھا۔ مختلف شہروں سے پہلوان اس سے کشتی لڑنے کے لئے آتے۔ رُکّانہ ہر ایک کو گرا دیتا تھا۔ ایک روز مکہ معظمہ کی ایک گھاٹی میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا۔ آپ نے فرمایا۔ اے رُکّانہ خدا سے نہیں درتا۔ کیوں میری دعوت اسلام قبول نہیں کرتا۔ رُکّانہ نے کہا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی صداقت پر کوئی گواہ پیش کر دو۔ فرمایا۔ اگر میں کشتی میں تجھے بچھاؤں تو ایمان لائے گا۔ رُکّانہ نے کہا ہاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اچھا تیار ہو جا۔ کشتی شروع ہو گئی۔ آپ نے اسکو پکڑ کر زمین پر بچھاؤ دیا۔ اس کی ساری شیخی خاک میں ملا دی۔ رُکّانہ تیران ہو گیا۔ دوبارہ کشتی لڑنے کی درخواست پیش کی۔ دوسری مرتبہ بھی آپ نے اس کو گرا دیا۔ تیسری مرتبہ رُکّانہ نے پھر کشتی کی۔ آپ نے اسے تیسری مرتبہ بھی بچھاؤ دیا۔ رُکّانہ نے متعجب ہو کر کہا۔ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تیری عجیب شان ہے۔ (مدارج ص ۶۴، شفاء ص ۴۷، انوار محمدیہ ص ۲۳۴)

عرب شریف میں ایک اور پہلوان تھا۔ جسکا نام ابو الاسود جمہی تھا۔ بڑا شہ زور تھا۔ لکھتے ہیں کہ اگر وہ گائے کے چرے پر کھڑا ہو جاتا۔ اور دس مرد اس چرے کو کھینچتے تاکہ چرہ اس کے قدم سے نکال دیں۔ تو چرہ پھٹ جاتا۔ مگر اس کے پاؤں سے نہ نکل سکتا۔

اس نے ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم سے کشتی کرنے کی درخواست کی اور کہا کہ اگر آپ مجھ کو بچھاؤں گے تو میں آپ کے ساتھ ایمان لادوں گا۔ آپ نے اسکی درخواست قبول فرمائی۔ کشتی ہوئی۔ آپ نے اسکو خوب بچھاؤ مگر وہ بد قسمت ایمان نہ لایا۔ (مدارج جلد اول ص ۶۶، انوار محمدیہ ص ۲۳۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت کا بیان حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے سنئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

میں نے چلنے میں رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے کسی کو زیادہ تیز رفتار نہیں
دیکھا۔ گویا کہ زمین آپ کے لئے
لیٹ دی جاتی ہے۔ شکم اپنے
آپ کو مشقت میں ڈال دیتے مگر
آپ کو پرواہ بھی نہ ہوتی۔

مَا أَيْتَ أَحَدًا أَسْرَعَ فِي
مَشْيِهِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا تَمَّا الْأَرْضُ تَطْوِي
لَهُ إِنَّا لَنَجْهَدُ الْفُسْأَادَ أَتَّه
لَعَلَّ مَكْرُوتٍ (رواه الترمذی
(مشکوٰۃ ص ۵۱۸)

حضرات! یہ جو کچھ لکھا گیا ہے آپ کی ظاہری طاقت کا ایک کہشمہ تھا۔
مگر آپ کی روحانی اور باطنی طاقت و قوت کا تو کوئی اندازہ ہی نہیں حضرت
شیخ محقق عبدالقوی محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

یہ کمال آپ کی قوت جسمانی کا ہے۔
مگر آپ کی قوت روحانی اتنی تھی۔
کہ آسمان کو حرکت کرنے سے روک
دیتے تھے۔ بلکہ اس کو اس کی حرکت
کے خلاف چلاتے تھے جیسا کہ شمس کو
غروب کے بعد واپس لوٹانا جو حدیثوں
میں آیا ہے ظاہر کرتا ہے۔

ایں کمال قوت جسمانی اوست و
قوت روحانی آنحضرت خود آنچنان
بود کہ آسمان را از حرکت باز میداشت
بلکہ بر خلاف حرکتش میبرد چنانکہ
از در شمس بعد از غروب کہ در احادیث
آمده است ظاہر میگردد۔
(مدارج جلد دوم ص ۳۲)

اے طاقت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے منکر۔ حدیث دانی کے
دعویدار۔ تم کو ہمارا رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عاجز بندہ

متنبیہ

نظر آتا ہے۔ آؤ محدث دہلوی کے اس کلام کو سنو۔ جو انہوں نے حدیث پاک
سے سمجھی ہے۔ یہ ہے حدیث دانی اور یہ ہے علم و فضل کا کمال معلوم ہوتا ہے
کہ اللہ تعالیٰ نے منکروں کو حدیث کا فہم عنایت ہی نہیں فرمایا۔ اگرچہ وہ اسکا
دعوئی بھی کرتے ہوں۔ مگر وہ اپنے دعوئی میں جھوٹے ہیں۔

آپ کی شجاعت آپ اتنے دلیر اور شجاع تھے۔ جن خطرناک مقامات پر

بڑے بڑے دلادر پیٹھ پھیر جاتے۔ آپ بڑی دلیری سے ثابت قدم رہتے۔ اب آپ صحابہ کی زبان سے آپ کی شجاعت سنیے۔ اور داد دیجئے۔
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں

سے زیادہ خوبصورت اور سب سے

زیادہ سخی اور زیادہ شجاع تھے۔ ایک

رات مدینہ شریف کے لوگ ڈر گئے۔

(جیسا کہ کوئی چور یا دشمن آجائے)

لوگ آواز کی جانب گئے۔ پس نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے آگے

سے تشریف لائے۔ حالانکہ آپ

لوگوں سے پہلے آواز کی طرف تشریف

لے گئے تھے۔ فرمایا لگے کوئی خوف

نہ کرو۔ کوئی خوف نہ کرو۔ آپ ابو طلحہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے پر

سوار تھے جو برہنہ پشت تھا۔ اور

اس کا ٹھی نہیں تھی۔ آپ کی مبارک

گردن میں تلوار تھی۔ پس آپ نے

فرمایا تحقیق میں نے اس گھوڑے کو

دریا کی مثل پایا۔

كَانَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ النَّاسِ وَلَقَدْ

كَرَعَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ

فَأَنْطَلَقَ النَّاسُ حَيْلَ الصَّوْتِ

فَأَسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ

رَأَى الصَّوْتِ وَهُوَ يَقُولُ لَكُمْ

تَرَاغُؤُكُمْ تَرَاغُؤُكُمْ وَهُوَ

عَلَى فَرَسٍ لِأَجْنِي طَلْحَةَ عُرَيْبِي

مَا عَلَيْهِمْ سَرْجٌ وَفِي عُنُقِهِ سَيْفٌ

فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُهَ بَجْرًا -

متفق علیہ (مشکوٰۃ ص ۵۱۸)

حدیث بالا میں تصریح موجود ہے کہ آقا و مولا صلی اللہ علیہ

وسلم سب سے زیادہ شجاع ہیں۔ نیز واقعہ بیان کر کے ثابت کیا

کہ آپ تمام لوگوں سے زیادہ دلیر تھے۔ ساتھ ہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

فائدہ

وسلم کی برکت معلوم ہو گئی۔ کہ وہ گھوڑا پہلے سست رفتار تھا۔ آپ کے سوار ہونے کے بعد تیز رفتار ہو گیا۔ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

جس شخص کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد حاصل ہو جائے۔ تو اگر وہ لاشمی ہوشی ہو جائیگا اگر عاجز ہوگا۔ غالب ہو جائیگا۔ اگر سست ہوگا۔ بلند ہو جائیگا۔ اگر کمزور ہوگا تو قوی ہو جائیگا۔ (بیت)

ہر کس را در چسبیرا کہ یاری دهد و گاری
از آنحضرت بود اگر لاشمی باشد شمی
میگردد و اگر نیروی بود غالب شود و
اگر سست بود بلند گردد و اگر ضعیف
بود قوی گردد۔ (بیت)

یا رسول اللہ تو مجھے دل عطا فرما تو میں
دلیر بن جاؤں گا، تو مجھے اپنی لامٹری
بنائے تو میں شیر بن جاؤں گا۔

تو مراد وہ دلیل ہے بود!
رو بہ خویش خواں و شیرے میں
(اشعۃ اللمعات جلد رابع ص ۱۶۲)

حضرات! مضمون کچھ طویل ہو گیا ہے۔ اس لئے آخر میں ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو آپ کی شجاعت پر اول دلیل ہے۔

ابو اسحاق (تابعی ہیں) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص نے حضرت برادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحابی ہیں) کو کہا ہے ابو عمارہ (کنیت برادر کی ہے) تم حنین کے روز بھاگ گئے تھے۔ فرمایا نہیں۔ خدا کی قسم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پشت نہیں پھری تھی۔ لیکن آپ کے اصحاب کے نوجوان جن کے پاس زیادہ ہتھیار

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ
لِلْبُرَاءِ يَا أَبَا عُمَارَةَ فَرَرْتُمْ
يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لَا وَاللَّهِ مَا وُلِي
سَأْئِلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَكْبَرُ خَرَجَ شَيْئَانِ أَضْحَا بِهِ
كَيْسَ عَلَيْهِمْ كَثِيرٌ سِلَاحٍ
فَلَقُوا قَوْمًا مِائَةً لَا يَكَادُ
يَسْقُطُ لَهُمْ سَهْمٌ فَرَشَقُوا هُمْ
دَسَقُوا مَا يَكَادُونَ يُحِطُونَ قَا

قَبِلُوا هَذَاكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى
بَقْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ وَأَبُو سَفِيَانَ
بْنِ الْحَكَمِ بْنِ يَفْوُودَةَ فَتَوَكَّأَ وَ
اسْتَنْصَى وَقَالَ

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَدِبَ
أَنَا بِنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ
ثُمَّ صَفَّهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَابْنُ أَبِي
مَعْنَاهُ - (مشکوٰۃ ص ۵۳۲)

نہ تھے۔ پس کفار کی قوم تیر انداز کو بے
قریب نہ تھا کہ ان کا تیر گرے۔ یعنی ان
کا نشانہ خطا نہیں جاتا تھا۔ پس انہوں
نے ان کو تیر مائے قریب نہ تھا کہ
وہ خطا کریں۔ پس نوجوان اس جگہ
سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی
طرف متوجہ ہوئے۔ اور رسول پاک
صلی اللہ علیہ وسلم سفید خچر پر سوار تھے
اور ابوسفیان بن حارث آپ کو
یعنی آپ کی سواری کھینچ رہے تھے
پس آپ نیچے اترے اور اللہ تعالیٰ
سے مدد مانگی اور فرمایا میں نبی ہوں
اس میں کوئی جھوٹ نہیں ہے اور میں
عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ پھر آپ نے
انکی صف بندی کی۔

نیز براہین عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی شجاعت ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

خدا کی قسم جب جنگ سخت ہو جاتی تو ہم
لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پناہ
ڈھونڈتے تھے۔ اور بے شک ہم میں
سے بڑا دلیر وہ ہوتا تھا۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے برابر کھڑا ہوتا۔

كُنَّا وَاللَّهِ إِذَا أَحْمَرَ الْكِبَادُ
تَنَقَّيْ بِهِ وَرَأَى الشَّجَاعَ مِنَّا
لَكِنَّنِي يُجَادِي بِهِ كِعَبِي النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي
وَمُسْلِمٌ - (مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۲)

الغرض ہمارے مولا و آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدا داد قوت و شجاعت بے انداز ہے

انسان کی زبان و قلم کو طاقت ہی نہیں جو آپ کی طاقت پورے طور پر بیان کر سکے۔

پندرہواں وعظ

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک پسینہ اور فضلات خوشبودار تھے

قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ

حضرات! علمائے مفسرین فرماتے ہیں کہ ایک قرآنہ تو انْفِسِكُمْ ضمہ فاد کے ساتھ ہے اور ایک قرآنہ انْفِسِكُمْ فتمہ فا کے ساتھ ہے۔ اگر فتحہ فاد کے ساتھ ہو تو معنی یہ ہوگا۔ کہ بے شک تشریف لائے رسول معظم جو تم میں زیادہ نفیس ہیں۔ ہمارا پسینہ اور فضلات (پیشاب و پاخانہ) بدبودار ہوتا ہے۔ مگر قربان اس آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ آپ کا پسینہ خوشبودار تھا اور آپ کے فضلات پاک ہی نہیں تھے۔ بلکہ خوشبودار بھی تھے۔ اس لئے خود رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے پاس رسول پاک تشریف لائے جو تم سب سے زیادہ نفیس ہیں۔

آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک پسینہ اسقدر خوشبودار کہ مدینہ کے لوگ اس کو بطور

آپ کا مبارک پسینہ

خوشبو استعمال کرتے تھے۔ حضرت شیخ محقق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوت میں لکھتے ہیں۔

ایک مرد نے چاہا کہ اپنی لڑکی خادانہ کے گھر بھیجے۔ اس کے پاس خوشبو نہ تھی۔ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ کوئی شئی عطا کریں۔ کوئی چیز حاضر نہ تھی۔ پس ایک شیشی منگائی اور اس میں خوشبو ڈالی۔ پھر اپنے جسم پاک کا تھوڑا سا پسینہ مبارک شیشی میں ڈال کر فرمایا۔ کہ اس شیشی میں خوشبو

مروجہ میخو است کہ دختر خود را بجانہ شوم فرستد۔ طیب نداشت۔ پیش آنحضرت آمد تا چیزے عطا کند۔ چیزے حاضر نہ بود پس شیشہ طلبید و طیب انداخت دروے۔ پس پاک کرد از جسد شریف خود از مرق در شیشہ انداخت و گفت بیند از دریں شیشہ طیب و بفرماورا کہ طیب کند بایں۔ پس

بلا داد اور اپنی لڑکی کو کہہ دو کہ وہ اس سے خوشبو استعمال کرے پس جب وہ عورت اس سے خوشبو لگایا کرتی تھی تو تمام مدینہ کے لوگ وہ خوشبو سونگھتے تھے۔ انہوں نے ان کے گھر کو خوشبو داروں کا گھر نام رکھا تھا۔

بود آں زن چوں میکرد بدایں سے
بوئید تداہل مدینہ آرزو نام کردند خانہ
ایشاں را بیت الطیبین۔

(مدارج جلد اول ص ۲۹)

نیز یہ روایت ابوالوار محمدیہ کے ص ۲۱ پر بھی ہے۔

حضرت انس کی والدہ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام سلیم کے پاس تشریف لاتے اور قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ ام سلیم چڑے کا بھوننا بچھاتی تھیں۔ آپ اس پر قیلولہ فرماتے۔ آپ کو پسینہ بہت آیا کرتا تھا۔ پس ام سلیم آپ کا پسینہ جمع کرتی اسکو خوشبو میں لاتی تھی۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ يَأْتِيهَا فَيَقِيلُ عَلَيْهِ وَر
كَانَ كَثِيرَ الْعَرَقِ فَكَانَتْ تَجْمَعُ
عَرَقَهُ فَتَجْعَلُهُ فِي الطَّيِّبِ فَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا
أُمَّ سَلِيمِ مَا هَذَا قَالَتْ عَرَقًا
تَجْعَلُهُ فِي طَيْبٍ وَهُوَ مِنْ طَيْبِ
الطَّيِّبِ مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ۔ (مشکوٰۃ ص ۵۴)

(بیدار ہو کر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ام سلیم یہ کیا ہے عرض کی۔ آپ کا پسینہ ہے اس کو اپنی خوشبو میں ملاتے ہیں کیونکہ آپ کا پسینہ خوشبو تریں خوشبو ہے

حضرات ہم لوگ گلاب کے پھول کو سونگھتے ہیں اور اس سے

خوشبو محسوس کرتے ہیں۔ بھلا یہ بھی معلوم ہے۔ کہ کچھول

گلاب میں خوشبو کہاں سے آگئی ہے۔ دراصل یہ گلاب کے پھول میں بھی ہمارے

فائدہ

مولانا آقا علی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پسینہ کا اثر ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ بھول
گلاب حضور اقدس صلی اللہ علیہ
وسلم کے مبارک پسینہ سے پیدا ہوا
ہے۔ نیز یہ بھی آیا ہے کہ آپ نے
فرمایا کہ معراج کی دایسی کے بعد میرے
پسینے کا ایک قطرہ زمین پر گر گیا اس
سے گلاب پیدا ہوا۔ جو شخص میری
خوشبو سونگھنا چاہے وہ بھول گلاب
کو سونگھے۔

بدانکہ در بعضے احادیث آمدہ کہ گل
سرخ پیدا شدہ است۔ از عرق
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیز آمد۔
است کہ فرمود بعد از رجوع از معراج
قطرہ از عرق من بر زمین افتاد و روئید
ازاں گل سرخ ہر کہ خواہد کہ بوید پوشت
مرا باید کہ بوید گل سرخ را۔
(معارج جلد اول ص ۳)

حضرات! ہمارا خون
ناپاک ہے مگر ہمارے

خون مبارک پاک اور باعث برکت ہے

رسول پاک کا خون مبارک پاک ہے۔ اور اسکا پینا باعث برکت ہے۔
شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ایک حجام نے آپ کو سگی لگائی۔
پس آپ کا خون باہر لے گیا اور اس
کو پی لیا۔ آپ نے پوچھا خون کا کیا
کیا۔ عرض کی باہر لے گیا تھا تا کہ اسکو
پوشیدہ کر دوں مگر مجھے یہ پسند نہ
آیا کہ آپ کا خون زمین پر گرے اور اس
پس اس کو اپنے شکم میں پوشیدہ کر دیا
آپ نے فرمایا تو نے غدر پیش کیا

حجامے حجامت کر دے آنحضرت را
پس بیرون برد خون را و فرو برد او
را در شکم خود پر سید آنحضرت چکار کردی
خون را گفت بیرون بردم تا پنہاں
کنم آنرا نخواستم کہ خون ترا بر زمین ریزم
پس پنہاں بردم آن را در شکم خود
فرمود بتحقق غدر کردی و ظالم باشی
نفس خود را یعنی از امراض و بلا۔

(مدارج جلد اول ص ۳۱، انوار محمدیہ) اور اپنے آپ کو بیماریوں سے محفوظ کر دیا۔

آپ کا دم محبت سے پی جانے سے مسلمان جنتی بن جاتا ہے۔ سینے۔

لَمَّا جُرِحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْعَ جُرْحِهِ مَا لَكَ وَالِدُ ابْنِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيُّ حَتَّى أَلْقَاهُ وَ لَاحَ أَيُّمَنْ قَالُوا وَجَعَهُ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ لَا أَلْحَهُ أَبَدًا ثُمَّ أُرْدِيَ كَمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا۔

جب (بلو م احمد) سر درد دو جہاں صلے اللہ علیہ وسلم زخمی ہوئے تو حضرت مالک بن سنان والد ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کے زخم کو چوس کر صاف کر دیا وہ سفید نظر آنے لگا۔ لوگوں نے کہا اس کو اپنے منہ سے ڈال دو۔ کہا۔ نہیں اللہ کی قسم میں کیسی بھی اس کو اپنے منہ سے نہ ڈالوں گا۔ پھر انہوں نے اس خون کو پی لیا۔ تو برکار نے فرمایا جو شخص جنتی مرد دیکھنا چاہے۔ اس کو دیکھ لے۔

(انوار محمدیہ ص ۳۱، مدارج جلد اول ص ۳۱، وشفاء)

(سبحان اللہ حضور کا خون پینے والا جنتی ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اور انسانوں کا

خون پینا حرام ہے اور اس پر نص وارد ہے)

سر درد دو عالم نور مجسم صلے اللہ علیہ وسلم کا

آپ کا بول و براز امت کے حق میں پاک ہے

بول و براز امت کے حق میں پاک ہے۔ بدن یا کپڑے پر لگ جائے تو پلید نہ ہوگا۔ اور بول کا پینا بھی جائز ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اہل علم سے ایک قوم نے فرمایا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

فَقَدْ قَالَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ بِطَهَارَةِ هَذَيْنِ الْخَدْرِيِّينِ

کابل و بلراج پاک ہے۔ یہی قول بعض
شوافع کا ہے۔

مِنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
هُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ
(شفاء ص ۱۷۱ جلد اول)

حضرت یوسف اسماعیل نبھانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ان حدیثوں میں حضور علیہ الصلاۃ
والسلام کے پیشاب اور دم کی طہارت
بہر دلیل ہے۔

شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے
کہ فضلات حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم کی طہارت پر کثیر دلائل
ہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی
حسین سے نقل کیا ہے کہ زیادہ صحیح
یہ بات ہے کہ آپ کے تمام فضلات
دخون پاک ہیں۔

ادو امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کا یہی قول ہے جیسا کہ عینی نے
کہا ہے۔

حضرت شیخ عبدالمقصد مدنی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

یہ حدیثیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ
وسلم کے پیشاب و خون کی طہارت
بہر دلالت کرتی ہیں۔ باقی فضلات کو
بھی اس پر قیاس کرتے ہیں یعنی شارب
صحیح بخاری کہ حنفی مذہب ہے کہا

دریں احادیث دلالت است بر
طہارت بول و دم آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم و بریں قیاس سائر فضلات
و یعنی شارب صحیح بخاری کہ حنفی مذہب
است گفتہ کہ بہیں قائل است

امام ابوحنیفہ و شیخ ابن حجر گفتہ کہ دلائل متکاثرہ و متظاہرہ طہارت فضلات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔
(مدارج جلد اول ص ۲۲)

ہے کہ امام ابوحنیفہ کا یہی قول ہے اور شیخ ابن حجر نے کہا ہے کہ کثیر دلائل آپ کے فضلات کی طہارت پر موجود ہیں۔

حضور سرپا نور صلی اللہ علیہ وسلم جب قضاے حاجت فرماتے تو زمین بچھتے

آپ کا بول و براز خوشبو دار تھا

جاتی اور آپ کا بول و براز نکل جاتی اور وہاں سے خوشبو آتی۔
(مدارج جلد اول ص ۳، انوار محمدیہ ص ۲۱۸، شفاء ص ۴)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی۔ یا رسول اللہ آپ بیت الخلا میں تشریف لے جاتے ہیں۔ مگر ہم وہاں کوئی پلیدی نہیں دیکھتے فرمایا۔ اے عائشہ تو نہیں جانتی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام سے جو چیز نکلتی ہے زمین اسکو نکل جاتی ہے۔ لہذا کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ (مدارج جلد اول ص ۳، شفاء ص ۴)

حضرات! آپ کا بول (پیشاب) اتنا پاکیزہ اور خوشبو دار تھا کہ اگر کوئی بوقت پی جاتا اس کے بدن سے خوشبو آیا کرتی تھی۔

ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب مبارک پی لیا تو جب تک زندہ رہا۔ اس کے بدن سے خوشبو آتی تھی۔ اور اس کی اولاد سے بھی کئی پیرھیوں تک خوشبو آتی رہی۔
(مدارج جلد اول ص ۲۱، مظاہر حق جلد اول ص ۱۲۵)

آپ کا بول مبارک باعث شفا ہے

آپ کا بول پی لینے سے پیٹ کی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک عادت تھی کہ رات کو اپنی چارپائی کے نیچے ایک پیالہ رکھتے تھے۔ کہ رات کو اس میں پیشاب کیا کرتے تھے (یہ امرت

کے بوڑھوں کے لئے ایک قسم کی تعلیم تھی ایک رات اس پیالہ میں پیشاب کیا۔
 جب صبح ہوئی فرمایا اے ام ایمن اس پیالہ میں جو کچھ ہے۔ اسکو باہر گرا دو۔ مگر پیالہ
 بالکل خالی تھا۔ اس میں کچھ بھی نہ تھا۔ تو ام ایمن نے عرض کی۔ یا رسول اللہ میں پیاسی
 تھی (لا علمی) میں اسکو پی لیا ہے۔ آپ نے قسم فرمایا اور کہا اے ام ایمن تیرا پیچہ کبھی
 درد نہیں کرے گا۔ (مدارج جداول ص ۱۳، شفاء ص ۱۰۷، انوار محمدیہ ص ۲۱۹)
 نیز ایک عورت بیکتہ نام والی تھی۔ جو آٹانے دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 گیا کرتی تھی۔ ایک دن اس نے آپ کا پیشاب پی لیا تو حضور اقدس صلے اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا کہ تو کبھی بھی بیمار نہ ہوگی۔ پس وہ عورت عمر بھر بیمار نہ ہوئی۔ (مدارج جداول ص ۱۳)

سولہواں عظم

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء شریفہ کا حسن و جمال

قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَالصُّلْحَى وَالصُّلْحَى إِذَا سَبَخَ - پارہ ۳۰

ترجمہ:- محبوب کے رخ انور کی قسم اور قسم سے محبوب کی زلفوں کی
 جب چہرے پر چھا جائیں۔ (تفسیر عزیزی ص ۱۲۱)

حضرات! ہمارے آقا و مولا کا ہر عضو اپنے حسن و جمال میں بے مثال ہے۔

قرآن پاک نے کسی انسان کے اعضاء کو تفصیلاً بیان نہیں فرمایا۔ مگر اپنے

محبوب کے عضو عضو کو بیان فرمایا ہے۔ بعض عضو مبارک کو دو دفعہ بھی بیان

کیا ہے۔ چہرے مبارک کا ذکر اس طرح

قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ

فِي السَّمَاءِ - پارہ ۲۰

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ - پارہ ۲۴

فَمَا تَمَّا يُسْرَرُ فَآهٌ بِلسَانِكَ

پارہ ۲۵

مَا تَرَاعُ الْبَصْمُ وَمَا لَطْفِي - پارہ ۲۷

زبان پاک کو اس طرح ذکر کیا

زبان مبارک کو دو بارہ اس طرح ذکر

فرمایا۔

انگہ مبارک کو اس طرح ذکر فرمایا۔

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ

عُنُقِكَ ۱۵ پارہ

الْمَكْشُوحِ لَكَ صَدْمًا ۳۰ پارہ

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا سَأَىٰ ۲۷ پارہ

نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَىٰ

قَلْبِكَ ۱۹ پارہ

وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ الَّذِي أَنفَقَ كَنَفِكَ

ہاتھ اور گردن مبارک کو اس طرح

ذکر کیا۔

سینہ مبارک کو اس طرح ذکر فرمایا

قلب مبارک کو یوں ذکر کیا

قلب مبارک کا دوبارہ یوں ذکر

فرمایا۔

پشت مبارک کو اس طرح ذکر کیا

چہرہ اقدس کا بیان

آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور جمال
الہی کا شیشہ تھا۔ اور انوارنا متناسی کا مظہر

تم تھا۔ اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ہو تو چہرہ مصطفیٰ کو دیکھ لو۔ خود حضور اقدس صلی
اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَنْ سَأَأَنِي فَقَدْ سَأَ الْحَقَّ۔ جس نے مجھے دیکھا
اس نے اللہ کو دیکھ لیا۔ کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جمال الہی کا شیشہ
اور مظہر تم ہیں۔ (مدارج جلد اول ص ۵۷)

چہرہ انور انور الہی کا بجلی گاہ تھا۔ کہ غیر مسلم چہرہ انور دیکھ کر مسلمان ہو جاتے
حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چہرہ انور کو دیکھا اور کہا کہ یہ چہرہ
کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ فوراً مسلمان ہو جاتے ہیں۔ یہ چہرہ انور جس کی قسم
اسکا خالق کھاتا ہے اور فرماتا ہے۔

محبوب کے چہرہ انور کی قسم اور قسم ہے

اسکی زلفوں سیاہ کی جب کہ اس چہرہ

پر چھا جائیں۔

وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ

۳۰ پارہ

وچہرہ اقدس جسکو خود اس کا خالق نظر رحمت سے دیکھتا ہے۔ قرآن مجید

فرماتا ہے

تحقیق ہم آپ کے چہرہ کو دیکھ رہے

قَدْ نَرَىٰ تَقْدِيبَ وَجْهِكَ فِي

السَّبْمَاءُ پارہ ۲
ہیں جو بار بار آسمان کی طرف اٹھتا ہے۔
وہ چہرہ مصطفیٰ جو سورج اور چاند کی طرح چمکدار تھا۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب کسی نے پوچھا تو فرمایا۔
قَالَ سَجَلٌ وَجْهُهُ مِثْلُ السَّيْفِ
كَأَنَّ لَابِكُ كَانَ مِثْلُ الشَّمْسِ
وَالْقَمَرِ وَكَانَ مُنْسْتَدِيرًا۔
کسی نے پوچھا کہ آپ کا چہرہ تلوار کی
مانند تھا۔ فرمایا نہیں۔ بلکہ آفتاب اور
چاند کی طرح چمکدار اور گول تھا۔

(مشکوٰۃ ص ۱۵۵)

وہ چہرہ انور جس سے بڑھ کر کوئی حسین چہرہ پیدا نہیں ہوا۔ حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

مَا سَأَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ
تَسْمُؤِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَأَنَّ الشَّمْسَ تَجِيحَانِي وَجْهَهُ
میں نے حضور اقدس سے کسی کو زیادہ
خوبصورت نہیں دیکھا۔ گویا کہ سورج
آپ کے چہرہ میں آ رہا ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۱۵۸)

وہ مبارک چہرہ کہ وقتِ مسرت چمک اٹھتا تھا۔ حضرت کعب بن مالک
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

كَانَ سَأَسْأَلُ اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ إِذَا سُرَّ اسْتَنَاسًا وَجْهَهُ
حَتَّى كَأَنَّ وَجْهَهُ قِطْعَةً قَمَرٍ
وَلَنَا لَعَرْنَا ذَلِكَ مُتَّفِقِينَ عَلَيْهِ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب مسرت
میں آتے تو آپ کا چہرہ جلمگا جاتا تھا
یہاں تک کہ آپ کا چہرہ چاند کا
حکمران بن جاتا تھا۔

(مشکوٰۃ ص ۱۵۸)

اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔
كَانَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سُرَّ
تَبَرَّقَ اسْتَرِيحًا وَجْهَهُ كَأَنَّهُ
جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم خوش
ہوتے تو آپ کے چہرے کی لکیریں

چمک اٹھتی تھیں کہ چاند کا ٹکڑا ہے - قِطْعَةٌ قَمَرٍ -

(انوار محمدیہ ۱۹۵، مدارج جلد اول ص ۷)

ایک ہمدانی عورت صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

حَجَّتْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهَا تَسْبِيحِيهِ
قَالَتْ كَأَلْقَمِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَمْ
أَرُ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ كَمِثْلَهُ
(انوار محمدیہ ۱۹۶، مدارج جلد اول ص ۷)

میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہمراہ حج کیا۔ میں نے کہا۔ آپ
کی چہرے کی وصف بیان کر۔ اس
نے کہا کہ (آپ کا چہرہ) چودھویں
رات کے چاند کی مانند تھا۔ میں
نے نہ آپ سے پہلے نہ بعد میں کسی
کو دیکھا۔ جو آپ کی مثل ہو۔

ابن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

يَتَلَدُّ لَدَا وَجْهَهُ تَلَدًا كَلَوْ الْقَمَرِ
لَيْلَةَ الْبَدْرِ - (انوار محمدیہ ص ۱۹۶)

آپ کا چہرہ اقدس ایسا چمکتا تھا۔
جیسا کہ چودھویں رات کا چاند
چمکتا ہے۔

ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک لب یا لبیک
اور خوبصورت تھے۔ گویا گلاب کے پھول کی پتیاں

مبارک لب

تھیں۔ ہر وقت ان لبوں پر تبسم رہتا تھا۔

علامہ طبرانی روایت کرتے ہیں۔

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَحْسَنَ عِبَادِ اللَّهِ شَفْتَيْنِ
(انوار محمدیہ ص ۲)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک
لب تمام بندگان خدا سے زیادہ
خوبصورت تھے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت مبارک
نورانی چمکدار تھے۔ گویا موتیوں کی لڑیاں تھیں ان کے

دندان مبارک

درمیان کھڑکیاں تھیں۔ جن سے نور جھڑتا تھا۔ ابن ابی مالہ اللہ تعالیٰ عنہ
آپ کے مبارک دانتوں کے متعلق فرماتے ہیں۔

أَشْدَبُ مُفْلِمِ الْأَسْنَانِ
آپ کے مبارک دانت رونق دار
(الوار محمدیہ ص ۱۹۹، مدارج جلد اول ص ۱۱۱) (چمکیے) اور کشادہ تھے۔

آپ کے دانت اتنے چمکیے اور نورانی تھے کہ ان سے نور جھڑتا تھا۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَفْلَحَ النَّبِيِّينَ إِذَا تَكَلَّمَ
سُرَّأَى كَالنُّورِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ
سِنِّيَايَاهُ رِوَاهُ الْمَدَامِي
رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے
اگلے دو دانت کشادہ تھے۔ جب کلام
فرماتے تو آپ کے دونوں دانتوں
سے نور نکلتا تھا۔

(مشکوٰۃ ص ۵۱۸)

جب آپ ہنستے تو آپ کے دانتوں سے اتنا نور نکلتا کہ دیواریں چمک جاتی تھیں
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

كَانَ الشَّمْسُ تَجْرِي فِي
وَجْهِهِ وَإِذَا ضَمِكَ يَتَلَأَلُ
نُورُهُ فِي الْيُحْدَامِ - (شفا ص ۳۹)
نشر الطیب ص ۱۱، مدارج جلد اول ص ۱۱۱
حضور نور صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرہ
انور میں سورج جاری ہوتا تھا۔ اور
جب ہنستے تو آپ کے نور سے
دیواریں چمک جاتی تھیں۔

آپ کا لعاب دہن خوشبودار۔ شہد سے زیادہ میٹھا اور
عاشقوں اور بیماروں کے لئے شفا ہے۔

لعاب دہن

جس چیز میں آپ کا لعاب مبارک پڑ جاتا
خوشبودار ہو جاتی۔ - روایت ہے۔

لعاب مبارک کی خوشبو

حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے
ایک کنویں میں کلی فرمائی جس سے

حَمَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهِ
فَفَاحَ مِنْهَا سَائِحَةُ الْمَسْكِ

(الوار محمدیہ ص ۲، مدارج جلد اول ص ۱۱) اس کنوئیں سے کستوری کی خوشبو آنے لگی۔
امام طبرانی روایت کرتے ہیں۔

دَخَلَتْ عَلَيْهِ عُمَيْرَةُ بِدُنْتٍ
مَسْعُودِيٍّ وَأَخْوَأَتْهَا بِأَيْدِيهَا
وَهُنَّ خُمُسٌ فَوَجَدَتْهُ يَا كَلْبُ
قَدِيدًا فَمَضَغَتْ لَهْتَ قَدِيدَةً
فَمَضَغْنَهَا كُلَّ وَاحِدَةٍ قِطْعَةً
فَلَقِيْنِ اللّٰهَ وَمَا وَجِدْنَا قَوَاهِمَهُنَّ
خُلُوفٌ - (الوار محمدیہ ص ۲)

آپ کی خدمت میں عمیرہ بنت مسعود
بع اپنی بہنوں رضی اللہ تعالیٰ عنہن
کے حاضر ہوئی۔ اور یہ پانچ تمغیں۔
پس انہوں نے آپ کو خشک گوشت
کھاتے ہوئے پایا۔ آپ نے ان کو
وہ گوشت منہ میں چبا کر دیا۔
پس ان میں سے ہر ایک نے ایک
ایک ٹکڑا چبایا۔ تو اللہ تعالیٰ
کی رحمت کو ملاقی ہو گئیں مگر ان
کے منہ میں بدلہ کبھی بھی نہ آئی۔

حضرات! دیکھا۔ جو چیز ہمارے مولا و آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ کے
لعاب سے لگ جاتی ہے۔ وہ شئی خود خوب چودار ہو جاتی ہے۔ بلکہ دوسری چیز
کو بھی خوشبودار بنا دیتی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک لعاب
شہد سے زیادہ میٹھا اور شیریں تھا۔ جس چیز

لعاب کی شیرینی

میں پڑ جاتا۔ اسکو بھی شیریں بنا دیتا۔

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ کے
گھر کے کنوئیں میں (جو کھاری تھا)
اپنا لعاب ڈالا۔ تو (اتنا میٹھا ہو گیا)
کہ مدینہ منورہ میں اس سے زیادہ کوئی

لَبَسْتُ فِي بَيْتِي كَأَسْرَأَسٍ
فَلَمْ يَكُنْ بِالْمَدِينَةِ بَيْتًا
أَعَدَّ مِنْهَا -

(الوار محمدیہ ص ۲، مدارج جلد اول ص ۱۱)

کنواں میٹھانہ رہا۔

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب ایسا نورانی تھا۔
کہ جس بیمار کو دیا جاتا۔ شفا پاتا۔

لعاب کی شفاء

سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے
روز فرمایا۔ میں کل ایسے مرد خدا کو
جمعتہ ادوں گا۔ کہ اللہ تعالیٰ اسکے
ہاتھوں پر فتح عنایت فرمائے گا۔ جو
اللہ اور اس کے رسول کو درست رکھتا

ہے اور اللہ اور اس کا رسول اسکو
درست رکھتے ہیں۔ جبکہ صبح ہوئی تو
لوگ علی الصبح خدمت والا میں حاضر
ہوئے۔ اور ہر ایک یہ تمنا رکھتا تھا
کہ جمعتہ امجی عطا ہو۔ حضور نے فرمایا
علی بن ابی طالب کہاں ہیں۔ صحابہ عرض کی
یا رسول اللہ اس کی آنکھیں دکھتی ہیں،
فرمایا اس کو بلا لاؤ، پس ان کو بلا یا گیا تو
آپ نے ان کی آنکھوں میں لعاب ڈالی
پس وہ اچھے ہو گئے۔ کہ گویا ان کو درد تھا
ہی نہیں پھر آپ نے ان کو علم عطا فرمایا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا
مبارک لعاب شفا تھا اور شفا

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَا تُحْطَبِينَ
هَذِهِ الرَّايَةَ غَدًا سَاجِدًا
يَقْبُحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ مَحَبَّتِ اللَّهِ
وَرَسُولِهِ وَوَجِبَتِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ
فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدًا وَاعْلَى
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كُلُّهُمْ يُرْجُونَ أَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ
أَبْنُ عَلِيٍّ بَنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالُوا
هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ يُشْكِي عَيْنَيْهِ
قَالَ فَأَرْسَلُوا إِلَيْهِ فَأَتَى بِهِ
فَبَسَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي عَيْنَيْهِ فَبَرَأَ حَتَّى
كَانَ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ
الرَّايَةَ (مشکوٰۃ ص ۵۶۳)

لعاب مبارک کی غذائیت

کے علاوہ غذا بھی تھا۔ غذا بھی نفیس غذا تھا۔ جو جھوک اور پیاس میں دودھ
اور پانی کا کام دیتا تھا۔

علامہ محقق حضرت عبدالحق دہلوی و علامہ یوسف زہدانی لکھتے ہیں۔

ایک دفعہ دودھ پیتے بچوں کو رسالت
مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں پیش کیا گیا۔ تو آپ نے اپنا لعاب
مبارک ان کے منہ میں ڈال دیا
پس ایسے سیراب ہو گئے کہ اس
دن انہوں نے دودھ نہ پیا۔ ایک دن
امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت
پیاسے ہو گئے۔ تو سرکار نے اپنی زبان
اقدم کوان کے منہ میں رکھ دیا
امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے زبان کو چوسا تو سارا دن سیراب
رہے (کسی دودھ کی ضرورت نہ ہوئی)

ایک باری طفلان شیرخوارہ را نزد
آنحضرت آوردند پس انداخت آب
دہن خود را در دہنہائی ایشان پس
سیراب شدند و شیر نخوردند در
آن روز۔ روزے امام حسن مجتبیٰ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت تشنه
بود۔ پس آنحضرت زبان شریف
خود را در دہان دے نہاد و بکبید آن
را تمام آن روز سیراب بود۔
(ملاحج جلد اول ص ۱۱۱ انوار محمدیہ ص ۲)

ستر ہواں وعظ

مبارک آنکھوں و زلفوں کا حسن در بیاہ

قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى پاره ۲۷ سورہ نجم

ترجمہ:- آنکھ نہ کسی طرف پھیری نہ حد سے بڑھی۔
حضرات انسان منعیف النسیان ان مبارک آنکھوں کی صفت کیا بیان
کر سکتا ہے۔ جن آنکھوں نے ذات الہی کے جلوے دیکھے ہوں۔ اور جن کی ضعف
خود اسکا خالق فرماتا ہو۔ ارشاد ہوتا ہے۔

آنکھ یار کے جلوہ دیکھتے ہوئے
نہ کسی طرف پھیری نہ حد سے بڑھی۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى

مبارک آنکھیں بے حد خوبصورت تھیں اور ان کی پتلی سیاہ تھی۔ بغیر سرمہ لگائے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سرمہ لگا ہوا ہے۔ آنکھوں کی سفیدی میں سرخ ڈورے تھے۔ جو آنکھوں کے حسن و جمال کو چار چاند لگاتے تھے۔
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

أَذْبَعُ الْعَيْنَيْنِ أَهْدَىٰ بَدَنِ الشَّفَارِ (مشکوٰۃ ص ۵۱)
(آپ کی آنکھیں) سیاہ رنگ بڑی موٹی تھیں اور پلکیں دراز تھیں۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُلُجَ الْفُجِّ أَشْكَالَ الْعَيْنِ (مشکوٰۃ ص ۵۱)
آپ کا منہ کشادہ تھا۔ اور آنکھوں کی سفیدی میں سرخی ملی ہوئی تھی۔
آپ کی آنکھیں اندھیرے میں ایسا دیکھتی تھیں جیسا کہ روشنی میں دیکھتی۔ حضرت

مبارک آنکھوں کا کمال

عاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

كَانَ السَّبْتِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرَى فِي الظُّلْمَةِ كَمَا يَرَى فِي النُّورِ (شفاء ص ۲۳، انوار محمدیہ ص ۱۹۶)
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اندھیرے میں ایسا دیکھتے تھے۔ جیسا کہ روشنی میں دیکھتے تھے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرَى بِاللَّيْلِ فِي الظُّلْمَةِ كَمَا يَرَى بِالنَّهَارِ فِي النُّورِ۔ (انوار محمدیہ ص ۱۹۶)
اللہ کا پیارا رسول رات کے اندھیرے میں ایسا دیکھتے تھے جیسا کہ دن کی روشنی میں دیکھتے تھے۔

مدارج ص ۱۷۱

وہ مبارک آنکھیں دور والی شئی کو ایسا دیکھتی تھیں۔ جیسا کہ قریب والی شئی کو دیکھتی تھیں۔

كَانَ يَرَى مِنْ يَبِيدٍ كَمَا
حضور صلی اللہ علیہ وسلم دور سے ایسا

یٰوٰی مِنْ قَرِیْبٍ - دیکھتے تھے۔ جیسا کہ قریب سے
(نشر الطیب ص ۱۲) دیکھتے۔

۱:- آپ نے مدینہ منورہ میں ملک حبشہ میں نجاشی بادشاہ کا جنازہ دیکھا اور صحابہ کے ساتھ اسکی نماز جنازہ پڑھی۔

۲:- معراج شریف کے اعلان کے بعد جب کفار نے بیت المقدس کا نقشہ دریافت کیا تو آپ نے مکہ معظمہ سے بیت المقدس کو دیکھتے جاتے تھے اور قریش کو اسکا نقشہ بتاتے تھے۔

۳:- جب آپ نے مسجد نبوی کی تعمیر مدینہ منورہ شروع کی تو کعبہ معظمہ کو دیکھ کر مسجد کی سمت قبلہ درست فرمائی (شفاء ص ۲۲، نشر الطیب ص ۱۲)

۴:- ایک دفعہ زمانہ اقدس میں سورج کو گہرین لگا تو آپ نے صحابہ کے ساتھ نماز کسوف پڑھی۔ فراغت کے بعد صحابہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ۔ ہم نے آپ کو دیکھا۔ کہ آپ اس مقام میں کھڑے ہو کر کسی شے کو پکڑنے کا ارادہ فرمایا ہے۔ اور پھر آپ پیچھے ہٹ گئے۔ یہ کیا بات تھی۔ فرمایا میں نے جنت کو دیکھا اور ارادہ کیا کہ اسکا ایک خوشہ انگور پکڑوں۔ اگر اسکو پکڑتا تو تم اسے کھاتے رہتے۔ تو وہ خوشہ ختم نہ ہوتا۔ پھر فرمایا میں نے دوزخ کو دیکھا جو بہت بُرا منظر تھا۔ (مشکوٰۃ ص ۱۲۹)

سبحان اللہ۔ وہ مبارک آنکھیں مدینہ طیبہ سے جنت دوزخ کو دیکھتی ہیں جو جنت آسمانوں کے اوپر اور دوزخ تمام زمینوں سے نیچے ہے۔

۵:- حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نور مجسم صلے اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے۔ اور فرمایا۔ ان قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ ایک کو تو اس لئے۔ کہ وہ پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔ اور دوسرے کو جنین نخوری کی وجہ سے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۲)

فائدہ :- ان حدیثوں سے پتہ چلتا ہے۔ کہ آپ کی مبارک آنکھوں

سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ خواہ وہ دور ہو یا زمین میں چھپی ہوئی ہو۔ لہذا ان لوگوں کا قول مردود ہے جو کہتے ہیں کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں۔

علامہ محقق حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ایجا اشکالے آرند کہ در بعضے روایات
آمدہ است۔ کہ گفت آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کہ من بندہ ام۔ نمیدانم آنچه
در پس این دیوار است۔ جو ابش
آں است کہ این سخن اصلی ندارد
ورایت بدان صحیح نشدہ است
(مدارج جلد اول ص ۶)

لوگ (دوبانی) اعتراض کرتے ہیں کہ
بعض روایات میں آیا ہے کہ حضور
نے فرمایا کہ میں بندہ ہوں۔ میں نہیں
جاتا کہ دیوار کے پیچھے کیا ہے۔ اس
کا جواب یہ ہے کہ اس بات کی
کوئی اصلیت نہیں اور روایت اس
کے ساتھ صحیح وارد نہیں ہوئی۔
قربان جائیے۔ ان مبارک آنکھوں پر جو آگے پیچھے یکساں دیکھتی تھیں۔
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

صَلَّى بِنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمَّا قَضَى
صَلَوَتَهُ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بَوَّجْهِمْ
فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي أَمَاكُمْ
فَلَا تَسْبِقُونِي بِالتَّرْكَوعِ وَلَا
بِالتَّسْبُوحِ وَلَا بِالتَّقِيَامِ وَلَا بِأَيِّ
النَّوَافِلِ فَإِنِّي أُرَاكُمْ أَمَا حِي
وَمِنْ تَحْتِي۔ رواه مسلم۔

ایک روز ہم کو رسول پاک صلی
اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی جب
نماز پوری کی۔ ہماری طرف اپنے چہرہ
سے متوجہ ہوئے اور فرمایا اے لوگو!
بیشک میں تمہارا امام ہوں۔ مجھ سے
پہلے رکوع و سجدہ اور قیام اور انحراف
نہ کیا کرو۔ بیشک میں تم کو اپنے
آگے اور پیچھے سے (یکساں) دیکھتا
ہوں۔

(مشکوٰۃ ص ۱۱۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

ہم کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے نماز ظہر پڑھائی۔ آخری صفت
میں کسی نے نماز میں خرابی کی پس جب
آپ نے سلام پھیرا تو حبیب خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو آواز دی کہ
فلاں۔ کیا تو اللہ تعالیٰ سے نہیں
ڈرتا۔ کیا نہیں دیکھتا کیسے نماز پڑھتا
ہے بیشک تم گمان کرتے ہو کہ تمہارا
افعال مجھ پر پوشیدہ ہیں۔ بخدا
میں مجھے الیاد دیکھتا ہوں جیسا کہ
اپنے آگے۔

صَلَّىٰ بِمَا سَأَلَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَفِي مُؤَخَّرِ
الْعَقْمُونَ بِجُلٍّ فَأَسَأَ الصَّلَاةَ
فَلَمَّا سَلَّمَ سَأَدَاةً سَأَسُوعُ اللَّهُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا فُلَانُ
أَلَا تَتَّقِي اللَّهَ أَلَا تَرَىٰ كَيْفَ كُفِّتَ
أَنَّكَ تُرَوِّدُونَ أَنَّهُ يُخْفِي عَنِّي شَيْئًا
هَذَا تَصْنَعُونَ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَسْأَى
مَنْ كُفِّتَ لِمَا أَسْأَى مِنْ أَيْدِي
يَدَيْ - رواه أحمد (مشکوٰۃ ص ۶۶)

وہ مبارک آنکھیں جو صرف ظاہر ہی کو فقط نہیں دیکھتیں بلکہ باطن کو
بھی ملاحظہ فرماتی ہیں۔ اور دل کی پوشیدہ رازوں کو دیکھ لیتی ہے۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

بیشک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ
میرا قلب یہ ہے۔ بخدا مجھ پر تمہارا
خشوع اور نہ رکوع مخفی ہے تحقیق
میں تمکو اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تُرَوِّدُونَ قِبَلَتِي
هَهُنَا فَوَاللَّهِ مَا يُخْفِي عَلَيَّ حَشْرٌ
عَلِمْتُ وَلَا دُرُوكُمْ إِنِّي لَأَسْأَى مَنْ
رَأَى الظُّهْرَ (بخاری جلد اول ص ۹۵)

حضرات! خشوع دل کی ایک کیفیت کا نام ہے۔ جو نمازی

کو نماز میں حاصل ہوتی ہے۔ مگر نگاہ مصطفیٰ پر قربان جائیے کہ

فائدہ

وہ نمازی کے دل کا خشوع بھی دیکھ لیتی ہے۔

وہ نورانی آنکھیں کہ بیک وقت تمام عالم کو دیکھ لیتی ہیں۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ زَادِي فِي الْأَرْضِ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا ہے۔ پس میں نے تمام شرق و غرب کو ملاحظہ فرمایا۔

رواہ مسلم۔ (مشکوٰۃ ص ۵۱۲)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقات میں اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

حَاصِلُهَا أَنَّهَا طَوَى لَهَا الْأَرْضَ وَجَعَلَهَا جُمُوعَةً كَهَيْئَةِ كَيْفٍ فِي مِرَاةٍ لُظُومٍ
حاصل مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے زمین کو پست دیا ہے اور تمام زمین کو آپ کی آنکھوں کے سامنے ایسا کر دیا ہے جیسے ہاتھ کی تمبیلی۔

(حاشیہ مشکوٰۃ ص ۵۱۲)

فائدہ ثابت ہوا کہ تمام عالم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر ہے۔ ایک ذرہ بھی نظر پاک سے مخفی نہیں رسول پاک تو نبی الانبیاء ہیں۔ آپ کا مرتبہ تو بہت بلند ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم سے (اولیاء کرام) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے سے عالم میں ذرہ بھر بھی مخفی نہیں۔

ساتویں آسمانوں اور ساتوں زمینیں اولیاء کرام کی نظر کے سامنے ہوتی ہیں سیدی عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مَا السَّمَوَاتُ التَّمُوحُ وَالْأَرْضُونَ السَّابِعُ فِي نَظْرِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ إِلَّا كَحَلْقَةٍ مُلْتَقَاةٍ فِي فَلَاحَةٍ مِنْ
سات آسمان اور سات زمینیں مرد مومن کی نظر میں ایسے ہیں جیسا کہ ایک حلقہ جنگل میں پڑا ہوا پتھر۔

اکٹھریں - ابریز شریف ص ۲۴۲

حضرت راجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ فرماتے ہیں۔

حضرت عزیزال علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اس گروہ اولیاء کی نظر میں زمین دسترخوان کی طرح ہے اور ہم کہتے ہیں کہ مثل ناخن کے ہے کہ کوئی چیز ان کی نظر سے غائب نہیں۔

حضرت عزیزال علیہ الرحمۃ گفتہ اند کہ زمین در نظر ابن طائفہ چون سفرہ ایست و مایگوئیم کہ چون ناخن است پچ چیز از نظر ایشان غائب نیست (نغمات الانس ملا جامی)

بال مبارک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بال بہت خوبصورت تھے۔ بڑے سیاہ اور نرم۔ تھوڑے پھرے ہوئے۔ نہ بہت گھونگریلے نہ بالکل سیدھے۔ کبھی دوش مبارک تک کبھی نرمہ گوش تک اور بالوں کے درمیان مانگ نکالا کرتے تھے۔

صحابہ کے نزدیک حضور کے بالوں کی عظمت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

اجمعین کے ہاں حضور سر ایا نور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بال بڑے محبوب اور معظم تھے۔ ایک بال مبارک ان کے نزدیک تمام دنیا کے مال و متاع سے زیادہ پیارا تھا۔ حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

میں نے حضرت عبیدہ کو کہا کہ ہمارے پاس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند بال ہیں۔ جو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب سے ہم کو حاصل ہوئے۔ فرمایا میرے نزدیک حضور کا ایک بال بھی دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سے زیادہ محبوب ہے۔

قُلْتُ لِعُبَيْدَةَ عَ عِنْدَنَا مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْبَنًا هُ مِنْ قَبْلِ أَنَسٍ قَالَ لَإِنْ تَكُونُ عِنْدِي شَعْرَةٌ مِنْهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا - (انوار محمدیہ ص ۲۱۴)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حجام آپ کے بال اتار رہا تھا اور آپ کے ارد گرد آپ کے اصحاب طواف کر رہے تھے۔ وہ نہیں ارادہ کرتے تھے کہ بال مبارک گرے۔ مگر کسی مرد کے ہاتھ میں۔

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَلَّاقُ يَحْلِقُهُ وَأَطَافَ بِهِ أَصْحَابُهُ فَمَا يُرِيدُونَ أَنْ تَقَعَنَّ شَعْرَةٌ إِلَّا فِي يَدِ سَاجِلٍ - رواه مسلم -
(انوار محمدیہ ص ۲۱)

فائدہ! پتہ چلا کہ صحابہ کرام کے ذہنوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک بالوں کی اتنی عظمت تھی کہ زمین پر بال مبارک گرنے نہیں دیتے تھے۔ بلکہ اپنے ہاتھوں میں پکڑ لیتے ہیں تاکہ وہ بال مبارک ان کے لئے ذریعہ نجات بن جائیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے بال مبارک بطور تبرک اپنے صحابہ میں تقسیم کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بیشک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جبرہ کے پاس تشریف لائے اور لنگریاں ماریں۔ پھر اپنی منزل میں جو مٹی میں تھی تشریف فرما ہوئے اور قربانی ذبح فرمائی پھر حجام کو بلوایا اور دایاں حصہ سر کا اس کو پکڑا یا۔ اس نے اسکا حلق کیا پھر آپ نے ابو طلحہ انصاری کو بلایا اسکو یہ بال عنایت فرئے۔ پھر آپ نے بابا بن

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَى الْجُبَّةَ فَرَمَاهَا ثُمَّ أَخَى مَنِيْلَةَ رِيْمِيَّ وَنَحَرُ سَلَكَةَ ثُمَّ دَعَا بِالْحَلَّاقِ وَنَادَى الْعَالِقَ شَقَّهُ الْأَيْمَنَ فَحَلَقَهُ ثُمَّ دَعَا أَبَا طَلْحَةَ الْاَنْصَارِيَّ فَأَعْطَاهُ لِيَأْتِيَاهُ ثُمَّ نَادَى الشَّقَّ الْأَيْسَرَ فَقَالَ اِحْلُقْ فَحَلَقَهُ فَأَعْطَاهُ أَبَا طَلْحَةَ فَقَالَ ائْتِيَهُ بَيْنَ

التَّاسِ - متفق علیہ -

(مشکوٰۃ ص ۲۲۲)

حصہ حجام کو پیکر آیا اور فرمایا اسکو منڈو

اس نے اسکو منڈا پس آپ نے

ان کو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو دے کر

فرمایا کہ انکو لوگوں میں تقسیم کر دو

حضور سر پانور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک

بال با عیث برکت تھے۔ صحابہ کرام ان

سے برکت حاصل کرتے تھے۔ چنانچہ حاکم و دیگر محدثین روایت کرتے ہیں

کہ جنگ یرموک میں حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی گم ہو گئی۔

آپ گھوڑے سے اتر کر اپنی ٹوپی کی تلاش کرنے لگے۔ مسلمان فوجیوں کو

حضرت خالد کی یہ حرکت ناپسند آئی۔ اور کہا کہ تیر بس بس ہے۔ تلواریں

چل رہی ہیں۔ موت و حیات کا سوال ہے۔ اور فوج کا جرنیل گھوڑے سے

اتر کر ٹوپی کی تلاش میں ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٹوپی کی تلاش

کے بعد فوجیوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور کہنے لگے تمہاری حیرانگی بجا

ہے۔ مگر تمہیں معلوم نہیں کہ میری ٹوپی میں سردار دو جہاں حضرت محمد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بال ہیں۔

جب سردار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ فرما کر اپنے بال کٹوانے لگے

تو ہر صحابی آپ کے بال مبارک حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

میں نے آگے بڑھ کر آپ کی پیشانی مبارک کے بال حاصل کئے اور اپنی ٹوپی میں

رکھ لئے تو۔

کسی معرکہ میں حاضر نہیں ہوا جب

کہ وہ بال مبارک ساتھ ہوتے

مگر مجھے اللہ کی نصرت حاصل ہوتی

فَلَمَّا أَشْهَدُ قِتَالًا دَرَّحِي مَعِي

إِلَّا كُرِّقْتُ النَّصْرَ -

(حجۃ العالمین ص ۶۸۶، مدارج حصہ اول ص ۲۲۲)

حضرت عثمان بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

أَدَسَلَيْتِي إِلَىٰ أُمِّ سَلَمَةَ
بِقَدْحٍ مِّنْ مَّاءٍ وَقَبَضَ إِسْرَائِيلُ
ثَلَاثَ أَصَابِعٍ مِّنْ قُضَّةٍ فِيهِ
شَعْرٌ مِّنْ شَعْرِ وَكَانَ إِذَا
أَصَابَ إِلَّا لِنَسَانٍ عَيْنٍ
أَوْ شَيْئٍ بَعَثَ إِلَيْهَا حُضْبَةً
(بخاری ص ۸۷۵)

مجھے میرے گھردالوں نے پانی پیالہ
میں دیکر ام سلمہ کے پاس بھیجا کہ ان
سے حضور کے بالوں کا پانی لاؤ، تو
اسرائیل نے تین چلو میرے پیالے
میں اس پیالے سے جس میں آپ
کے بال تھے ڈالے جب کسی کو نظر
بد لگ جاتی یا اور کوئی بیمار ہوتا تو اس
کے پاس برتن بھیج دیا جاتا۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ
وسلم کے بالوں مبارک میں شفا ہے۔ مریض لوگ ان سے
شفا حاصل کرتے ہیں۔

فائدہ

بلخ شہر میں ایک مالدار رہتا تھا۔ اس کے دو بیٹے تھے جب
باپ مر گیا تو ہر ایک بیٹے نے نصف نصف ترکہ لے
لیا۔ اس ترکہ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین مبارک بال بھی تھے
ہر ایک بیٹے نے ایک ایک بال لے لیا۔ اور ایک بال مبارک باقی رہ گیا۔ تو
بڑے لڑکے نے کہا کہ اس بال کے دو ٹکڑے کر کے تقسیم کر لیں۔ چھوٹے لڑکے
نے کہا ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کے دو ٹکڑے نہیں
کرتے کیونکہ حضور کے بال مبارک معظم ہیں۔ اسکو توڑنا نامناسب ہے۔

حکایت

بڑے نے کہا کہ تو میراث سے اپنا حصہ صرف بال لے لو اور مال مجھے
دے دو۔ چھوٹے بیٹے نے کہا۔ ہاں مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بال
دیدو۔ اور تم تمام مال لے لو۔ پس بڑے بیٹے نے تمام مال لے لیا اور چھوٹے
بیٹے نے صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین بال لے لئے قدرت خدا

سے کچھ مدت کے بعد بڑے بیٹے کا سب مال ہلاک ہو گیا۔ اور وہ فقیر بن گیا۔ اس نے ایک روز سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا (خواب میں) تو اس نے اپنے حال کی شکایت خدمتِ رسول پاک میں عرض کی آپ نے فرمایا اے بد نصیب تو نے دنیا کے مال کو پسند کیا اور میرے بالوں سے اعراض کیا۔ مگر تیرے بھائی نے میرے بالوں کو اختیار کیا۔ اور جب وہ ان کی زیارت کرتا ہے تو مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسکو دنیا و آخرت میں نیک نجات بنا دیا ہے۔ جب یہ خواب سے بیدار ہوا تو فوراً اپنے چھوٹے بھائی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسکی خدمت کرنی اختیار کی۔ (نزہۃ المجالس ص ۹۳ حصہ دوم) یہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کی برکت۔ کہ یہ بال دونوں جہانوں میں مومن کو فائدہ دیتے ہیں۔

اکھڑواں وعظ معراج شریف کے بیان میں

قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنَ السَّمَاءِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝ يَارَهُ ۱۵ سُوْرَةُ نَبِيِّ السَّرَائِلِ

مُتَرْجَمًا :- پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرد اگرم نے برکت رکھی ہے۔ کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔ بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

حضرات! اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب حضرت احمد مجتبیٰ امیر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہزاروں خصائص و فضائل اور کمالات و کرامات و معجزات عنایت فرمائے ہیں۔ ان سب سے اعلیٰ جو خصوصیت و کرامت و کمال و عجزہ عنایت ہوا وہ معراج شریف ہے۔ اب آپ معراج شریف کی قدرے تفصیل سنیے۔

معراج کے متعلق عقیدہ

مکہ معظمہ سے مسجد اقصیٰ تک اسراء کا ثبوت کتاب اللہ سے ہے۔ منکر اسکا کافر ہے۔

اور مسجد اقصیٰ سے آسمانوں تک کی سیر کا ثبوت احادیث مشہورہ سے ہے۔ منکر اسکا مبتدع اور فاسق ہے۔ دیگر جزئیات عجائب و غرائب کا ثبوت اخبار آحاد سے ہے۔ انکا منکر جاہل اور مجرم اور بد نصیب ہے (مدارج نبوت حصہ اول ص ۱۸۹)

حضور کی سیر کے دو حصے

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سیر کے دو حصے ہیں۔ ایک مسجد حرام سے مسجد

اقصیٰ تک اسکو اسراء کہتے ہیں۔ دوسرا حصہ مسجد اقصیٰ سے آسمانوں تک ہے اسے معراج کہا جاتا ہے۔ مگر عرف عام میں اس ساری سیر پر معراج کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ مسجد حرام سے بیت المقدس تک کا سیر اسراء ہے۔ اور بیت المقدس سے آسمانوں تک سیر کا نام معراج ہے۔ اور آسمانوں سے مقام قاب قوسین تک کا نام اعراج ہے۔ (فوائد الفواد جلد چہارم ص ۲۵)

معراج کی کیفیت میں اختلاف ہے

اہل اسلام کا کیفیت معراج میں اختلاف ہے۔ اس میں تین مشہور

قول ہیں: ۱۔ بعض کا قول ہے کہ معراج روحانی خواب میں تھا۔ مگر سب کا اتفاق ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب حق ہوتے ہیں۔ اور وحی الہی ہوتے ہیں جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ کیونکہ آپ کے خواب میں آپ کا دل بیدار ہوتا ہے۔ فقط آنکھ پوشیدہ ہوتی ہے۔ ۲۔ بعض کا قول ہے کہ مسجد حرام سے لے کر بیت المقدس تک حالت بیداری میں جسمانی معراج تھا اور بیت المقدس سے آسمانوں تک روحانی تھا۔ ۳۔ جمہور علماء کا قول ہے کہ آپ کا یہ تمام سیر حالت بیداری میں تھا۔ اور جسمانی معراج تھا۔ یہی مذہب اکثر صحابہ تابعین اور محدثین و فقہاء متکلمین و مفسرین کا ہے۔ (شفاء ص ۱۱۳، مدارج النبوت ص ۱۸۹ جلد اول)

۳۔ بعض عرفاء فرماتے ہیں کہ امراد اور معراج بہت میں پہنچنے چوتیس^۳ ہیں ان میں سے ایک حالت بیداری میں معراج تھا اور باقی حالت خواب میں روحانی معراج تھے (مدراج حصہ اول) روح البیان میں ہے۔

قَالَ الشَّيْخُ الْأَكْبَرُ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ
أَنَّ مَعْرَاجَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَرْبَعٌ وَفَلَا تَكُونُ
مَرَّةً وَاحِدَةً بِجَسَدِهِ وَالْبَاقِي بِرُوحِهِ
(ما شبہ جلالین ۲۲۵، سیرۃ حلبیہ ص ۷۴)

یعنی شیخ اکبر قدس سرہ نے فرمایا ہر کار
دو جہاں صلے اللہ علیہ وسلم کا معراج شریف
چوتیس مرتبہ تھا۔ ایک دفعہ جسمانی اور
باقی روحانی۔

مذہب جمہور یہی ہے کہ آٹھ دو عالم صلے
اللہ علیہ وسلم کا معراج شریف جسمانی تھا نہ کہ

جسمانی معراج پر دلائل

روحانی اس جسمانی معراج پر کثیر دلائل ہیں۔ ان میں سے چند دلیلیں مہرِ دقلم کی جاتی ہیں۔
۱۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اُسْرى بَعْبِدِهِ۔ اور عبد روح اور جسم کے مجموعہ کو کہتے ہیں تو
لفظ عبد کا یہاں استعمال فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ معراج جسمانی تھا۔ ۲۔ حدیث پاک میں
ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے براق سواری پیش کی گئی۔ جس پر آپ سوار ہو کر
آشرف لے گئے۔ براق کا سواری بننا دلیل ہے کہ معراج جسمانی تھا کیونکہ براق جو چوپایہ
ہے۔ اس پر جسم سوار ہوتا ہے۔ نہ کہ روح۔ کیونکہ روح کو سواری کی حاجت نہیں ہوتی۔
۳۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اُسْرى۔ اور سرخی رات کے سیر کو کہتے ہیں۔ امراد کا طلاق اس سیر
پر نہیں ہوتا۔ جو خواب میں ہو۔ ۴۔ اللہ تعالیٰ نے قصہ معراج میں فرمایا۔ مَا ذَاكَ الْيَوْمَ
وَمَا كَلْفِي۔ نہ مجھ سے ہوتی نگاہ نہ کسی۔ لفظ بصر جسمانی نگاہ کے لئے آتا ہے۔ خواب
میں دیکھنے کو بصر نہیں کہتے۔ ثابت ہوا کہ معراج جسمانی تھا نہ کہ روحانی۔ ۵۔ معراج شریف
حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک اعظم معجزہ ہے۔ اگر روحانی معراج ہوتی تو
یہ معجزہ کیسے بن سکتا۔ معلوم ہوا کہ معراج جسمانی تھا۔ ۶۔ اگر معراج خواب میں روحانی
ہوتا تو کفار مکہ اسکو بعید نہ سمجھتے اور آپ کی تکذیب کے درپے نہ ہوتے۔ کیونکہ
خواب میں ہر ایک کی روح دور دور تک قلیل عرصہ میں گزرتی ہے۔ کفار کی تکذیب

مگر نبی اس بات پر شاہد ہے کہ حضور سر اپا نور صلے اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ جسمانی معراج کا تھا جسکو کفار نے بعید از عقل مجھا۔ اور تکذیب کے درپے ہو گئے۔ جب آپ نے دعویٰ معراج کا کیا تو ایک جماعت ضعیف ایمان والی یہ دعویٰ سکر تہ ہو گئی۔ اگر روحانی معراج کا دعویٰ ہوتا تو ان کے ارتداد کی کوئی صورت ممکن نہ تھی۔ ثابت ہوا کہ معراج جسمانی تھا۔ اس کے علاوہ مشاہیر علمائے معراج جسمانی کی بہت سی دلیلیں پیش کی ہیں جو مطولات میں مذکور ہیں۔ مَنْ شَاءَ فَلْيُؤْخِرْ حِجَّ الْيَمْحَا۔

فلاسفہ لمحدین اور نیچری خیال کے وہم پر پرت
واقعہ معراج سے انکار کرتے ہیں اور اسکو

فلاسفہ کا انکار معراج

محال سمجھتے ہیں۔ ان کے دلائل یہ ہیں۔

۱۔ جسم ثقیل کا اوپر جانا عقلاً محال ہے۔ ۲۔ آسمانوں پر حضور جانہیں سکتے کیونکہ آسمانوں کا خرق و التیام متنع ہے۔ ۳۔ راستے میں کوفہ ناری ہے۔ اس سے عبور ناممکن ہے۔ ۴۔ اتنے تھوڑے سے وقت میں آسمانوں پر جانا اور عجاائب غرائب ارضی و سماوی کی سیر کر کے اتنی جلدی واپس تشریف لانا کہ بستر بھی گرم ہے اور دروازہ کی کتڑی بھی ہلتی ہے۔ اور وضو کا پانی بھی چلتا ہے عقل کے نزدیک محال ہے۔

اہل اسلام کی طرف سے ان وہم پرستوں کے تمام اعتراضات کا جواب فقط ایک ہے کہ اگرچہ انکے نزدیک یہ تمام باتیں محال ہیں مگر قدرت والے رب کے نزدیک یہ محال نہیں ہیں کیونکہ سب محالات عادیہ میں۔ نہ محال بالذات۔ کیونکہ محال بالذات پر کوئی دلیل قائم نہیں ہے۔ اور محالات عادیہ ممکن بالذات ہوتے ہیں۔ اور ممکن بالذات تحت قدرت ہے۔ لہذا یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تحت ہیں۔ اور معراج کرانا اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ اسی لئے فرمایا۔ مَسْحَنَ الَّذِي اسْوَىٰ بِعَبْدِهِ اور معراج کرنا کی نسبت اپنی ذات کی طرف فرمائی۔ تاکہ مشکوک نہ کالوئی اعتراض وارد نہ ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ اہل اسلام کے نزدیک معراج تشریف معجزہ ہے۔ اور معجزہ وہی ہوتا ہے۔ جسکا وقوع عاداتاً محال ہو۔ اگر یہ امور عادیہ محال نہ ہوتے تو معجزہ کیسے بن سکتا۔

انیسواں وعظ آسمانوں پر جانیکے نقلی دلائل

نقلی دلائل
اہل اسلام کے ہاں آسمانوں پر جانے پر نقلی دلائل بھی موجود ہیں جن سے اسلام کا دعویٰ کرنا بیوالا معراج جسمانی کا انکار نہیں کر

سکتا۔ ۱۔ حضرت آدم علیہ السلام اسی جہم کیسا تھے بہشت میں رہے جو آسمانوں سے اوپر ہے قرآن پاک فرماتا ہے۔

وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَ
زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا
حَيْثُ شِئْتُمَا پارہ اول
اور ہم نے فرمایا اے آدم تو اور تیری
بی بی جنت میں رہے اور جہاں سے
چاہو کھاؤ۔

پھر آپ حکم خداوندی اسی جہم کیسا تھے زمین پر تشریف لائے۔ ارشاد باری ہے۔
وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ
عَدُوٌّ ۚ وَكُفِرَ فِي الْأَرْضِ مِمَّنْ
كُفِرَ فِي الْحَا حِينَ۔ پارہ اول

تک نفع ہے۔

تقیب
اگر آدم علیہ السلام آسمانوں پر تشریف لے جائیں اور پھر آئیں تو آسمانوں کا
خرق و التیام اور ثقالت جسمی اور کرہ ناری مانع نہ ہو تو مجموعہ خدا

آسمانوں پر تشریف لے جائیں اور پھر واپس آئیں تو کوئی چیز مانع ہوگی۔ ۲۔ حضرت
ادریس علی نبینا وعلیہ السلام بایں جہم غمیری آسمانوں پر تشریف لے گئے اور بہشت میں
داخل ہوئے۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔

وَلَا كُفْرًا فِي الْكِتَابِ لِأَدْرِيسٍ
لَأَنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا ۚ وَرَفَعْنَا لَهُ
مَكَانًا عَلِيًّا ۚ پارہ ۱۹ سورۃ مریم
یا دفتر و کتاب میں ادریس کو بیشک
وہ سچا نبی تھا۔ اور ہم نے انکو مکان
بلند (جنت) میں بلند کیا۔

جب ادریس علیہ السلام آسمانوں پر گئے جنت میں داخل ہوئے تو آسمانوں کا خرق

والقیام اور کربہ ناری اور ثقالت حبی مانع نہ ہوئی تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آسمانوں پر جانے سے کوئی شے مانع بن سکتی ہے۔ حضرت مسیح کلمۃ اللہ عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام اپنے اس جسد عنقری کیساتھ آسمانوں کو تشریف لے گئے اور اب بھی چوتھے آسمان پر تشریف فرما ہیں۔ اسی عقیدہ پر صحابہ کرام۔ تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین اور عامہ مسلمین ہیں۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔

وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۗ بَلْ سَوَّغَهُ
اللَّهُ لِيَكُونَ لِلدَّارِ الْآخِرَةِ
حِكْمًا ۗ

بیشک انہوں نے اسکو قتل نہ کیا
بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا
لیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمانوں کی طرف اٹھایا گیا۔ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ اور قرب قیامت نازل ہوں گے۔ پس جب عیسیٰ علیہ السلام بائیں جسد عنقری آسمانوں پر جا سکتے ہیں اور پھر واپس آ سکتے ہیں تو سید رسل احمد محبت علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اسی جسد عنقری کیساتھ آسمانوں پر جا سکتے ہیں۔ اور پھر واپس آ سکتے ہیں۔ کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکومت نمود نے ایک بڑی آگ میں ڈال دیا۔ اور آپ آگ میں تشریف لائے۔ تو آگ کو گلزار بنا دیا رب تعالیٰ خود ارشاد فرمایا ہے

قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا
عَلَىٰ اِبْنِ اٰدَمَ ۗ

ہم نے آگ کو حکم دیا کہ اے آگ
پیاسے خلیل پر ٹھنڈی اور سلامتی
بن جا۔

جب حضرت خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام جنکی پیشانی میں نور مصطفیٰ مخزون تھا آگ میں کود کر اسے گلزار بنا سکتے ہیں۔ تو حبیب خدا بطریق اولیٰ کربہ ناری کو گلزار بنا کر آسمان پر جا سکتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام خادم اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخدوم ہیں۔ اور مخدوم کا مرتبہ خادم سے بڑھ کر ہوتا ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام سدرۃ المنتہی سے زمین پر آتے جاتے ہیں اور انکو کربہ ناری نہ ضرر ہے اور نہ ہی آسمانوں کا فرق دیکھا

مانع ہو تو محمد و مہمان جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آسمانوں پر جائیں اور تشریف لائیں کوئی مانع نہیں ہو سکتا۔ یہی دلیل پیارے صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفار کو دی جب کہ آپ نے معراج کی تصدیق کی تھی۔ تو کفار نے دلیل پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ جب جبرائیل علیہ السلام صبح و شام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے جاتے ہیں تو رسول پاک بھی آسمانوں پر جا سکتے ہیں۔ (معارج النبوت ص ۱۸ حصہ سوم)

نیچر یو ایچ کا دوسرا سوال اس کا جواب
نیچر یو ایچ کے وہم پرست
لوگ اسلئے بھی معراج شریف

کا انکار کرتے ہیں کہ تھوڑے سے وقت میں حضور علیہ السلام کا مسجد حرام سے بیت المقدس تک تشریف لے جانا پھر وہاں سے آسمانوں کی سیر کرتی عقل باور نہیں کر سکتی۔ اسکے جواب میں ہم ایسے نظائر پیش کرتے ہیں کہ تھوڑے سے وقت میں بہت سی مسافت طے ہو سکتی ہے۔ ۱۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام ایک وقت میں صدمہ اوداح مشرق و مغرب میں تعین کر لیتا ہے۔ لہذا حبیب خدا بھی مختصر وقت میں آسمانوں پر پہنچ کر واپس آ سکتے ہیں۔ ۲۔ ہماری آنکھوں کا نور ایک آن میں آسمان تک پہنچ جاتا ہے۔ (دھر آنکھ کھولی۔ اگھر آسمان نظر آ گیا۔ تو حبیب خدا جو نور خدا ہیں۔ نور نظر سے زیادہ لطیف ہیں۔ تھوڑے سے وقت میں آسمانوں پر جا کر واپس تشریف لاسکتے ہیں۔ ۳۔ شیطان جو بدترین خلق ہے ایک لحظہ میں مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق میں پہنچ جاتا ہے۔ اگر ذات بابرکات جو تمام خلق سے بہترین اور بزرگ و بزرگ ہے۔ تھوڑی دیر میں تمام آسمانوں و جہاں کی سیر فرما کر واپس تشریف لائیں۔ تو کیا قیامت لازم آئیگی۔ ۴۔ آفتاب جو تھے آسمان پر چمکتا ہے۔ تو اسکی روشنی فوراً آن و احم میں آسمانوں سے گزرتی ہوئی فرش زمین پر پہنچ جاتی ہے۔ کوئی دیر نہیں لگتی۔ تو آفتاب رسالت جو نور خدا ہیں۔ اگر مختصر وقت میں آسمانوں پر تشریف لیم جا کر واپس تشریف لائیں تو کون مانع ہو سکتا ہے۔

وہم پرست اپنے اوہام میں مبتلا ہیں۔ ان کو اسلامی اصول سے واقفیت نہیں ہے۔ اسلام میں طے زمان و مکان کا ایک مسئلہ مسلم ہے

فائدہ

تمام عرفاء اور اولیاء اسکے قائل ہیں۔ کہ عام لوگوں پر ایک ساعت گذرتی ہے۔ مگر وہی ایک ساعت محبوبان خدا کیلئے کئی سالوں کی بن جاتی ہے۔ اس مسئلہ کی وضاحت حکایت سے سینے۔

حکایت حضرت جنید قدس سرہ کا ایک مرید جلد نمدی پر غسل کرنے کیلئے گیا۔ دریا کے ساحل پر کپڑے آنسے اور خود دریا میں غوطہ لگایا۔ جب باہر نکلا۔

تو دیکھا کہ وہ ولایت ہندوستان میں پہنچ چکا ہے۔ وہاں اس نے شادی کی پھر اسکی اولاد ہوئی۔ کافی مدت وہاں رہا۔ ایک دن اس نے غسل کرنے کیلئے کسی دریا میں غوطہ لگایا۔

جب باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہی دریا اُسے دجلہ ہے۔ کپڑے ایس طرح کٹاے پر موجود ہیں۔ جیسے کہ وہاں رکھ کر گیا تھا۔ کپڑے پھینے۔ اور اپنے شیخ کی خانگاہ پر حاضر ہوا۔ تو دیکھا کہ لوگ ابھی اسی نماز کیلئے وضو کر رہے ہیں۔ (معارج النبوت حصہ سوم ص ۱۱۳)

مقولہ حضرت جنید حضرت جنید قدس سرہ کا مقولہ ہے کہ جب مرد کامل مسند ولایت پر فائز ہوتا ہے۔ تو ایک سال میں

ہزار سال کی طاعت کر سکتے۔ نیز بہت بزرگان دین سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک ساعت میں تمام قرآن پاک حروف حرف اور آیت آیت پڑھ کر ختم کیا۔ (معارج النبوت حصہ سوم ص ۱۱۱)

حکایت دوم حضرت سلطان الاولیاء علی المرتضیٰ اشکل کشا گرم اللہ وجہہ جب ایک پاؤں رکاب میں رکھتے تو قرآن پاک پڑھنا شروع کرتے

دوسرے پاؤں رکاب میں رکھنے سے پہلے تمام قرآن پاک ختم کر لیتے (معارج النبوت حصہ سوم ص ۱۱۱) اس طرح نبی الانبیاء حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی چند ساعتوں میں سب حرام سے بلائے عرش سیر فرمائی اور واپس تشریف لائے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

بیسواں وعظ

معراج شریف کی حکمتیں

علمائے کرام نے معراج شریف کی بہت سی حکمتیں بیان فرمائی ہیں ان میں سے چند

مکتبیں ہدیہ ناظرین کی جاتی ہیں۔

۱۔ ایک رات حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی امت کے اعمال پیش کئے

گئے۔ تو آپ نے اپنی امت کے گناہ اور جرم بے شمار دیکھ کر بہت ملول و محزون ہوئے۔

مگر محبوب کے رب کو یہ کب پسند تھا کہ اسکا محبوب غم زدہ ہو۔ چنانچہ رب الغلیہن نے اپنے

محبوب کو شب معراج میں اپنے پاس بلایا۔ اور اپنے دریائے رحمت و خزان مغفرت

دکھائے اور فرمایا اے محبوب! کیا تیری امت کے گناہ زیادہ ہیں یا تیرے رب کی

رحمت و مغفرت زیادہ ہے۔ یہ تھی معراج کی ایک حکمت۔ (مفصل از معارج النبوت حصہ سوم ص ۱۱)

۲۔ اللہ تعالیٰ نے روزِ ازل سے اپنے محبوب کو روزِ محشر میں تمام مخلوقات کے

لئے شفاعت کرنیوالا بنایا ہے۔ قیامت کا دن بڑا خوفناک ہوگا۔ ہر ایک پر جو خوف

طاری ہوگا۔ کسی کو دوسرے کا حال معلوم کرنے کی طاقت نہ ہوگی۔ بلکہ اپنے حال میں مشغول

ہوگا۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو شب معراج میں اپنے پاس بلا کر عجائب غرائب

اور درجات بہشت و درکات جہنم دکھائے۔ تاکہ کل قیامت کے روز کی ہیبت

آپ پر اثر نہ لگے اور آپ بلا خوف و خطر نگاروں کی شفاعت کریں۔ یہی وجہ ہے

کہ روزِ قیامت سب نفسی بولیں گے اور خدا کا حبیب امتی امتی فرمائیں گے۔

(معارج النبوت حصہ سوم ص ۹۲)

۳۔ قاعدہ ہے کہ جب بادشاہ مجازی کسی کو اپنی محبت کیساتھ مخصوص کرتا ہے تو

تمام خزان و دقائن دکھا کر اپنی تمام سلطنت کی اشیاء کا مالک مختار بناتا ہے۔ اس طرح

بلا شکیہ بادشاہ حقیقی اللہ جل مجدہ نے اپنے رسول پاک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو اپنی محبت کیساتھ مخصوص فرمایا تو اپنے محبوب کو پہلے دنیا کے تمام خزان

و دقائن دکھانے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔

میرے سامنے تمام زمین سمیٹ دی گئی

رُودَيْتُ لِي الْأَرْضَ مِنْ قَارِيئَتِ

پس میں نے اس کے مشارق و

مَشَارِقِهَا وَمَخَارِجِهَا۔

مغرب کو دیکھا۔

(انوار محمدیہ ص ۳۳، مدارج حصہ اول ص ۱۳۹)

جب زمین کے جملہ خزانوں دفائن دکھلا دئے گئے۔ تو ان کی چابیاں آپ کو عنایت فرما کر مالک و مختار بنایا گیا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں۔
 اور حدیث مَعْنَا تَيْمٌ خَزَائِنِ الْأَرْضِ مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عنایت
 (انوارِ محمدیہ ص ۳۱۲، معارجِ حصہ اول ص ۱۳۸) کی گئی ہیں۔

مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۳

آسمان کے خزان باقی تھے لہذا رب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے چاہا کہ سب معراج میں آسمانی خزان بھی دکھائے جائیں اور جنت و دوزخ کی کنجیاں درست اقدس میں بجائیں اسلئے معراج شریف کرایا گیا۔ (معارج النبوت حصہ سوم ص ۹۳، ۹۴)

۴۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الْمَوْلِيْنَ اَنْفُسِهِمْ وَاُمُوَالِهِمْ يَأْتُوْنَ الْجَنَّةَ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے مال و جان خرید لئے جنت کے بدلے میں۔ لہذا اللہ تعالیٰ خریدار اور مومن بیچنے والے۔ جان و مال بیع اور جنت قیمت اور حبیب خدا اس بخرے سودے میں دلیل اعظم۔ دلیل اعظم کا کام ہوتا ہے کہ بیع کو دیکھے اور اسکی قیمت کو بھی دیکھے۔ لہذا آپ کو معراج کرایا گیا کہ آپ نے اپنے غلاموں کے جان و مال کو دیکھ لیا ہے۔ اور جنت کو بھی دیکھ لو۔ اور ان کے باغات اور عمارتیں حور و قصور بھی ملاحظہ فرما لو۔ بلکہ خریدار کو بھی دیکھ لو۔ کیونکہ امام کی قراۃ مقتدی کی قراۃ ہوتی ہے امام کا دیکھنا سب کا دیکھنا ہوتا ہے۔ (ملخص از معارج ص ۹۲)

۵۔ جب اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا تو زمین و آسمان میں مناظرہ ہوا۔ زمین نے کہا اے آسمان میں تجھ سے بہتر ہوں۔ کیونکہ مجھ میں اشجار۔ انہار۔ اثمار اور وحش و طیور۔ چرند و پرند۔ جن و انس ہیں۔ اور مجھ کو رنگارنگ کے پھولوں سے زینت دی گئی ہے۔ آسمان نے کہا مجھ میں سورج چاند تارے۔ عرش و کرسی۔ لوح و قلم جنت و دوزخ ہیں۔ اور حور و غلمان سے مجھ کو مزین کیا گیا ہے۔ زمین نے کہا مجھ پر خانہ کعبہ شریف ہے جسکی زیارت انبیاء و اولیاء اور تمام مسلمان کرتے ہیں۔ آسمان نے کہا مجھ میں بیت المعمور ہے جسکا طواف فرشتے کرتے ہیں۔ اور مجھ میں جنت ہے جہاں انبیاء اولیاء و صلحاء اور

شہداء کی رو میں رہتی ہیں اور قیامت کے بعد سب اسی میں رہیں گے۔ زمین نے کہا اے آسمان میں تجھ سے بہتر ہوں کیونکہ مجھ میں حبیب خدا ہیں جو جنت کے مالک ہیں۔ یہ سن کر آسمان خاموش ہو گیا نہایت تضرع سے دعا مانگی۔ الہی میں مناظرے میں ہار گیا ہوں۔ لہذا ایک دفعہ اپنے حبیب کو آسمان پر بلاتا کہ آپ اپنا قدم مجھ پر رکھیں تاکہ میں زمین کے مقابلے میں شرمندہ نہ ہوں لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو آسمان پر بلا کر آسمان کی دعا قبول کی۔ (مخلص از معارج ص ۹۳)

۶: جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے خطاب فرمایا۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کہ حضرت آدم علیہ السلام کو زمین میں اپنا خلیفہ بنا دیا۔ فرشتوں نے عرض کی۔ اَجْعَلْ فِیْہَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْہَا کَیْسَفَلَکَ اِنَّہٗمَا ؤ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ بیشک میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ یعنی میں ان کی اولاد سے اپنا حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرماؤں گا۔ تمہاری نظر لے فرشتو! فساد یوں اور خون ریزوں کی طرف ہے۔ اور میری نظر اپنے حبیب کی طرف ہے۔ جس کے واسطے میں نے چودہ طبق بنائے ہیں۔ فرشتوں نے جب حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی سنا تو آپ کے دیدار کے مشتاق ہوئے اور دربار خلا میں یوں عرض کرنے لگے۔ الہا! ایک دفعہ اپنے حبیب کو آسمان پر بلاتا کہ ہم بھی آپ کی زیارت سے مشرف ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی یہ دعا قبول فرمائی اور آپ کو شب معراج میں آسمان میں بلا کر فرشتوں کو زیارت کرانے کا موقع دیا۔ (مراجحہ ص ۹۵)

۷: آسمان برین کے فرشتوں میں چند مسائل پر بحث و مکرار رہا۔ اس مناظرہ میں چار لاکھ سال لنگر گئے مگر بحث و مناظرہ ختم نہ ہوا اور کوئی شافی جواب کسی نہ بن سکا۔ اتنے میں حبیب خدا کا دنیا میں ظہور ہوا فرشتوں نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا شہرہ سنا تو جان گئے کہ ہمارے ان مسائل کا حل حبیب خدا فرمائیں گے۔ لہذا فرشتوں نے دربار الہی میں دعا کی کہ مولا۔ ایک دفعہ اپنے حبیب کو ہمارے پاس بھیج تاکہ ہمارے مشکل حل ہو جائے۔ لہذا حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج فرشتوں کی اس شکل کو ہار کر

کے لئے تشریف لے گئے۔ (معارج النبوت حصہ سوم ص ۹۷)

۸:- معراج شریف کی حکمت ایک یہ بھی تھی کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی

بزرگی آسمان والوں اور زمین والوں پر ظاہر ہو۔ زمین والوں میں سب سے زیادہ بزرگ انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں۔ لہذا معراج کی رات بیت المقدس میں سب انبیاء علیہم السلام کے امام بنے تو آپ کی بزرگی زمین والوں پر ظاہر ہو گئی۔ اور آسمان میں فرشتے بزرگ تھے لہذا شب معراج بیت المعمور میں ان کے امام بنے۔ تو آپ کی بزرگی ملائکہ پر ظاہر ہو گئی۔ گو یا معراج شریف آپ کی بزرگی کا اعلان ہے (معارج النبوت حصہ سوم ص ۹۷)

۹:- قاعدہ ہے کہ ہر شے اپنے وطن اور مقام کو جانا پسند کرتی ہے۔ دیکھو۔ آگ

جلائی جائے تو ادھر کو جاتی ہے۔ کیونکہ اسکا مقام ادھر ہے۔ وہ اپنے مقام کا شوق رکھتی ہے۔ بلبل وغیرہ پرندے جن کا مقام اور وطن باغ ہوتا ہے جب شکاری ان کو پکڑ کر پتھر سے میں بند کر دیتا ہے۔ تو وہ بلبل وغیرہ پتھر سے پھرتی ہے کیونکہ اسے اپنے وطن جو باغ ہے کی یاد ساتی ہے۔ انسان سفر میں کتنا ہی آرام و آسائش میں ہو پھر بھی اسے اپنا وطن یاد آتا ہے اور اسکا شوق اس کے دل میں باقی رہتا ہے۔ اس طرح جب اللہ تعالیٰ نے

اپنے نور سے بلا تجزیہ نور مصطفیٰ کو پیدا کیا تو آپ کا نور تین مقاموں میں رہا۔ مقام ہیبت مقام لطف۔ مقام قرب۔ ان تینوں مقاموں میں ہزار ہا سال قیام فرمایا۔ جو ایک طویل مدت ہے۔ جب وہ نور قالب وجود میں تشریف لایا تو آپ کو اپنا پرانا مقام اور وطن یاد آیا جو مقام قرب تھا۔ اس وطن قدیم کی محبت رہتی۔ کہ اس میں پہنچ کر دل کو قرار حاصل ہو۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو شب معراج میں آپ کے وطن اصلی میں بلایا تاکہ آپ کو سکون و چین قلبی حاصل ہو۔ جب آپ شب معراج میں اپنے وطن اصلی میں پہنچے جو مقام قرب تھا۔ چونکہ مقام عمدہ تھا لہذا عرض کی مولیٰ! اب میں واپس نہ جاؤں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ محبوب! اگر تو واپس نہ گیا تو آپ کی امت کے سر پر ہاتھ کون رکھے گا ان کی دستگیری کون کرے گا۔ اس واسطے آپ کو واپس بھیجا گیا۔ اسی لئے اس مقام پر یہ کہا جاتا ہے کہ آپ کا آسمانوں پر جانا تعجب نہیں کیونکہ ہر ایک اپنے وطن کو جانا کرتا ہے۔

بلکہ آسمانوں سے زمین پر واپس آنا تعجب ہے۔ (ملخص از معارج النبوت حصہ سوم ص ۹۸)

۱۰۔ اللہ تعالیٰ نے جتنے معجزات اور درجات تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو الگ الگ

عنایت فرمائے۔ وہ بالتمام اور ان سے زائد اپنے محبوب کو عطا فرمائے۔ شعر

حسن یوسف دم عیسیٰ ید مبیضا داری
آنچہ خواہاں ہمہ دارند تو تنہا داری

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو یہ درجہ ملا کہ کوہ طور پر آپ کو معراج کرایا گیا۔ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کو چوتھے آسمان تک معراج کرایا گیا۔ حضرت ادریس علیہ السلام کو اور آدم علیہ السلام کو جنت تک معراج کرایا گیا۔ لہذا حکمت خدا متقضی تھی کہ حبیب خدا کو ایسا معراج کرایا جائے جو ان سب معراجوں مذکورہ کو شامل ہو۔ اور ان سے زائد بھی ہو۔ اس لئے آپ کو ایسا معراج کرایا گیا۔ جس میں اللہ تعالیٰ سے کلام بھی ہے آسمانوں کی سیر بھی اور جنت میں داخل بھی۔ غرضیکہ جن مقاموں اور درجات کو اور انبیاء نے الگ الگ طے فرمایا تھا۔ آپ نے ان سب کو طے فرمایا۔ مگر پھر بھی بڑا فرق ہے حضرت کلیم اللہ کوہ طور پر اور حبیب اللہ عرش عظیم پر۔ کلیم اللہ خود جاتے ہیں۔ اور حبیب اللہ بلائے جاتے ہیں۔ (از افادات مفتی صاحب گجراتی)

اس کے علاوہ بھی معراج شریف کی حکمتیں ہیں جن کو بخوف طوالت چھوڑ دیا

گیا ہے۔

اکیسواں وعظ

معراج شریف کیلئے رات کے تعین کی حکمت

محبوب خدا کو معراج شریف رات میں کرایا گیا۔ اس میں بہت حکمتیں ہیں ان میں سے چند حکمتیں لکھی جاتی ہیں۔

۱۔ رات میں معراج کرانے میں یہ حکمت تھی۔ کہ صدیق اور زندقہ مومن اور کافر۔ متصدق و کذب میں امتیاز ہو جائے۔ کیونکہ اگر معراج دن میں ہوتا تو کوئی انکار نہ کر سکتا۔ کیونکہ ہر ایک دیکھ لیتا کہ یہ براق ہے۔ یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ یہ

سردار دو جہاں صلے اللہ علیہ وسلم آسمانوں کو جا رہے ہیں۔ مگر معراج رات کو ہوگی۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم واپسی پر اعلان فرمائینگے کہ میں آسمانوں کی سیر کر کے آیا ہوں۔ جو تصدیق کرے گا۔ صدیق کہلائے گا۔ جو انکار کرے گا۔ زندیق اور ابو جہل نہیں گا۔ جیسا کہ روایت ہے کہ واقعہ معراج سن کر ضعیف الایمان لوگ ترید ہو گئے۔ کفار نے تکذیب کی۔ منسی اٹائی۔ ایک جماعت مشرکین کی حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچے اور کہنے لگے۔ کہ تیرا یار گمان کرتا ہے کہ میں راتوں رات بیت المقدس میں گیا ہوں اور صبح سے پہلے وہیں آیا ہوں۔ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کیا میرے رسول پاک نے ایسا فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ فرمایا۔ لَئِنْ قَالَ ذَلِكَ لَفَتَدَّ صَدَقَ۔ اگر یہ دعویٰ میرے محبوب کی زبان سے نکلا ہے تو آپ نے سچ فرمایا ہے۔ میں اسکی تصدیق کرتا ہوں۔ کہنے لگے۔ کیا تم ایسے بعید امر کی تصدیق کرتے ہو۔ فرمایا۔ نَعَمْ اِنَّیْ لَا حَصِدَ قَدْ فِیْمَا هُوَ الْبَعْدُ مِنْ ذَلِكَ۔ ہاں میں اس سے بعید امر کی بھی تصدیق کرتا ہوں تو اسوقت آپ کا نام اللہ تعالیٰ نے صدیق رکھا۔ (مدارج حصہ اول ص ۲۰۶، انوار محمدیہ ص ۳۳۹، سیرت حلبی ص ۴۱۸) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معراج کی تصدیق کی تو آپ کو صدیق کا لقب ملا۔ ابو جہل نے تکذیب کی تو ہمیشہ کیلئے جہالت کا باپ بنا۔

۲۔ معراج شریف رات کو اس لئے خاص کیا گیا تاکہ ایک آسمان پر دو آفتاب جمع نہ ہو جائیں۔ ایک آفتاب رسالت جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرا آسمانی آفتاب۔ اگر دو آفتاب جمع ہو جاتے تو کسی کو ممکن نہ ہوتا کہ ان کی روشنی برداشت کر سکتا۔ (لمخص از معارج النبوت ص ۱۱)

۳۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا نور حقیقی ہے اور آفتاب کا نور مجازی ہے آفتاب اپنا نور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے نور پاک سے حصہ لیتا ہے۔ لہذا اگر معراج شریف دن کو ہوتا تو آفتاب کا نور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کی تاب نہ لاسکتا اور آپ کے نور کے سامنے شرمندہ ہو جاتا۔ اس لئے معراج شریف دن کو نہ کرایا گیا۔ بلکہ رات میں کرایا گیا۔ (معارج حصہ سوم ص ۱۶)

۴:- قاعدہ ہے کہ ہمیشہ محب جب اپنے محبوب سے راز دنیا نکی باتیں کرنا چاہتا ہوں تو اس کے لئے رات ہی کو متعین کرتا ہے۔ کیونکہ رات پردہ پوش ہے۔ ایسے ہی بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اسرارِ اوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ سے مشرف فرمانا چاہا تو رات ہی کو اختیار فرمایا۔ تاکہ کسی غیر کو بالکل اطلاع ہی نہ ہو۔ (لمخص از معارج ص ۱۷)

۵:- چونکہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مقامِ دنیٰ قدسی میں جانا تھا لہذا آپ کے جسمِ اقدس پر جو سترِ رازِ حجابِ بشریت کے پنے ہوئے تھے ان کو اتارا جانا تھا۔ آپ کی نورانیت کے ظہور کا وقت تھا۔ معراج دن میں ہوتا تو کس آنکھ میں طاقت تھی جو آپ کو دیکھ سکتی۔ اس لئے معراج کے لئے رات کو اختیار فرمایا گیا۔

۶:- قاعدہ ہے کہ محب ہی چاہتا ہے کہ اس کے محبوب کے حسن و جمال کو غیر نہ دیکھے محب کی غیرت یہ بھی گوارا نہیں کرتی کہ میرے محبوب کے حسن و جمال کو میرے سوا اور بھی کوئی دیکھے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ محب ہے اور اسکا پیا ر رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے محبوب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی غیرت کب گوارا کرتی ہے کہ کوئی غیر اس کے محبوب کے حسن و جمال کو دیکھے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ غیرت مند ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو خلق کی طرف بھیجا تو آپ کو بشریت کا برقعہ پہنا کر بھیجا۔ تاکہ آپ کا حسن و جمال غیروں سے چھپا رہے۔ کوئی بھی آپ کے یوں حسن و جمال کو نہ دیکھ سکے۔ اب معراج میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اپنی طرف بلانا ہے اور اصلی حسن و جمال میں بلانا ہے۔ اگر معراج دن کو ہوتا تو مخلوقات بھی آپ کے اصلی حسن و جمال دیکھ لیتی اور بی غیرت خداوندی کے خلاف تھا۔ اس لئے آپ کو معراج رات میں کرایا گیا تاکہ سوائے اللہ تعالیٰ کوئی بھی آپ کو نہ دیکھ سکے۔

۷:- یہ مسئلہ مسلمات سے ہے کہ رات کا وقت تو بہرہ استغفار کی قبولیت کا ہوتا ہے۔ بلکہ خود رب العالمین آخری شب میں نذر ماتا ہے کہ کوئی ہے تو یہ کرنے والا کہ میں اسکی تو بہ قبول کروں۔ کوئی ہے رزق مانگنے والا کہ میں اسکو رزق دوں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ عظیم و خیر ہے۔ کہ میرے محبوب کو اپنی امت کا ہر وقت فکر رہتا ہے اور اسکی بخشش کی

دعائیں مانگتا ہے۔ آج معراج میں بھی اپنی امت کو فراموش نہ فرمائے گا۔ ضرور اسکی بخشش کی دعائیں مانگے گا۔ رات کا وقت ہوگا۔ حبیب دعائیں مانگے گا۔ تو اسکی دعا قبول کروں گا۔ اور اسکی امت کو بخش دینگا۔ گو یہ معراج کیا تھی آپ کی امت کے بخشنے کا ایک بہانہ تھا۔ فالکھبر
بِسْمِ اللّٰهِ عَلَى ذٰلِكَ۔

۸:- رات کے فضائل اور خصائص بشمار میں ان میں سے بعض یہ ہیں۔

۱:- اصحابِ اضطرار کا آرام و قرار رات میں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَجَعَلْنَا

اللَّيْلَ لِيَسْكُنُوا فِيهَا۔ ہم نے رات کو اس لئے بنایا کہ تم اس میں آرام کرو۔

۲:- صائم دروزہ دار کو فرحت و وقت افطار ملتی ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے

لِلصَّائِمِ فَرْحَةٌ كَفَرْحَةِ عَيْدِ الْإِفْطَارِ وَفَرْحَةُ عَيْدِ لِقَاءِ التَّوْحَمِ۔ افطار کا

وقت رات ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ثُمَّ اتَّخَذُوا الْقِيَامَ إِلَى اللَّيْلِ۔ پھر روزوں کو رات تک رکھ کر

ثابت ہوا فرحت رات میں حاصل ہوتی ہے۔

۳:- عابدوں کو عبادت میں حلاوت رات کو حاصل ہوتی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے

فَمِ اللَّيْلِ الْإِقْلِيلُ۔ رات کو عبادت کیلئے قیام فرماؤ۔ مگر تھوڑا۔

۴:- سعادت مند لوگ رات میں زیادہ عبادت کرتے ہیں۔ قرآن فرماتا ہے۔ أَمَّنْ

هُوَ قَائِمٌ نَاءَ اللَّيْلِ۔ کیا وہ شخص جو رات کی گھڑیوں میں عبادت کرتے ہیں۔

۵:- نیک حضرات رات میں قرآن پاک پڑھتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يَتْلُونَ

۱۱ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اللَّيْلَ۔ رات کی گھڑیوں میں قرآن پڑھتے ہیں۔

۶:- اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھنا رات میں افضل ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے

وَسَبِّحْهُ كَيْلًا حَوْسًا۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح لمبی رات میں پڑھو۔

۷:- قرآن مجید اور فرقانِ معید رات میں ہی نازل ہوا۔ خود قرآن فرماتا ہے۔ وَإِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ۔ ہم نے قرآن پاک لیلۃ القدر میں نازل فرمایا۔

۸:- چہرہ کی خوبصورتی رات میں عبادت کرنے سے حاصل ہوتی ہے سرد اردو عالم

صنۃ اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَنْ كَثُرَتْ صَلَوَاتُهُ بِالنَّيْلِ حورات میں زیادہ سے زیادہ نماز پڑھے
حَسَنٌ وَجْهُهُ بِالنَّهَارِ۔ دن میں اسکا چہرہ خوبصورت ہوگا۔

لہذا مناسب تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام دنی قدرتی میں پہنچنے کا وقت
بھی رات ہو اس لئے معراج پاک کے لئے رات اختیار کی گئی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ ۚ پاك ہے وہ ذات جو اپنے بند سے کو
كَيْلًا۔ راتوں رات لے گیا۔

(ملخص از معارج النبوت حصہ سوم ص ۱۱)

بَابُ السُّؤَالِ وَعِظٌ

معراج کس جگہ سے ہوا اور کس تاریخ کو ہوا اور آیت کے نکات
وہ مقام جہاں سے سفر مبارک معراج کا شروع ہو۔
معراج کس جگہ سے ہوا مختلف فیہ ہے۔ ۱۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ
اپنے گھر میں تھے۔ اور چھت کھولی گئی۔ (رواہ البخاری)

۲۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں حطیم میں تھا کہ جب ریل علیہ السلام آئے

۳۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں امہانی کے گھر تھا۔

۴۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ شعب ابی طالب میں تھے (سیرۃ حلبی)

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ان روایتوں میں یوں تطبیق دی کہ آپ ام ہانی کے
گھر تھے اور یہ گھر شعب ابی طالب کے پاس تھا۔ آپ نے بوجہ سکونت اپنا گھر فرمادیا
وہاں سے آپ کو مسجد میں لایا گیا کہ ابھی نیند کا اثر باقی تھا۔ وہاں حطیم کے پاس ایٹ
گئے۔ (سیرۃ حلبی ص ۶۱)

معراج شریف کی تاریخ میں بھی اختلاف ہے سہ ماہی میں بھی اختلاف
تاریخ معراج
۱۔ ہجرت سے ایک سال قبل ابن حزم کا یہی قول ہے۔ ۲۔ ہجرت سے دو سال پہلے

۱۔ ہجرت سے ایک سال قبل ابن حزم کا یہی قول ہے۔ ۲۔ ہجرت سے دو سال پہلے

(۳) ہجرت سے تین سال قبل۔ اس کے علاوہ بھی اقوال میں (سیرت جلی ص ۲۵۴)

ہمیتہ میں یہ اختلاف ہے (۱) ربیع الاول (۲) ربیع الآخر (۳) رجب (۴) رمضان پاک۔ (سیرت جلی ص ۲۵۴)

دن میں یہ اختلاف ہے۔ (۱) جمعہ کی رات (۲) پیر کی رات (۳) ہفتہ کی رات مگر ابن وجیہ کا قول ہے کہ پیر کی رات تھی۔ کیونکہ آپ پریر کو ہی پیدا ہوئے اور پیر ہی کو وصال فرمایا اور پیر ہی کو نبوت کا دعویٰ کیا۔ پیر ہی کو مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی اور پیر ہی کو مدینہ منورہ میں داخل ہوئے (سیرت جلی ص ۲۵۵)

تاریخ میں یہ اختلاف ہے (۱) ۱۷ ربیع الاول (۲) ۲۷ ربیع الاول (۳) ۲۷ رمضان مبارک (۴) ۲۷ ربیع الآخر (۵) ۲۷ رجب المرجب۔ (سیرت جلی ص ۲۵۴) اور یہی آخری قول زیادہ صحیح ہے۔

شیخ محقق حضرت عبدالحق محدث دہلوی مابنت بالسنۃ میں فرماتے ہیں۔

جاتنا چاہیے کہ دیا عرب میں لوگوں کے درمیان میں مشہور ہے کہ حضور

اقدم صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج شریف ۲۷ رجب المرجب کو ہوئی

إِعْلَمُوا أَنَّهُ ذُو اسْتَهْرَبِدِيَا
الْعَرَبِ فِيمَا بَيْنَ النَّاسِ أَمْ
مَعْرَاجَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لِسَبْعِ
عَشْرِينَ مِنْ رَجَبٍ (مَا تَأْتِيَتُ بِالسَّنَةِ) ۱۳۹

آیت امراء کے نکات

اللہ تعالیٰ نے آیت امراء کو لفظ بطن سے شروع فرمایا۔ جو تعجب کے مقام استعمال کیا جاتا ہے۔ چونکہ واقعہ معراج

سُبْحٰن

بھی ایک عجیب واقعہ تھا۔ جو انسانی عقل سے بالاتر تھا۔ اسی لئے کفار نے انکار کیا۔ تو بطن فرما کر اشارہ فرمایا کہ واقعہ معراج ایک عجیب واقعہ ہے۔ مگر اس ذات نے کہروایا جو سبحان ہے۔ عجز و عیب سے پاک ہے۔ اس کے ہاں یہ کوئی مشکل نہیں۔ وہ ہر شے پر قادر ہے۔ تو منکر انکار کیوں کرتے ہیں۔ دوسرے بطن کا کلمہ اس لئے فرمایا کہ کفار نے واقعہ معراج سن کر حبیب خدا کو جھوٹا اور کاذب کہا۔

اللہ تعالیٰ نے کفار کو جو ابدیاً کہ میری ذات پاک ہے کہ میں کاذب اور جھوٹا رسول بناؤں۔ لہذا میرا رسول سچا ہے۔ جھوٹے ہو تو تم ہو۔

یہاں اَلَّذِي اُسْرِي اَمْرِي اور نام اپنا ذکر کیا۔ اس لئے کہ اس سیر کا فاعل فقط

اَلَّذِي اُسْرِي

اللہ تعالیٰ ہی ہو سکتا ہے۔ یعنی معراج میں نے اپنے حبیب کو کرایا ہے۔ اب جو معراج پر اعتراض کرتا ہے۔ وہ مجھ خدا پر کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کلمہ بعبدہ فرما کر واضح فرمادیا کہ آپ کا معراج شریف جسمانی تھا نہ کہ روحانی۔ کیونکہ عبد کا اطلاق روح مع لحم پر ہوتا ہے۔ قرآن و حدیث معادرات عرب میں جب بھی حیات ظاہری میں کسی پر لفظ عبد اطلاق کیا گیا ہے۔ اس سے مراد روح مع الجسد مراد ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ

بِعَبْدِهِ

موسىٰ عليه السلام سے فرمایا۔

فَاَسِرْ بِعَبْدِي كَيْدًا ۝۲۵
لے موسیٰ (علیہ السلام) میرے بندوں کو رات میں لے جاؤ۔

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اَسْرَىٰ الَّذِي يُنْفِئُ عَبْدًا اِذَا صَلَّىٰ -
کیا تو نے دیکھا اسکو جو عبد مقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو روکتا ہے۔ جب وہ نماز پڑھتا ہے۔

یہاں بھی عبد سے مراد روح مع الجسم مراد ہے۔ کیونکہ نماز پڑھنا روح مع الجسم کا کام ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ ایک مقام پر فرماتا ہے۔

لَقَدْ اَتَمَّ عَبْدُ اللّٰهِ يَدَ عُوْدَةٍ
جب کھڑا ہوا اللہ کا عبد پاک (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔

ملاحظہ فرمائیے۔ اس آیت میں لفظ عبد کا اطلاق جسم و روح کے مجموعہ پر ہے۔

پس اسی طرح اُسری بَعْبِدِہ میں بھی روح مع الجسم مراد ہے۔ ثابت ہوا کہ آپ کا معراج جسمانی تھا۔

بَعْبِدِہ کی وضاحت

اللہ تعالیٰ نے اپنے عبد حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اضافت اپنی

طرف کی تاکہ تصریح ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا جیب عام عباد کی طرح عبد نہیں ہیں اور ہم بندوں جیسے نہیں ہیں۔ جیسا کہ ابنائے زمان کہتے ہیں۔ یعنی کامل عابد باقی عبادان جیسے نہیں ہیں۔ علامہ اقبال نے اسی مضمون کو اپنے شعر میں ادا کیا ہے۔

عبد دیگر عیدہ چیزے درگم
اور اپا انتظار این منتظر

وہابیہ اس مقام پر لفظ عبد کی آیت
میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی

وہابیہ کا لفظ عبد پر اعتراض

نورانیت سے انکار کرتے ہیں کہ دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم عبد یعنی بشر ہیں۔ نور نہیں ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بعبدہ فرمایا ہے اور نورہ نہیں فرمایا۔ اگر نور ہوتے تو بَعْبِدِہ نہ فرماتے۔ مگر وہابیہ کا یہ اعتراض ان کی کج فہمی پر مبنی ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ عبدیت و نورانیت میں کوئی تضاد نہیں تاکہ ایک کے اثبات سے دوسرے کی نفی ہو جائے۔ بلکہ عبد بھی ہوتا ہے اور نور بھی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

جَلُّ عِبَادًا مُّكْرَمُونَ۔ بلکہ وہ فرشتے عزت والے بندے ہیں۔ یہاں ملائکہ پر جو بالاتفاق نور ہیں لفظ عباد کا اطلاق کیا گیا ہے۔ ثابت ہوا کہ بَعْبِدِہ کے کہنے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی نفی نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ بَعْبِدِہ سے رسول و نبی کی نفی نہیں ہوتی ہے۔

اس مقام پر اللہ تعالیٰ حضور اقدس

صلی اللہ علیہ وسلم کو عبد فرمایا۔ رسول یا

بَعْبِدِہ کے فرمانے کی حکمت

نبی وغیرہ نہ فرمایا۔ اسکی ایک حکمت یہ تھی کہ جب آپ خالق سے مخلوق کی طرف تشریف لائے۔ تو آپ کو رسول و نبی فرمایا گیا۔ قَدْ جَاءَكَ كَثْرًا سُّؤَالٌ مَّا لَمْ يَأْتِ

مخلوق سے خالق کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں لہذا آج شان رسالت کے اظہار کا وقت نہیں ہے بلکہ اظہارِ عبدیت کا وقت ہے۔ اسی لئے بعیدہ فرمایا گیا۔

دوسری حکمت یہ تھی کہ حضرت مسیح کلمۃ اللہ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھا یا گیا تو ان کے ماننے والوں نے آپ کو خدا کا بیٹا کہہ دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو فقط آسمانوں تک ہی نہیں بلکہ فوق العرش تشریف لے گئے۔ ہو سکتا تھا کہ آپ کو لوگ خود خدا یا اس کا بیٹا کہہ دیتے تو اللہ تعالیٰ نے حضور سرِ پانور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر رحم فرمایا۔ اور بعیدہ فرمایا تاکہ کوئی آپ کو خدا کا بیٹا نہ کہے۔ اسرارِ اہل بیت کی سیر کو کہتے ہیں۔ پھر لیلاً کا ذکر تا کبیر کے لئے ہے۔

کَبِيرًا

منسوب بنا بر ظرفیت ہے۔ لیلاً کو نمرہ ذکر فرما کہ تصریح فرمادی کہ معراج شریف ساری رات میں نہیں ہوئی۔ بلکہ رات کے بہت تھوڑے حصہ میں ہوئی۔ یہاں تک کہ بعض نے فرمایا تین ساعتیں تھیں۔ بعض نے کہا چار مگر امام سبکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس سیر پر فقط ایک لحظہ خرچ ہوا اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ قصیر زمانہ کو طویل کرے اور طویل کو قصیر کرے۔ (سیرت حلبی ص ۴۱۲)

مسجد حرام مکہ معظمہ کی وہ عزت والی مسجد ہے جس کے وسط میں بیت اللہ شریف

مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

واقع ہے۔ مگر مسجد سے مراد مکہ معظمہ ہے نہ خود مسجد شریف کیونکہ معراج ہانی کے گھر سے ہوا۔ جو حرم شریف میں ہے۔ (عاشیہ جلالین ص ۲۲۸)

بیت المقدس کی مشہور مسجد ہے جو انبیاء سابقین کا قبلہ تھی۔ اقطے کے معنی دور کے

إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى

ہیں۔ اس مسجد کو بھی اقطے اس لئے کہتے ہیں کہ یہ بھی مکہ معظمہ سے بہت دور ہے۔ چنانچہ وہ مسجد حرام سے ایک ماہ کی مسافت پر ہے۔

اعتراض :- بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ

وسلم کا یہ فقط مسجد اقصیٰ تک ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ قرآن پاک نے مسجد اقصیٰ کو اس سیر کی غایت بیان کی ہے۔ اگر آسمانوں تک سیر ہوتی تو مسجد اقصیٰ کو غایت اس سفر کی نہ بتایا جاتا۔

جواب :- اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہ سیر مسجد اقصیٰ سے آسمانوں اور ان کے اوپر تک بھی تھی۔ مگر مسجد اقصیٰ کے ذکر کی تخصیص کی حکمت یہ ہے کہ کفار مکہ نے مسجد اقصیٰ دیکھی ہوئی تھی۔ اور اس کے متعلق معلومات رکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے واقعہ معراج کے انکار کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی علامتیں دریافت کیں۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی علامتیں ٹھیک ٹھیک بتادیں جن کو سن کر انہیں اپنے دل میں قائل ہونا پڑا کہ واقعی آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں۔ مسجد اقصیٰ تک جانے میں جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا ہونا ثابت ہو گیا تو آسمانوں کی معراج بھی سچی ثابت ہو گئی۔ اس لئے کہ جس طرح آسمان پر جانا محال ہے۔ بالکل اسی طرح رات کے تھوڑے سے حصے میں مکہ معظمہ سے مسجد اقصیٰ جا کر واپس آ جانا بھی محال ہے۔ جب مسجد اقصیٰ تک جانا اور آنا محال نہ رہا تو آسمان پر جا کر واپس آنا آپ کے لئے کیسے محال ہو سکتا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے۔ اگرچہ ایک اعتبار سے مسجد اقصیٰ کا ذکر بطور غایت و انتہا کے مگر ایک دوسرے اعتبار سے مبد بھی ہے کیونکہ آگے آ رہا ہے۔ لِيُذِيكُمِنْ آيَاتِنَا۔ تاکہ ہم ان کو اپنی نشانیاں دکھائیں اور وہ نشانیاں فقط مسجد اقصیٰ میں منحصر نہیں بلکہ آسمانوں میں ہیں۔ لہذا اس اعتبار سے مسجد اقصیٰ مبدء ان نشانیوں کا ہے۔ آسمانوں اور اس کے اوپر کی نشانیاں غایت ہیں لہذا آسمانوں تک کی سیر اسی آیت سے ثابت ہے۔

(ملازم حاصل اول ص ۱۹)

وہ مسجد جس کے گرد اگر دم نے برکت رکھی ہے۔ یہ مسجد اقصیٰ کی طرح ہے۔

الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ

اس سے خود مسجد کا مبارک ہونا بدرجہ اولیٰ سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ جب اس کی

اگر در برکت ہے تو خود اس میں بھی برکت ہوگی۔ وہاں دو قسم کی برکتیں ہیں۔ ایک نئی نبوی
 دنیوی برکت تو یہ ہے۔ پھل پھول بکثرت ہیں اور نہریں بھی بہت ہیں جن سے آب پاشی
 ہوتی ہے۔ اور دنیوی برکتیں یہ ہیں کہ وہ مہبط وحی ہے۔ اور نوحی علیہ السلام سے لے کر
 تمام انبیاء کا قبلہ رہا ہے۔ ابتدا میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی قبلہ تھا بعد
 میں منسوخ ہو گیا۔ مدفن انبیاء علیہم السلام ہے معلوم ہوا کہ جہاں اللہ تعالیٰ کا کوئی
 پیارا مدفون ہو تو وہ مقام برکت والا ہوتا ہے۔ وہاں جانا برکت کے مقام پر جانا ہوتا ہے
 تاکہ دکھائیں ہم ان کو اپنی نشانیاں۔ یعنی ہم
 نے اپنے پیالے کو اپنی قدرت کے عجائبات
 دکھائیں۔ یہ سیر کی حکمت بیان کی۔ کہ یہ سیر اس لئے نہیں کہ سوائے تفریح طبع کے
 کوئی فائدہ نہ ہو بلکہ آپ کو اپنی قدرت کے عجائبات دکھانے مقصود ہیں۔ وہ
 آسمانوں کا دکھانا۔ ملائکہ کا دکھانا۔ سدرۃ المنتہی۔ بیت المعمور جنت و دوزخ
 وغیرہ کا دکھانا ہے۔ گویا اس آیت میں اسرار اور معراج دونوں کا بیان ہے۔

لِزُرِّيهِ مِنْ آيَاتِنَا

لفظ من سے مغالطہ کا ازالہ

اللہ تعالیٰ کے اس قول من آياتنا میں
 لفظ من سے بعض لوگوں کو یہ مغالطہ لگتا

ہے کہ من تبصیئہ ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے سرور دو جہاں صاحب معراج شب اسراء
 کے دو لہا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بعض نشانیاں دکھائیں اور بعض نہیں دکھائیں
 اس مغالطہ کا ازالہ یہ ہے کہ نشانیاں مختلف قسم کی تھیں بعض کا تعلق سننے
 سمجھنے اور چکھنے سے تھا۔ جیسے مریت اقلام کا سنا اور دودھ کا چھلکا وغیرہ۔ اگر
 من تبصیئہ ہو تو اس کی وجہ سے کل نشانیوں کا بعض مراد ہوں گی۔ اور پڑھا ہے کہ
 جو نشانیاں دیکھنے کے قابل ہیں وہ کل نشانیوں کا بعض ہی ہیں۔ لہذا اس آیت کا
 معنی یہ ہو گا کہ کل نشانیوں میں سے جو نشانیاں دیکھنے کے قابل تھیں وہ ہم نے اپنے
 جیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھانے کیلئے آسمانوں پر بلند فرمایا۔ اس صورت میں بعض
 آیات سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی لاعلمی ثابت نہ ہوئی۔ الحمد للہ رب العالمین علی ذلک۔

اِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ

بیشک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے
ضمیر غائب کا مرجع مفسرین کے

دو قول ہیں۔ اول یہ کہ مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات ہو۔ دوسرا یہ کہ مرجع حضور
اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ (تفسیر صادی جزء دوم ص ۲۸۲)

اگر مرجع ضمیر کا اللہ تعالیٰ کی ذات ہو تو باقیل یعنی معراج کی دلیل ہوگی کہ میں
چونکہ اپنے محبوب کے اقوال کو سننے والا اور آپ کے افعال کو دیکھنے والا ہوں
آپ کے یہ اقوال و افعال مجھے ایسے پسند ہیں کہ میں نے اپنے محبوب کو معراج
کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ یا اگر مرجع ضمیر کا اللہ تعالیٰ ہو اور یہ مکذبین معراج
کے لئے ایک وعید ہو کہ ہم اسے منکرین تمہاری تکذیب و انکار کو دیکھتے اور سنتے
ہیں اور ہم تمہیں خوب سزا دیں گے۔ یا مرجع ضمیر کا اللہ تعالیٰ ہو اور سمیع بمعنی مُسْمِع
یعنی سنانے والا اور بصیر بمعنی مُبْصِر دکھانے والا ہو تو یہ معنی ہونگے۔ بے شک اللہ
تعالیٰ آج شب معراج اپنے حبیب کو اپنی کلام سنانے والا ہے۔ اور اپنی قدرت کے
آیات دکھانے والا ہے۔ اگر مرجع ضمیر کا محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہوں تو معنی
یہ ہوں گے کہ بے شک وہ حبیب پاک اللہ تعالیٰ کا کلام سننے والا ہے۔ پہلے وہ
کلام بذریعہ وحی سنتا تھا۔ آج بلا واسطہ جبرئیل علیہ السلام سن رہا ہے۔ اور وہ حبیب
خدا آج اپنے خدا تعالیٰ کے جمال پاک کو بلا حجاب دیکھ رہا ہے۔ سبحان اللہ کیا
شان ہے۔ حبیب خدا کی۔ کہ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام خود دیکھنے کی درخواست فرمائیں
اور کُنْ تُوْرَانِی کا جواب سن کر دیدار الہی سے محروم ہو جائیں۔ اور حبیب خدا کو بغیر
درخواست کے مقام دنیٰ فتنائی میں بلا کر اپنے جمال پاک کی زیارت سے مشرف
فرمایا جائے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

تیسواں وعظ

حضور علیہ السلام کا ام فانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے تشریف لاکر

براق پر سوار ہونا۔

منقول ہے کہ سردار کائنات مفرج موجودات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر بستر استراحت پر آرام فرما ہوئے۔ چشم اقدس خواب میں دل نبوی کی یاد میں زبان امت کے ذکر میں مشغول تھی کہ احکم الحاکمین کا حکم جبرائیل علیہ السلام کو پہنچا۔ کہ اے جبرئیل آج کی رات طاعت کو چھوڑ۔ تسبیح و تہلیل کو چھوڑ دو۔ پردہ طافس و زیور فردوسی سے آراستہ ہو جا اور میکائیل کو کہہ دو کہ رزق کی تقسیم موقوف کرے۔ اسرافیل (علیہ السلام) کو کہہ دو کہ صور نہ بھونکے۔

عزرائیل (علیہ السلام) کو کہہ دو کہ اپنا ہاتھ ارواح کے قبضہ کرنے سے روک دے ورنہ غم بہشت کو حکم سنا دو کہ جنت کی آئینہ بندی کرے۔ حورانِ خلد بریں کو فرما دو کہ آراستہ پراستہ ہو کر ہاتھوں میں طبق نر و جواہر لے کر غرف جنت میں صف صف بستہ کھڑی ہو جائیں۔ مالک دوزخ کو حکم سنا دو کہ دوزخ کے دروازے بند کر دے۔ آدم و ابراہیم موسیٰ و عیسیٰ اور تمام انبیاء علیہم السلام کو خبر کرے کہ وہ اپنی روحوں کو روحِ قدس سے معطر و معتبر کریں۔ پھر ستر خزا فرشتے اپنے ہمراہ لے کر بہشت میں جاؤ۔ اور وہاں سے ایک براق ساتھ لے کر زمین پر جاؤ۔

اور میرے پیارے حبیب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرو کہ آج کی رات آپ کے رب نے آپ کو یاد فرمایا ہے۔ اور اپنا دیدار دکھانے اور کلام سنانے کے لئے اپنے پاس بلا یا ہے۔ چنانچہ جبرئیل علیہ السلام بحسب ارشاد رب جل جلالہ بہشت برین میں براق لانے کے لئے تشریف لائے۔ دیکھا کہ بہشت میں چالیس ہزار براق چمک رہے ہیں اور ہر ایک کی پیشانی پر سردارِ دو جہان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لکھا ہوا ہے ان میں سے ایک براق نہایت غم زدہ سر نیچے ڈالے ہوئے

ایک جانب کھڑا ہے اور آنکھوں سے آنسو بہا رہا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام اس کے پاس گئے۔ اور اس کے رنج و غم کا سبب دریافت فرمایا۔ براق نے کہا کہ چالیس ہزار سال ہوئے کہ حبیب خدا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سنا تھا اس وقت سے آپ کی محبت و عشق میں جل رہا ہوں۔ نہ چرنے کا شوق ہے نہ آرام کو دل چاہتا ہے۔ جب جبرئیل علیہ السلام نے اس براق کو محبت محمدی میں ڈوبا ہوا پایا تو اسی براق کو آپ کی سواری کے لئے تجویز کیا۔

(معارج النبوت ص ۱۱۱ حصہ سوم، المنص از نزہۃ العباس ص ۱۱۱ حصہ دوم)

جبرئیل علیہ السلام براق کو لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ کو نیند میں پایا۔ جبرئیل علیہ السلام نے اپنا منہ حضور علیہ السلام کے کھٹ پاپر ملا۔ جب جبرئیل علیہ السلام کے منہ کی ٹھنڈک پہنچی۔ تو آپ بیدار ہوئے تو دیکھا۔ جبرئیل علیہ السلام حاضر ہیں۔ (معارج النبوت ص ۱۱۱)

حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کو اٹھا کر مسجد حرام میں لے گئے وہاں آپ کا سینہ مبارک اور شکم اقدس کو شق کیا جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

مِنْ مَضْطَجِعًا إِذْ آتَانِي بِي فَشَقَّ
مَا بَيْنَ هَذِهِ إِلَى هَذِهِ يَعْنِي مِنْ
تُغْرَةِ نَحْرِهِ إِلَى شَعْرَتِهِ فَأَ
سْتَخْرَجَ قَلْبِي ثُمَّ وَثَّقْتِ بِطَشْتِ
مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوءِ إِيْمَانًا فَغَسَلَتْ
قَلْبِي ثُمَّ حَتَّتِي ثُمَّ أَعْيَدَتْ لِي
سَرْدَايَةَ ثُمَّ غَسَلَتْ الْبَطْنَ بِمَاءِ
سَرْمَدٍ ثُمَّ مَلَّتِي إِيْمَانًا وَ
حِكْمَةً سَرْدَاةَ الْبُخَارِيِّ

میں حجیم میں تھا اور بعض وقت کہا
حجر میں۔ اس حال میں کہ میں لیٹا ہوا
تھا کہ میرے پاس آنے والا آپا پس
پھیرا اس چیز کو جو درمیان اس کے ہے
اس تک یعنی گڑھے حلق سے زیر
نات کے بالوں تک۔ پس نکال دلاں
میرا پھر لایا گیا میرے پاس ایک لگن
سونے کا بھرا ہوا ایمان سے۔ پس دھویا
گیا پھر بھرا لیا (علم و ایمان سے پھر اپنی
جگہ دل) لونا یا گیا۔ اور ایک روایت

۱۔ المسلم - (مشکوٰۃ ص ۵۶) ہے۔ پھر دھویا گیا پیٹ زمرم کے پانی سے۔ پھر بھرا گیا ایمان اور حکمت سے۔

سیدد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر چار دفعہ ہوا۔

شق صدر مبارک کی حکمت

۱۔ جب آپ حضرت حلیمہ سعدیہ کے پاس تھے۔ اسکی حکمت یہ تھی کہ آپ کے دل سے لہو و لعاب و دیگر ناشائستہ حرکات کی محبت نکال دی جائے۔
۲۔ جب آپ دس سال کے تھے۔ بلوغت سے قبل شق صدر ہوا۔ تاکہ آپ کے دل میں جوانی کے زمانہ میں ایسے کاموں کی رغبت نہ ہو جو رضائے الہی کے خلاف ہوں۔

۳۔ قبل نزل وحی کے سینہ اقدس کو چاک کیا گیا تاکہ دل کو قوت تحمل وحی کی ہو۔

۴۔ شب معراج میں شق صدر ہوا تاکہ دل کو ایسی قوت قدسیہ حاصل ہو جس سے آسمانوں پر تشریف لے جانے اور عالم سماوات کا مشاہدہ کرنے بالخصوص دیدار جمال الہی سے مشرف ہونے میں کسی قسم کی دشواری پیش نہ آنے پائے۔

(مخلص از تفسیر عزیزی ص ۲۲۱ سورۃ الم نشرح)

شق صدر کے وقت سونے کا طشت پیش ہونا اور

سونے کا طشت

اس میں دل اقدس کو دھویا جانا آپ کی انتہائی تعظیم ہے اور اشارہ ہے کہ آپ تمام عالم میں مکرم و معظم ہیں۔ باقی یہ اعتراض کہ آپ کی شریعت میں سونے کا استعمال حرام ہے تو اس کے بہت سے جواب ہیں۔

۱۔ سونے کا استعمال دنیا میں حرام ہے نہ کہ آخرت میں۔ بلکہ آخرت میں مومنوں کے لئے سونے کا استعمال جائز ہے۔ جیسا کہ خود سروردو جہان صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا۔ **هُوَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ لَنَا فِي الْآخِرَةِ**۔ یعنی کفار کے لئے سونا دنیا میں ہے اور ہم اسے آخرت میں استعمال کریں گے اور واقعہ معراج بھی عالم آخرت سے ہے ۲۔ استعمال سونے کا ممنوع ہے۔ اور خود حضور علیہ السلام نے استعمال نہیں کیا تھا بلکہ فرشتوں نے کیا تھا اور فرشتے مکلف نہیں ہیں۔

۳۔ جس وقت سونے کا استعمال کیا گیا اس وقت میں سونے کا استعمال حرام نہیں تھا کیونکہ سونے کی تحریم مدینہ منورہ میں ہوئی اور قصہ معراج مکہ معظمہ میں ہوا۔
(مدارج النبوت جلد اول ص ۱۹۳)

پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میرے پاس سونے کا طشت لایا گیا جو ایمان و حکمت سے بسر نیز تھا۔ جو آپ کے سینے میں بھر دیا گیا۔ تو یہاں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ ایمان و حکمت جو امر نورانیہ سے ہیں۔ جو ہر محسوسہ سے نہیں ہیں۔ تاکہ طشت ان سے بھرا ہوا ہے۔ تو اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ غیر جسمانی چیزوں کو جسمانی صورت عطا فرمائے جیسا کہ موت کو قیامت کے روز مینڈھے کی صورت میں متمثل کیا جائے گا۔ اور نیک اعمال کی صورت حسنہ دیکر میزان میں تو لاجائے گا۔

ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے ایمان و حکمت کو جسمانی صورت میں متمثل فرما دیا۔
ہوا اور یہ متمثل حبیب خدا کے لئے رفعت شان کا باعث ہو۔ (مدارج جلد اول ص ۱۹۳)

قلب اقدس کا زمزم سے دھویا جانا | آپ کے قلب اقدس کو ماؤ زمزم سے دھویا جانا کسی اللہ

کی وجہ سے نہ تھا کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سید الطیبین و الطاہرین ہیں۔ ایسے طیب و طاہر کہ ولادت باسعادت کے بعد آپ کو غسل نہیں دیا گیا۔ لہذا قلب اقدس کا زمزم سے دھویا جانا محض اس حکمت پر مبنی تھا کہ زمزم کے پانی کو وہ شرف بخشا جائے جو کوثر و تسنیم کے پانی کو بھی حاصل نہ ہو۔

براق کا حاضر کیا جانا :- شوق صدر کے بعد حضرت جبرئیل نے آپ کا دست

اقدم پکڑا اور خانہ کعبہ سے بطحائے مکہ میں لے آئے۔ آپ نے وہاں میکانیس و ارفیل کو مع ستر ہزار فرشتوں کے صف بستہ کھڑے ہوئے۔ ملاحظہ فرمایا۔ جو آپ کے استقبال کیلئے حاضر ہوئے تھے۔ جب ملائکہ کی نظر سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم پر پڑی تو نہایت ادب و تعظیم سے حضور پر سلام عرض کیا اور رضائے الہی اور کرامتہائے نامتناہی کی مبارک باد دی۔ آپ نے بھی ان کو جواب سے مشرف فرمایا۔ پھر ایک سواری پیش کی گئی (معارج النبوت جلد سوم ص ۱۱۶) جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔

پھر پیش کیا گیا میرے سامنے ایک جانور جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا سفید رنگ کا اسکو براق کہا جاتا ہے رکھتا تھا اپنا قدم نزدیک تمام ہونے نگاہ اپنی کے۔ پس مجھے اس پر سوار کیا گیا۔

ثُمَّ أُذِيتُ بِدَابَّةٍ دُونَ الْبَعْلِ وَفَوْقَ الْحَمَامِ أَيْضًا يُعَالِلُهُ الْبُرَاقُ يَفْنَعُ خَطْوَهُ عِنْدَ أَقْطَعِ طَرَفِهِ فَيَحْمِلُنِي عَلَيْهِ - رواه البخاري والمسلم (مشکوٰۃ ص ۵۷)

براق کی وجہ تسمیہ | براق کو براق اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ برق یعنی بجلی سے مشق ہے۔ اور یہ بھی نیز رفتاری میں تاند بجلی کے تھا یہ گیا وہ گیا۔ یا برق یعنی چمکدار سے مشق ہے اور اس کا رنگ بھی چمکدار تھا۔

براق بھیجنے میں حکمت | شب اسرار میں براق خدمت والا میں بھیجا گیا حالانکہ رب تعالیٰ قادر تھا۔ کہ بغیر براق کے بھی لیجا سکتا تھا۔ اسکی حکمت یہ تھی کہ جب محب محبوب کو بلا یا کرتا ہے تو اس کے لئے سواری بھیجتا ہے کیونکہ اس میں محبوب کی تعظیم ہوتی ہے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم بھی محبوب رب العالمین ہیں۔ لہذا جب آپ کو اپنے پاس بلا یا تو آپ کی تعظیم کے لئے خدمت اقدس میں سواری بھیجی (معارض حصہ اول ص ۱۹۴)

براق پر سواری

براق خدمت عالی میں حاضر ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے رکاب تھامی ہے۔ اور میکائیل علیہ السلام نے لگام پکڑی

ہوئی ہے۔ جبرئیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں۔ کہ اے حبیب خدا سوار ہو جاؤ۔

اور عالم بالائی سیر کو چلو۔ کیونکہ تمام ملائکہ ملاء اعلیٰ و مقربان عالم انتظار میں ہیں غلغلہ امت صلی اللہ علیہ وسلم براق کو دیکھ کر غمزہ ہو کر سربسارک نیچے کر دیا۔ اتنے میں حکم الہی آیا کہ اے جبرئیل میرے حبیب سے پوچھو۔ سبب توقف کا اور رنج و ملال کا کیا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا جبرئیل!

آج مجھے اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کے انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا۔ اور میری سواری کے لئے براق بھیجا۔ کل قیامت کے روز میری امت قبروں سے اٹھے

بھوک پیاسی ہوگی۔ سرتاپا برہنہ ہوگی گناہوں کا بوجھ سر پر ہوگا۔ پچاس ہزار سال قیامت کا راہ ہے۔ تیس ہزار سال پھر اٹکا رہا ہے یہ کس طرح طے کرے

گی۔ حکم خدا ہوا کہ اے حبیب اپنے دل سے رنج و غم کو نکال دو میں نے جس طرح آپ کی سواری کے لئے براق بھیجا ہے اسی طرح قیامت کے روز آپ کے ہر

امتی کی قبر پر ایک ایک براق بھیجوں گا۔ اور سب کو براق پر سوار کر کے طرفہ العین میں پچاس ہزار سال راہ قیامت کا طے کر کے اور پھر اٹھے پار لگا دوں گا۔ اور ہشت

عشر ہرشت میں داخل فرما دوں گا۔ پس حضور نے یہ خبر فرحت اثر سن کر سوار ہونے کا ارادہ فرمایا تو براق نے شوخی شروع کی اور اچھلنا کودنا شروع کیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے براق کو کہا

کیا رسول پاک سے ایسا کرتا ہے۔

کوئی تجھ پر سوار نہیں ہو جو آپ

سے عند اللہ زیادہ مکرم ہو۔ پس وہ

پسینہ پسینہ ہو گیا۔

أَجْمَعْتِي تَفْعَلُ هَذَا أَمَّا سَابِكُكَ

أَحَدٌ أَكْرَمَ عَلَى اللَّهِ مِنِّي قَالَ

قَادَ فَصَى عَرَقًا.

(ترمذی جلد دوم ص ۱۴۰)

فائدہ :- علمائے اعلام نے فرمایا ہے کہ براق کی یہ شوخی بطور سرکشی نہ

تھی بلکہ بطور ناز و فخر تھی۔ جیسا کہ ایک دفعہ آپ کوہ ثبیر پر تشریف لائے تو پہاڑ خوشی سے حرکت کرنے لگا تو آپ نے فرمایا۔ اُمْتُتُ يَا ثَبِيرُ فَاَتَمَّ عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَ شَهِيدٌ اِنْ - تو پہاڑ یہ سن کر ساکن ہو گیا۔ (مدارج جلد اول ص ۱۹۴)

منقول ہے شب معراج حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بطحائے مکہ میں تشریف فرما ہیں۔ آج

ظہور شان حبیب خدا

آپ کی شان کے مکمل ظہور کا وقت ہے۔ کہ انسی ہزار ملائکہ آپ کے دائیں طرف اور اسی ہزار بائیں جانب موجود ہیں۔ ہر ایک کے ہاتھ میں شعل نوری و شمع کا نوری ہے۔ جن کی روشنی و خوشبو سے تمام بطحائے مکہ روشن و معطر ہو رہا تھا کہ اتنے میں فرمان الہی پہنچا۔ اے جبرئیل (علیہ السلام) میرے حبیب کے چہرہ انور سے جو ستر ہزار پردے (بشریت) کے پڑے ہوئے ہیں ان میں ایک پردہ ہٹا دو جبرئیل علیہ السلام نے آپ کے چہرہ اقدس سے ایک پردہ اٹھایا تو اس سے ایسا نور ظاہر ہوا کہ تمام مشعلوں اور شمعوں کی روشنی اس نور کے سامنے مضمحل ہو گئی (معارج رکن سوم ص ۱۱۵)

اس روایت سے وہابیہ کا یہ اعتراض ہو گیا کہ جب حضور نور ہیں فائدہ تو جب پتے یا بیٹھے تو روشنی کیوں نہیں ہوتی۔ جواب واضح ہے

کہ واقعی ہر کار دو عالم نور ہیں۔ روشنی نہیں ہوتی تو اس لئے کہ آپ پر ستر ہزار پردے ڈالے ہوئے تھے۔ اگر پردے نہ ہوتے تو کس کی آنکھ میں طاقت تھی۔ کہ آپ کے نور اور روشنی کو دیکھ سکتا۔

چوبیسواں وعظ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بطحائے مکہ سے روانگی اور عجائبات

کا ملاحظہ فرمانا

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم دو طہا بن کر براق پر سوار ہو کر مسجد اقصیٰ کی بطوت روانہ

ہوئے۔ آپ کا گذر ایسی زمین پر ہوا جس میں کھجور کے درخت بکثرت تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے خدمت عالیہ میں عرض کی، یا رسول اللہ سواری سے اتر کر نماز (نفل) پڑھو۔ آپ نے اتر کر نماز پڑھی۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ آپ نے شرب (مدینہ طیبہ) میں نماز پڑھی ہے۔ یعنی یہ جگہ آپ کی سکونت بنے گی۔

(مدارج جلد اول صفحہ ۱۹۵، انوار محمدیہ ص ۳۳۳)

پھر آپ کی سواری ایک سفید زمین پر گزری۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی حضور! یہاں بھی اتر کر نماز پڑھیں۔ جب آپ نے نماز پڑھی تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ آپ نے مدین میں نماز پڑھی ہے۔ وہاں سے چل کر بیت اللحم پر گذر ہوا۔ وہاں بھی جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی حبیب خدا اتریں اور نماز نفل پڑھیں۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ (انوار محمدیہ ص ۳۳۳)

اس سے ثابت ہوا کہ مقام بزرگ میں نماز (نفل) پڑھنا باعث ثواب ہے اور سنت مصطفیٰ ہے۔ لہذا جمیر میں اور حضرت داتا گنج بخش کی مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ وہاں یہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے منع کرتے ہیں۔

فائدہ

آپ کی سواری جا رہی تھی کہ راستے میں ایک بوڑھی عورت نظر آئی۔ آپ نے پوچھا۔ یہ کون ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی حضور آپ چلے چلیں۔ آپ چل رہے تھے کہ ایک بوڑھا راستہ میں ملا۔ جو آپ کو بلانے لگا کہ یا رسول اللہ ادھر تشریف لاؤ۔ مگر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی حضور! سفر جاری رکھیں۔

پھر آپ کا گذر ایک ایسی جماعت پر ہوا۔ انہوں نے آپ کو بائیں الفاظ سلام عرض کیا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا اَوَّلَ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا اٰخِرَ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا حَاشِرَ۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی حضور! ان کو سلام کا جواب دو۔ آپ نے انکو سلام کا جواب دیا۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ جو

آپ نے بوڑھی عورت دیکھی ہے وہ دنیا ہے۔ اب دنیا کی عمر اتنی باقی رہ گئی ہے۔ جتنی اس بوڑھی عورت کی۔ اگر اس بوڑھی عورت کو جو دنیا تھی جواب دیتے تو آپ کی امت دنیا کو آخرت پر اختیار کرتی اور جس نے آواز دے کر آپ کو بلایا تھا وہ ابلیس تھا۔ اگر آپ اسکو جواب دیتے۔ کہ آپ کی امت کو گمراہ کر دیتا۔ اور وہ جماعت جس نے آپ کو سلام کیا ہے وہ حضرت ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام تھے۔
(مدارج جلد اول صفحہ ۱۹۵، انوار محمدیہ صفحہ ۳۳۲)

ایک روایت میں ہے کہ آپ کا گذر موسیٰ علیہ السلام پر ہوا جو اپنی قبر مبارک میں نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے آپ کو دیکھ کر کہا۔ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ (مدارج جلد اول صفحہ ۱۹۵، انوار محمدیہ صفحہ ۳۳۲)

فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء زندہ ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ جیسا کہ اہل بہشت بہشت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں بغیر اس کے کہ مکلف ہوں۔ حضرت علامہ محقق مولانا عبدالحق فرماتے ہیں

چوں انبیاء زندہ اندر خدا تعالیٰ عبادت کرتے ہیں۔
چونکہ انبیاء زندہ ہوتے ہیں نزد خدا اور عبادت کرتے ہیں۔
(مدارج جلد اول صفحہ ۱۹۵)

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی لکھتے ہیں۔
لَا مَا نَعِ اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ
يُصَلُّونَ فِي قُبُورِهِمْ لِاَنَّهُمْ اَحْيَاءُ
عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْزُقُونَ۔ (انوار محمدیہ صفحہ ۳۳۲)
اس میں کوئی منہ کی بات نہیں ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں کیونکہ وہ اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں اور رزق دینے جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ کثیر دلائل موجود ہیں کہ انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں۔ فقیر نے

مواظظ رضویہ حصہ دوم میں بعض دلائل نقل کئے ہیں اور پھر حصہ سوم میں حیات انبیاء علیہم السلام پر ایک مستقل وعظ ہے۔ اسکا مطالعہ کریں اور لطف اٹھائیں۔

جب سرور دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم اس سے آگے چلے تو آپ کا گذر ایک ایسی قوم پر ہوا جو

مجاہدین کا ملاحظہ فرمانا

ایک ہی دن کھیتی بوتے ہیں اور اسی دن کاٹ لیتے ہیں۔ جب وہ کاٹتے ہیں پھر وہ کھیتی ایسی ہو جاتی ہے جیسے کاٹنے کے قبل تھی۔ آپ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کیا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔ ان کی نیکی سات سو گنا سے زیادہ کی جاتی ہے۔ اور یہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اسکا نعم البدل عنایت فرماتا ہے اور بہتر رزق دینے والا ہے۔ (انوار محمدیہ ص ۳۳۵)

پھر آپ نے ایک ایسی قوم پر گذر فرمایا جن کے سر تپھر سے پھوڑے جلتے ہیں

تارک صلاۃ کا ملاحظہ فرمانا

جب وہ کچلے جاتے ہیں تو پھر سابقہ حالت پر ہو جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ بند نہیں ہوتا آپ نے پوچھا۔ جبرئیل! یہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو نماز فرض سے روگردانی کرتے ہیں۔ (انوار محمدیہ ص ۳۳۵)

پھر آپ کا گذر ایک ایسی قوم پر ہوا کہ ان کی شرم گاہوں پر آگے اور پیچھے چپتی پٹے۔ لپٹے

تارک زکوٰۃ کا دیکھنا

ہونے ہیں۔ اور وہ مویشیوں کی طرح چر رہے ہیں۔ اور کاٹنے زقوم اور جہنم کے پتھر کھا رہے ہیں۔ آپ نے پوچھا۔ یہ کون لوگ ہیں۔ جبرئیل نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے۔ ان پر اللہ تعالیٰ نے ظلم نہیں کیا۔ اور آپ کا رب اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔ (وَمَا سَابِقُكَ بِظُلْمٍ اَلْعَبِيدِ) (انوار محمدیہ ص ۳۳۵)

تارکیوں کا دیکھنا :- پھر آپ کا گذر ایک قوم پر ہوا جن کے سامنے ایک ٹانڈی

میں پکا ہوا گوشت رکھا ہے اور ایک ہانڈی میں کچا بہ بودار گوشت رکھا ہوا ہے۔ مگر وہ لوگ اس بہ بودار کپے گوشت کو کھاتے ہیں اور پکا ہوا گوشت نہیں کھاتے ہیں آپ نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کی امت میں وہ مرد ہیں۔ جن کے پاس حلال اور طیب بیویاں ہوں اور پھر وہ خبیث اور پلید عورتوں کے پاس آئیں اور ان کے پاس صبح تک رات گزاریں۔ اسی طرح وہ عورتیں ہیں۔ جو اپنے حلال طیب شوہروں کے پاس سے اٹھ کر ناپاک مردوں کے پاس آئیں۔ اور رات کو ان کے پاس رہیں۔ یہاں تک کہ صبح ہو جائے۔
(انوار محمدیہ ۳۳۵)

حرمیوں کو دیکھنا پھر آپ کا گذر ایک ایسے شخص پر ہوا جس نے ایک بہت بڑا گٹھا لکڑیوں کا جمع کر رکھا ہے۔ کہ وہ اس کو اٹھا نہیں سکتا۔ مگر وہ اس میں لکڑیاں اور لالا کر رکھتا ہے۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا۔ آپ کی امت میں ایک ایسا شخص ہے جس کے ذمہ لوگوں کے بہت سے حقوق اور امانتیں ہیں۔ جن کی ادا پر وہ قادر نہیں ہے اور وہ اور زیادہ لدا تاجلا جاتا ہے۔ (انوار محمدیہ ۳۳۵)

واعظ سوء کو دیکھنا پھر آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا جن کی زبانیں اور ہونٹ لوہے کی تینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں اور جب کٹ جاتے ہیں۔ تو پھر حالت سابقہ پر ہو جاتے ہیں اور یہی سلسلہ جاری ہے۔ آپ نے پوچھا یہ کون ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ گمراہی میں ڈالنے والے واعظ ہیں۔ (انوار محمدیہ ۳۳۵)

پھر آپ کا گذر ایک چھوٹے پتھر پر ہوا۔ جس میں سے ایک بڑا میل پیدا ہوتا ہے۔ پھر وہ میل اس پتھر کے اندر جانا چاہتا ہے۔ لیکن نہیں جاسکتا۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ اس شخص کا حال ہے جو ایک بری بات منہ سے نکالے پھر اس پر نادم ہو اور اس بات کو منہ میں واپس کرنا چاہتا ہے مگر

وہ واپس نہیں کر سکتا۔ (النور محمدیہ ص ۳۳۲)

پھر ایک دادی پر گندے۔ وہاں ایک ٹھنڈی پاکیزہ
جنت کی آواز سنا

سنے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ جنت کی آواز ہے۔ وہ کہتی ہے
کہ اے رب جو تو نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے۔ وہ مجھے دیجئے۔ کیونکہ میرے
بالا خانے اور استبراق اور حریر اور سندس اور عبقری اور موتی اور مونگے اور چاندی اور
سونا۔ گلاس اور تشریاں اور دستہ دار کونے اور مرکب۔ شہد اور پانی اور دردہ اور
شراب بہت کثرت کو پہنچ گئے ہیں۔ تو اب میرے وعدے کی چیز (سکان جنت)
مجھے دیجئے (تاکہ وہ ان نعمتوں کو استعمال کریں) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ تجھے دیا
جائے گا۔ ہر مسلم مرد اور مسلمہ عورت اور مومن مرد اور مومنہ عورت اور جو مجھ پر اور
میرے رسولوں پر ایمان لائے اور میرے ساتھ شرک نہ کرے۔ اور میرے سوا کسی
کو خدا نہ مانے اور مجھ سے ڈرے گا۔ وہ ماموں اور بیگا۔ اور جو مجھ سے ملنے گا میں اس
دوں گا اور جو مجھ کو قرض دے گا۔ میں اسکو جزا دوں گا۔ اور جو مجھ پر توکل کریگا
میں اسکو کفایت کروں گا۔ میں اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں وعدہ
خلانی نہیں کرتا بیشک مومن کامیاب ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ جو احسن الخالقین ہے
بارکرت ہے۔ جنت نے (یہ سن کر) کہا میں راضی ہوں۔ (النور محمدیہ ص ۳۳۲)

دوزخ کا آواز سنا
پھر آپ کا گندرا ایک دادی پر ہوا۔ وہاں ایک وحشت
ناگ آواز سنی۔ اور بدبو محسوس ہوئی۔ آپ نے پوچھا

یہ کیا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی۔ یہ جہنم کی آواز ہے۔ کہتی ہے اے رب
میرے زنجیریں اور طوق اور شعلے اور گرم پانی اور پیپ اور عذاب کثرت کو پہنچ
گئے ہیں اور میری گہرائی بہت دراز ہو گئی ہے۔ اور میری گرمی سخت ہو گئی ہے۔ اور
جو مجھ سے تو نے وعدہ کیا ہے وہ مجھے دے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا۔ ہر شرک مرد
اور ہر شرک عورت کافر اور کافرہ۔ اور ہر منکبہ جو قیامت کے دن کے ساتھ ایمان نہیں

رکھتا وہ تجھ کو دیا جائیگا۔ دوزخ نے کہا میں راضی ہو گئی (انوار محمدیہ ص ۳۳۶)

آپ نے فرمایا کہ ایک پکار نے والے نے مجھ کو دائیں طرف سے بلایا۔ کہ میری طرف نظر کیجئے میں آپ سے کچھ دریافت

یہود و نصرانی کا بلانا

کرتا ہوں۔ میں نے اسکی بات کا جواب نہیں دیا۔ پھر ایک اور نے بائیں طرف سے اسی طرح بلایا۔ میں نے اسکو بھی جواب نہیں دیا۔ پھر آپ نے ایک عورت دیکھی جو اپنے بازوؤں کو کھولے ہوئے تھی اور اس پر ہر قسم کی آرائش تھی۔ جو خدا تعالیٰ نے بنائی ہے۔ اس نے بھی کہا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میری طرف نگاہ کیجئے۔ میں آپ سے کچھ دریافت کر دوں گی۔ آپ نے اسکی طرف التفات نہ فرمایا۔ جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا۔ کہ پہلا پکارنے والا یہود کا داعی تھا اگر آپ اسکو جواب دیتے تو آپ کی امت یہودی ہو جاتی۔ اور دوسرا پکارنے والا نصاریٰ کا داعی تھا۔ اگر آپ اسکو جواب دیتے تو آپ کی امت نصرانی ہو جاتی۔ اور عورت دنیا تھی۔ یعنی اسکو جواب دینے سے یہ اثر ہوتا کہ آپ کی امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی (انوار محمدیہ ص ۳۳۶)

پھر آپ نے بہت سے خوان دیکھے

حرام کھانے والے ملاحظہ فرمائے

جن پر طبیب دپا کینہ گوشت رکھا ہوا

ہے مگر ان پر کوئی شخص نہیں ہے۔ کچھ اور خوان ہیں جن پر سڑا ہوا گوشت رکھا ہوا ہے اور بہت سے لوگ وہ گوشت کھا رہے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو حلال کو چھوڑتے ہیں اور حرام کو کھاتے ہیں۔

پھر آپ کا نذر ایک ایسی قوم پر ہوا۔ جن کے پیٹ اتنے

سود خواروں کو دیکھا

بڑے ہیں۔ جیسے کوٹھڑیاں ہوتی ہیں۔ جب ان میں

سے کوئی اٹھتا ہے فوراً گر پڑتا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ سود خوار ہیں۔

(انوار محمدیہ ص ۳۳۷)

پھر آپ کا نذر ایسی قوم پر ہوا کہ ان کے منہ

اتنے بڑے ہیں جیسے اونٹوں کے ہوتے ہیں

مال یتیم کھانے والے دیکھے

آگ کے انگٹے نکلتے ہیں۔ اور وہ انگٹے ان کے نیچے سے نکل جاتے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! یہ وہ لوگ ہیں جو تیریوں کا مال ٹکٹا لھاتے تھے (انوار محمدیہ ص ۳۳)

زانی عورتوں کا دیکھنا پھر آپ کا گذریسی عورتوں پر ہوا۔ جو پستانوں سے بندھی ہوئی ٹک ہی ہیں۔ یہ زانی عورتیں تھیں (انوار محمدیہ ص ۳۳)

چغل خور پھر آپ کا گذریسی قوم پر ہوا جنکا پہلو کا گوشت کاٹا جاتا تھا اور یہ لوگ چغل خور اور عیب چین تھے۔ (انوار محمدیہ ص ۳۳)

وہابیہ کا اعتراض منکرین علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وہابیہ اس جگہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ

وسلم نے ان سب امور سابقہ میں جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ کو ان امور کا علم نہ تھا۔

جواب اسکا مختصر جواب یہ ہے کہ سوال ہمیشہ لاعلمی کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ کبھی حکمت کی بناء پر بھی ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ

السلام سے سوال فرماتا ہے۔ وَمَا تَلَّكَ بِمِثْلِكَ يَا مُوسَىٰ - اے موسیٰ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے۔ تو کیا رب تعالیٰ جو علام الغیوب ہے۔ اسکو بھی علم نہ تھا۔

تَعَالَى اللَّهُ عَن ذَٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيرًا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان صورتوں میں پوچھنے میں یہ حکمت ظاہر ہے۔ کہ اگر آپ نہ پوچھتے تو ان صورتوں کی وضاحت

کیسے ہوتی اور ہم کیسے جانتے کہ وہ کون لوگ تھے۔ جب آپ نے پوچھا۔ جبرئیل نے وضاحت کی تو ہم کو معلوم ہو گیا کہ وہ لوگ زانی تھے یا سود خوار وغیرہ۔ فالہم للرب العظیم

پچیسواں وعظ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیت المقدس میں پہنچنا

آپ کی سواری بیت المقدس کے قریب پہنچی تو آپ سواری سے نیچے اترے اور سواری کو مسجد کے حلقہ کے ساتھ باندھا گیا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

ہے کہ حضور اقدس صاحب معراج صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حَتَّى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ
فَرَبَطْتُهُ بِالْحُلُقَةِ الَّتِي تَرَبُّطُ
بِهَا الْأَنْبِيَاءُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ
(مشکوٰۃ ص ۵۲۵)

ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے خود براق کو باندھا۔

مگر مراد اس باندھنے سے حکم باندھنے کا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام

کو حکم دیا۔ اور انہوں نے سواری کو باندھا جیسا کہ دوسری حدیث سے ثابت ہے کہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَمَّا اسْتَقْبَلْنَا إِلَى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ
قَالَ جِبْرَائِيلُ يَا صَبِيحَةَ نَحْرَتِي
بِهِ الْحَجْرُ وَشَدَّ بِهَا الْبُرَاقُ
(ترمذی ص ۱۲۱ جلد دوم)

پھر آپ مسجد میں تشریف لائے گئے وہاں آپ کے استقبال کے لئے تمام

انبیاء علیہم السلام حاضر تھے۔ آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک انہوں نے

آپ کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی ثنا کی اور حضور پر درود پاک پڑھا۔ اور سب نے حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل ہونے کا اعتراف کیا۔ پھر آذان دی گئی اور تکبیر

کئی گئی۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے صفوف درست کئے اور انتظار کرنے لگے کہ کون

امام بنیں گا۔ اتنے میں جبرائیل علیہ السلام نے امام الانبیاء حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر سب کا امام بنایا۔ آپ نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام

کو نماز پڑھائی (مدارج ص ۱۹۵)

حضرت عید اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کی کہ حضور نے فرمایا

میں مسجد اقصیٰ میں داخل ہوا۔ تمام انبیاء

دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَعَرَفْتُ

کو میں نے پہچانا۔ کوئی صاحب قیام
میں۔ کوئی رکوع میں۔ کوئی سجدہ میں
تھے۔ پھر موزن نے آذان دی۔ پس نماز
کی اقامت کہی گئی۔ ہم نے کھڑے ہو کر
صفیں تیار کیں۔ اور انتظار کرنے لگے
کہ کون ہمارا امام بنیں گا۔ پس جبرئیل
علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے آگے
کر دیا تو میں نے انبیاء علیہم السلام کو
نماز پڑھائی۔

النَّبِيِّنَ مَا بَيْنَ قَائِمٍ وَ سَاجِدٍ
سَاجِدٍ ثُمَّ آذَانَ مُؤَدِّئٍ فَأَقِيمَتِ
الصَّلَاةُ فَقُمْنَا مَعْقُوفًا نَنْتَظِرُ
مَنْ يَكُونُ مِنَّا فَأَخَذَ بِيَدِي
جِبْرِيلُ فَقَدَّ مِنِّي فَصَلَّيْتُ بِهِمْ
(انوار محمدیہ ص ۳۳۸)

ثابت ہوا کہ محبوب خدا تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار اور امام
ہیں۔ اور سب سے افضل ہیں۔ اس معراج میں خدا تعالیٰ کو اپنے

فائدہ

حبیب کی شانِ رفعت دکھانی ہی منظور تھی۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ انبیاء کرام
زندہ ہیں۔ جیسا کہ پہلے بھی ثابت ہو چکا ہے۔

انبیاء کرام کا ثنا کرنا | اس کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام نے نوبت
اپنے اللہ تعالیٰ کی ثنا و حمد بیان کی۔ اور

اس کے ضمن میں اپنے خصائص و کمالات ظاہر کئے۔ سب سے پہلے حضرت سیدنا
ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا۔

تمام صدیق اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت
ہیں جس نے مجھے خلیل بنایا اور مجھے
ملک عظیم عطا فرمایا۔ اور مجھے مقتدا
صاحب قنوت بنایا کہ میرا اقتداء
کیا جاتا ہے اور مجھے تار سے نجات
دی اور اسکو مجھ پر ٹھنڈی اور سلامتی

اِبْرَاهِيمُ لِلّٰهِ الَّذِي اتَّخَذَ فِيَّ
خَلِيلًا وَاَعْطَانِي مَلَكًا عَظِيمًا وَا
جَعَلَنِي اُمَّةً قَائِمًا يَكُوْنُ تَمَرِّي
وَاَنْقَذَنِي مِنَ النَّارِ وَاَجْعَلْهَا
بُرْدًا وَاَوْسَلَامًا۔

والی بنائی۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی یوں تعریف کی۔

أَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَلَّمَنِي تَكَلِيمًا
وَصَفَّقَانِي وَأَنْزَلَ عَلَيَّ التَّوْرَةَ
وَجَعَلَ هَلَاكَ فِرْعَوْنَ وَجَحَاةَ
بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى يَدَيَّ
وَجَعَلَ مِنْ أُمَّتِي قَوْمًا يَهْدُونَ
بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعِدُّونَ۔

تمام محامد اس اللہ کے لئے ہیں۔ جس
نے میرے ساتھ کلام فرمایا اور مجھے
برگزیدہ کیا۔ اور مجھ پر تورات نازل کی
اور فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل
کی نجات میرے ہاتھ پر ظاہر کی۔ اور
میری امت کو ایسی قوم بنایا کہ حق کے
موافق وہ ہدایت کرتے ہیں اور اسی
کے ساتھ عدل کرتے ہیں

پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب کی ثنا کرتے ہوئے فرمایا۔

أَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ لِي مُلْكًا
عَظِيمًا وَرَعَلَنِي الرُّبُوسَ وَالْآنَ
لِي الْحَدِيدُ وَسَخَّرَ لِي الْجِبَالَ
لِيَسْمَعَنَّ مَعِيَ وَالطَّيْرَ وَالْإِنْسَانَ
الْحِكْمَةَ وَفَصَلَ الْخُطَابِ۔

تمام حمدیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔
جس نے مجھے ملک عظیم عطا فرمایا اور
مجھے زبور کا علم دیا۔ اور میرے لئے لوہے
کو موم کیا۔ اور میرے لئے پہاڑوں کو
تابع کیا۔ جو میرے ساتھ تسبیح پڑھتے
ہیں اور پرندوں کو بھی تابع کیا تسبیح
کے لئے اور مجھے حکمت اور صاف
تقریر عطا فرمائی۔

پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب کی حمد کا خطبہ پڑھا۔

أَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي سَخَّرَ لِي
الرِّيَّاحَ وَسَخَّرَ لِي الشَّيَاطِينَ
يَعْلَمُونَ مَا شِئْتُ مِنْ مَخَارِبٍ

تمام محامد اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں
جس نے میرے لئے ہوا میں تابع کیں۔
اور شیطانوں کو مخر کیا جو میں چاہتا ہوں

کرتے ہیں۔ عمارتیں۔ تصویبیں (کہ
اسوقت جائز تھیں) اور پرندوں
کی بولی کا علم دیا۔ اور ہر شے مجھے دی
اور میرے لئے شیطانوں۔ انسانوں۔
جنوں پرندوں کو سخر کیا۔ اور مجھے
ایسا ملک عطا فرمایا۔ جو میرے بعد کسی
کے لائق نہیں ہوگا۔ اور میرے لئے
ایسی پاکیزہ سلطنت بنائی۔ کہ اس کے

وَمَا سَيْلٌ وَعَلَّمَنِي مُطَقَّ الطَّيْرِ
وَأَتَانِي مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَسَخَّرَ لِي
جَنُودَ الشَّيَاطِينِ وَالْإِنْسِ وَ
الْحَيِّ وَالطَّيْرِ كَاتِبِي مُلْكًا لَا يَبْغِي
لَا حَيٍّ مِنْ الْبَعْدِي وَجَعَلَ مُلْكِي
مُلْكًا طَيِّبًا لَيْسَ فِيهِ حِسَابٌ

متعلق مجھ سے حساب نہ ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شہاد کرتے ہوئے فرمایا۔

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں
جس نے مجھ کو اپنا کلمہ بنایا اور مجھ کو شاہ
آدم (علیہ السلام) کے بنایا۔ کہ ان کو مٹی سے
بنایا۔ پھر فرمایا کہ ہو جا۔ پس وہ ہو گئے
اور مجھے کتاب (لکھنا) حکمت اور تورات
اور انجیل کا علم دیا۔ اور مجھے ایسا بنایا کہ
میں مٹی سے پرندوں کی صورتیں بناتا
ہوں۔ پس اس میں میں پھونکتا ہوں
پس اللہ کے حکم سے پرندہ ہو جاتا ہے
اور مجھ کو ایسا بناتا کہ میں مادر زاد اندھے
اور جذامی کو چھاکر دیتا تھا۔ اور مردوں
کو زندہ کرتا تھا۔ اور مجھے (آسمانوں پر)
بلند کیا۔ اور مجھے اور میری اماں کو شیطان

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَنِي كَلِمَةً
وَجَعَلَنِي مِثْلَ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ
تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ
وَعَلَّمَنِي الْتَّابِ وَالْحِكْمَةَ وَ
التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَجَعَلَنِي
أَخْلُقُ أَيُّ أَصَوْرٍ مِنَ الطَّيْرِ
كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفَعُ فِيهِ فَيَكُونُ
طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَجَعَلَنِي أَبْرَى
الدَّكْمَةِ وَالْكَبْرُصِ وَأَسْحَى الْمَوْتَى
بِإِذْنِ اللَّهِ وَسَقَعْنِي وَطَهَّرَنِي وَ
أَعَادَنِي وَأَخْرَجَنِي مِنَ الشَّيْطَانِ
الَّذِي جِئِمَ فَلَمْ يَكُنْ لِلشَّيْطَانِ
عَدِيًّا سَيْلًا

رجیم سے پناہ دی۔ پس شیطان کا ہم پر کوئی قابو نہیں چلتا تھا
 آپ نے فرمایا۔ اب تک تم حضرات نے اپنے رب کی حمد و ثنا کی اب میں
 اپنے رب کی ثنا کرتا ہوں۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَرْسَلَنِي رَحْمَةً
 لِلْعَالَمِينَ وَكَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا
 وَنَذِيرًا وَأَنْزَلَ عَلَيَّ الْفُرْقَانَ فِيهِ
 تَبْيِٰكٌ كُلِّ شَيْءٍ وَجَعَلَ لِي خَيْرٌ
 أُمَّةٍ أَخْرَجْتُ لِلنَّاسِ وَجَعَلَ
 لِي خَيْرٌ أُمَّةً وَسَطًا وَجَعَلَ لِي خَيْرٌ
 هُمْ إِلَّا وَكُنْ وَهُمْ إِلَّا وَكُنْ
 وَشَرَّحَ لِي صَدْرِي وَوَضَعَ عَنِّي
 ذُرِّي وَرَفَعَ لِي ذِكْرِي وَجَعَلَنِي
 فَاتِحًا وَخَاتِمًا۔ (انوار محمدیہ ص ۳۳۸)

مدارج ص ۱۹۶

تمام محامد اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس
 نے مجھے رحمتہ للعالمین اور تمام لوگوں
 کیلئے بشیر و نذیر بنایا اور مجھ پر فرقان
 اتارا جس میں ہر شے کا واضح بیان ہے
 اور میری امت کو بہترین امت بنایا
 کہ لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے اور
 میری امت کو امت عادلہ بنایا اور
 میری امت کو ایسا بنایا کہ (رتبہ میں)
 اول (وجود میں) آخری بھی ہیں اور میرے
 سینے کو کھل دیا۔ اور میرے بوجھ کو ہلکا
 کر دیا۔ اور میرے ذکر کو بلند کیا۔ اور
 مجھے شروع کرنے والا اور سب کا ختم کرنے والا
 بنایا۔ یعنی نبوت مجھ سے شروع اور کچھ
 مجھ پر ختم ہوئی۔

جب امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی حمد و ثنا

حضور کا سب سے افضل ہونا

کے بیان سے فارغ ہوئے تو سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام
 انبیاء کی موجودگی میں فیصلہ فرما کر کہا۔ بِهَذَا أَفْضَلُكُمْ مُحَمَّدٌ (صلی اللہ علیہ وسلم یعنی
 ان کمالات کے سبب سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سب سے
 فضیلت لیگئے۔ تمام انبیاء نے سنا اور اسکو تسلیم کیا۔ ثابت ہوا کہ تمام انبیاء کا اجماع

ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہیں۔ (مدارج صفحہ ۱۹۶، انوار محمدیہ صفحہ ۲۳۹)

پچھیسواں وعظ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمان اول پر جلوہ فرمانا
قرآن پاک سے بھی آسمانی معراج ثابت ہے اور حدیث پاک سے بھی ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ سورہ نجم میں فرماتا ہے۔

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ۝ مَا أَضَلَّ

مَا جَبَلَكُم مَّا غَوَىٰ ۝ وَمَا

يُنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا

وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝ عَلَّمَهُ شَدِيدٌ

الْقَلْبِ ۝ ذُرِّيَّتَهُ فَأَسْتَوَىٰ ۝

وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَىٰ ۝ ثُمَّ دَنَا

فَتَنَنَّىٰ ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ

أَوْ أَدْنَىٰ ۝ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَّا

أَوْحَىٰ ۝ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا

رَأَىٰ ۝ أَكْتُمُونَكَ ۝ عَلَىٰ مَا بَدَأَ

وَلَقَدْ سَاءَ إِذْ نَزَّلْنَا الْحُورَىٰ ۝

عِنْدَ مِسْدٍ سَاءَ الْمُنْتَهَىٰ ۝ عِنْدَ

هَاجَتِهِ الْمَأْدَىٰ ۝ إِذْ يُعْشَىٰ

الْمِسْدَ سَاءَ مَا يُعْشَىٰ ۝ مَا تَرَاغَىٰ

الْبَصْرَ وَمَا طَعَىٰ ۝ وَلَقَدْ سَاءَ

مِنْ آيَاتِ سَابِقِهِ الْكُبْرَىٰ ۝ (پارہ ۲۷)

اس پیارے چلتے تارے محمد کی قسم

جب یہ معراج سے اترے۔ تنہا ہے

صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے۔ اور وہ

کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے

وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے

انہیں سکھایا سخت قوتوں والے

طاقتور نے پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا

اور وہ آسمان برین کے سب سے

بلند کنارہ تھا۔ پھر وہ جلوہ نزدیک

ہوا۔ پھر خوب انرا آیا۔ تو اس جلوہ اور

اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا

بلکہ اس سے بھی کم اب وحی فرمائی اپنے

بندے کو جو وحی فرمائی۔ دل نے جھوٹ

نہ کہا۔ جو دیکھا۔ کیا تم ان کے دیکھے ہوئے

پر جھگرتے ہو۔ اور انہوں نے تو وہ جلوہ

دوبارہ دیکھا۔ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس

اسکے پاس جنت المادنی ہے۔ جب سدرہ پر چھار ہاتھا۔ جو چھار ہاتھا۔ آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔ بیشک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔
ان مبارک آیتوں کی پوری تفصیل تو آگے ذکر کی جائے گی۔ مگر آسمانی معراج تو ثابت ہی ہوتا ہے۔ اب حدیث پاک سے آسمانی معراج کا ثبوت سنئے۔

آسمان دنیا کی طرف عروج

فارغ ہوئے تو آپ کے لئے آسمان پر چڑھنے کیلئے ایک سیڑھی سونے کی اور ایک سیڑھی چاندی کی پیش کی گئی جو بڑی خوبصورت تھی۔ آپ بمع جبرئیل علیہ السلام سیڑھی پر چڑھے جیسا کہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

فَوَضَعَتْ لَهُ مِرْقَاةً مِّنْ فِضَّةٍ
وَمِرْقَاةً مِّنْ ذَهَبٍ حَتَّىٰ عَوَّجَ
هُوَ وَجِبْرِيلُ۔
آپ کے لئے ایک سیڑھی چاندی کی
اور ایک سیڑھی سونے کی رکھی گئی۔
یہاں تک کہ آپ اور جبرئیل (علیہ
السلام) چڑھے۔
(النوار محمدیہ ص ۳۳)

کتاب شرف المصطفیٰ میں اس طرح روایت ہے۔

أَنَّهُ أُتِيَ بِالْمِعْرَاجِ مِنْ جَنَّةِ
الْفِرْدَوْسِ وَأَنَّهُ مُنْفَذٌ بِاللَّوْلُوَّةِ
عَنْ يَمِينِهِ مَلَائِكَةٌ وَعَنْ
يَسَارِهِ مَلَائِكَةٌ (النوار محمدیہ ص ۳۴)
بے شک شان یہ ہے کہ آپ کے لئے
جنت الفردوس سے ایک سیڑھی لائی
گئی جو موتیوں سے جڑی ہوئی تھی۔
اس کے دائیں طرف بھی فرشتے تھے۔
اور بائیں جانب بھی فرشتے تھے۔

سما و دنیا پر پہنچا
سیڑھی پر چڑھتے ہوئے سما و دنیا تک پہنچ گئے جیسا کہ
آپ کا ارشاد ہے۔

فَعَوَّجَ لِي إِلَى السَّمَاءِ فَلَمَّا جِئْتُ
رَأَى السَّمَاءَ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيلُ
مَجھے آسمان تک چڑھایا گیا۔ جب میں
سما و دنیا تک پہنچا تو جبرئیل (علیہ السلام)

نے آسمان کے خازن کو فرمایا۔ دروازہ
 کھولو اس نے کہا۔ یہ کون ہے جبریل
 (علیہ السلام) نے فرمایا یہ جبریل ہے۔
 خازن نے کہا۔ تیرے ہمراہ کیا کوئی ہے
 فرمایا ہاں میرے ہمراہ حضرت محمد رسول
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ خازن نے
 کہا۔ آپ کو آسمان کی طرف بھیجا گیا۔
 جبریل (علیہ السلام) نے کہا ہاں۔ جبکہ
 دروازہ کھولا گیا تو ہم پہلے آسمان
 پر چڑھے تو دیکھا کہ مرد خدا (آدم علیہ
 السلام) تشریف فرما ہے۔ جس کی دائیں
 طرف کچھ شخص ہیں اور بائیں جانب بھی
 کچھ شخص ہیں۔ جب دائیں طرف نظر کرتے
 ہیں تو خوش ہوتے۔ جب بائیں جانب
 دیکھتے ہیں تو روتے ہیں۔ یعنی غمزدہ ہوتے
 ہیں۔ اس نے کہانی صالح اور ابن صالح
 کہ سرحا ہو۔ میں نے جبریل کو کہا یہ کون
 ہیں۔ اس نے کہا یہ آدم علیہ السلام ہیں
 اور اسکی دائیں جانب والے شخص اور
 بائیں جانب والے اسکی اولاد کے روح

ہیں۔ دائیں جانب والے جنتی ہیں اور بائیں جانب والے دوزخی ہیں۔ جب دائیں جانب
 نظر کرتے ہیں تو ہنستے ہیں اور جب بائیں جانب دیکھتے ہیں تو روتے ہیں۔
 نجر یہ کا اعراض :- جبرائیل علیہ السلام جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معیت

تَحْمِيْنِ السَّمَاءِ اِنْتُمْ قَالَ مَنْ
 هَذَا قَالَ هَذَا جِبْرِيْلٌ قَالَ
 هَلْ مَعَكَ اَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِيَ
 مُحَمَّدٌ فَقَالَ اُرْسِلْ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ
 فَلَمَّا قَرَّبُوهُ عَلُوْنَا السَّمَاءِ الدُّنْيَا
 اِذَا سَاجِدٌ قَاعِدٌ عَلَى يَمِيْنِهِ اَسْوَدَةٌ
 وَعَلَى يَسَارِهِ اَسْوَدَةٌ اِذَا انْظُرْتَ قِبَلَ
 يَمِيْنِهِ هَمَّكَ وَاِذَا انْظُرْتَ قِبَلَ شِمَالِهِ
 بَكَى فَقَالَ مَوْجِبًا يَا نَبِيَّ الصَّالِحِ
 وَالِدِ بْنِ الصَّالِحِ قُلْتَ بِجِبْرِيْلٍ
 مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا اٰدَمُ وَهَذَا
 الْاَسْوَدَةُ عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ
 كَسْبٌ بَيْنَهُمْ فَاَهْلُ الْيَمِيْنِ مِنْهُمْ
 اَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْاَسْوَدَةُ الَّتِي
 عَنْ شِمَالِهَا اَهْلُ النَّارِ فَاِذَا
 نَظَرَ عَنْ يَمِيْنِهِ هَمَّكَ وَاِذَا انْظَرَ
 قِبَلَ شِمَالِهَا بَكَى - رواه البخارى
 و المسلم - (مشکوٰۃ ص ۵۲۹)

میں آسمانوں پر پہنچے تو ہر آسمان پر محافظ فرشتوں نے یہ سوال کیا کہ کون ہے۔ جب ریل علیہ السلام نے کہا۔ ”جب ریل“ فرشتوں نے کہا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر فرشتوں نے پوچھا۔ کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ جب ریل علیہ السلام نے کہا ہاں۔ فرشتوں نے کہا۔ مَرْحَبًا بِكُمْ أَهْلًا اور دوسری روایت میں ہے۔ نَعْمُ الْمُرْسَلُونَ جَاءُوا ان تمام سوالات و جوابات سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کو معراج کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تشریف لے جانے سے پہلے کچھ علم نہ تھا

جواب :- فرشتوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تشریف لانے سے قبل معراج کا علم نہ ہونا حدیث شریف کے خلاف ہے بخاری شریف میں حدیث معراج کے الفاظ موجود ہیں۔

فَيَسْتَبْشِرُونَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ أَيْ حُضُورِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَوْفِ بَرِيَّ آسْمَانُونَ وَاللَّيْلَةُ تَمَّتْ بِرِجَالِي جِلْدُومِ ۱۱۲ امام ابن حجر عسقلانی اس حدیث کے ماتحت لکھتے ہیں۔ كَانَتْهُمْ كَانُوا عِلْمًا أَلَّا سَيَعْرَاجُ

يَوْمَ فَكَانُوا مُشْرِكِينَ لِدَلِيلِكَ (فتح الباری جلد سوم ص ۱۲۱) یعنی فرشتے جانتے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عنقریب معراج کرائی جائیگی لہذا آپ کی تشریف آوری کے منتظر تھے ثبات ہو کہ فرشتے یہ جانتے تھے کہ آپ کو معراج کرائی جانی ہے۔ باقی رہا فرشتوں کا سوال کرنا علمی کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ حکمت کی بنا پر تھا۔ حکمت یہ تھی۔

۱۔ یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ ہفت سادات میں عزت و کرامت کے مخصوص درجہ سوائے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کے لئے نہیں کھولے جاسکتے تھے وہ جب ریل علیہ السلام ہی کیوں نہ ہوں۔

۲۔ اگر فرشتے یہ نہ پوچھتے کہ کیا وہ بلائے گئے ہیں۔ تو جب ریل علیہ السلام نَعْمُ۔ (ہاں) کہہ کر اقرار بھی نہ کرتے۔ جب ریل علیہ السلام نے جب اس امر کا اقرار کیا کہ ہاں وہ بلائے گئے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور فضیلت پر دلیل قائم ہو گئی کہ حضور خود نہیں کہے بلکہ آپ کو بلا یا گیا ہے۔ اور اپنے آنے میں اور بلائے جانے میں بہت فرق ہے جس کے لئے اہل حجت ہی سمجھ سکتے ہیں۔

آدم علیہ السلام زندہ ہیں :- اس حدیث میں آپ کا آدم علیہ السلام سے ملنا ہونا اور

ان کا ایک اور جہاں کہنے کا ذکر ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنے خاص جسم پاک کے ساتھ زندہ ہیں۔ جیسا کہ صاحبان جہل نے فرمایا۔

لَقِيَ آدَمَ أَخِي بِرُوحِهِ وَجَسَدِهِ
مَعًا كَبَيْتِهِ الْأَنْبِيَاءِ الَّتِي ذَكَرُوا
هُمْ فِي السَّمَوَاتِ السَّبْعِ فَأَ
جْتَمَعَ النَّحْيُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ بِهِمْ بِأَجْسَادِهِمْ وَ
أَرَادُوا جِهَهُمْ لَعَدَا أَنْ اجْتَمَعَ لَهُمْ
كَذَلِكَ فِي جَمَلَةِ الْأَنْبِيَاءِ فِي
بَيْتِ الْمُقَدَّسِ -
(عاشیہ جلالین ص ۲۱۹)

آپ آدم علیہ السلام سے ملاقی ہونے یعنی
ان کے روح اور جسم دونوں کے ساتھ
جیسا کہ باقی انبیاء کرام کے ساتھ جن کا
ذکر ساتوں آسمانوں میں آئے گا۔ پس
نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کے
ساتھ جمع ہونے بمع اجسام اور ارجح
کے ساتھ۔ بعد اس کے کہ آپ ان کے
ساتھ بمع روح و جسم کے ساتھ بیت
المقدس میں جمع ہو چکے تھے۔

اس عبارت سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جملہ انبیاء عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں۔
جو لوگ انکو مردہ خیال کرتے ہیں۔ حقیقت میں ایسے لوگوں کے خود دل مردہ ہیں۔ فالحمد للہ علی کل

آسمانوں پر جبریل علیہ السلام کا حضرات انبیاء سے تعارف کرانا

حدیث پاک میں ہے کہ آسمانوں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جبریل امین
علیہ السلام نے تعارف کرایا کہ یہ آدم علیہ السلام ہیں۔ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں وغیرہ۔ تو
اس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی لاعلمی ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ آپ ان
سب حضرات کو بیت المقدس میں دیکھ چکے تھے۔ لہذا جبریل علیہ السلام کا تعارف آپ
کے عدم التفات کی وجہ سے تھا یا اپنی شان خادمانہ ظاہر کرنے کے لئے۔

آپ نے آسمان اول پر بہت سے امور
غریبہ ملاحظہ فرمائے جن میں سے بعض ذکر کئے

آسمان پر امور غریبہ کا دیکھنا

جاتے ہیں۔

۱۔ آپ نے ایک جماعت فرشتوں کی دکھی۔ جو صفیں باندھے ہوئے قیام میں کھڑے تھے۔ اور یہ تسبیح پڑھ رہے تھے۔ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ
 آپ نے جبریل سے پوچھا کہ یہ کب سے اس عبادت میں مشغول ہیں۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ جب سے آسمان پیدا ہوا ہے۔ اس وقت سے لیکر قیامت تک اس عبادت میں مشغول رہیں گے۔ پھر جبریل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ! اپنے رب تعالیٰ سے درخواست کرو۔ تاکہ اس عبادت کا ثواب آپ کی امت کو مل جائے۔ آپ نے درخواست کی اللہ تعالیٰ نے منظور فرمائی۔ اور قیام نماز میں فرض فرما دیا۔ اپنے پوچھا جبریل انکی تعداد کتنی ہے جبریل نے عرض کی کہ ہوائے خدا کے انکی تعداد کوئی نہیں جانتا۔ وَمَا لَكُمْ حَتَّى تُؤْتُوا لِكُلِّ آلِهَةٍ مِمَّا رَزَقَكُمْ مِنْهُ قُرْآنًا
 ۲۔ آپ نے پہلے آسمان پر ایک فرشتہ دیکھا۔ جو انسانی شکل کا تھا۔ کہ اسکا اوپر کا حصہ آگ کا حصہ آگ کا تھا اور نصف زیریں برف کا تھا۔ مگر آگ برف کو نہیں پگھلاتی تھی اور برف آگ کو نہیں بجھاتی تھی اور اسکی تسبیح یہ تھی۔ سُبْحَانَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَاللَّهُ بَيْنَ قُلُوبِ عِبَادِكِ الصَّاحِحِينَ۔ آپ نے پوچھا یہ فرشتہ کون ہے۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو اپنی کمال قدرت سے پیدا فرما کر بادل پر مقرر فرمایا ہے جہاں اللہ تعالیٰ کا ارادہ معلق ہوتا ہے۔ بارش برساتا ہے۔ اور اس فرشتے کا نام عدس ہے۔ (معارض ص ۱۲)

سئالیہ سوال و عطا

دوسرے آسمان سے چھٹے تک سیر

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پہلے آسمان کی سیر کر کے دوسرے آسمان کی طرف تشریف لے جاتے ہیں اور وہاں عجائب و غرائب ملاحظہ فرماتے ہیں۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں۔

پھر وہ مجھے چڑھائے گیا۔ یہاں تک کہ ثانی آسمان پر پہنچا۔ دروازے کھولنے

فَتَرَعُودِي حَتَّى آتَى السَّمَاءَ
 الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ

اور باقی نصف دیگر انسانوں کو عنایت فرمایا۔ مگر یہ حسن جو دیا گیا۔ یہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ السلام کے ماسوا حسن ہے۔ جو یوسف علیہ السلام اور دیگر انسانوں کو دیا گیا کیونکہ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ اور آپ سب سے زیادہ حسین ہیں۔ صاحب تفسیرہ بردہ شریف فرماتے ہیں۔

فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيهِ غَيْرُ مَنْقَسِمٍ
آپ کا جوہر حسن منقسم نہیں ہے۔

(بیرۃ حلبی ص ۲۲)

حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں۔

مَا بَعَثَ نَبِيًّا إِلَّا أَحْسَنَ الْوَجْهِ
اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں
حُسْنِ الصَّوْتِ وَكَانَ نَبِيَّكُمْ
فرمایا مگر سب سے زیادہ خوبصورت
أَحْسَنَهُمْ وَجْهًا أَحْسَنَهُمْ
اور زیادہ خوش آواز۔ اور تمہارے
صَوْتًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ص ۲۳
نبی سب سے زیادہ خوبصورت اور
شما تلم ترمذی (سیرۃ حلبی ص ۲۳)
خوش آواز میں۔

ثابت ہوا کہ فخر دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوسف علیہ السلام
دو دیگر انبیا کے عظام سے خوبصورت تھے۔

تیسرے آسمان پر آپ نے بہت سے فرشتے دیکھے۔ جو صفیں باندھے سمجھ میں
تھے۔ اور یہ تسبیح پڑھتے تھے۔ سُبْحَانَ الْخَالِقِ الْعَلِيمِ الَّذِي لَا مَقْرَ وَلَا مَلْجَاءَ
إِلَّا إِلَيْهِ سُبْحَانَ الْعَلِيِّ الْأَعْلَى - آپ کو یہ عبادت پسند آئی۔ اللہ تعالیٰ نے نماز میں اور مسجد
فرض کر دیئے۔ (معارج ص ۱۲۸)

چوتھے آسمان کی سیر | پھر آپ چوتھے آسمان پر تشریف لے جاتے ہیں اور حضرت
اور میں علیہ السلام سے ملاقات فرماتے ہیں۔ سرکار دو عالم خود فرماتے ہیں

ثُمَّ صَعِدْتُ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ
الْمَرَابِعَةَ فَأَسْتَفْتِحُ قَبْلَ مَنْ هَذَا
قَالَ جِبْرِئِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ
پھر مجھے جبرئیل علیہ السلام چھو تھے۔ آسمان
پر لیکر پہنچے اور دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا
کون ہے۔ کہا جبرئیل۔ پوچھا گیا تمہارا

ساتھ کون ہے۔ کہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پوچھا گیا۔ ان کو بلایا گیا ہے۔ کہا۔ ہاں۔ دربان نے کہا ان کو خوش آمدید ہو۔ ان کا آنا بہت ہی اچھا اور مبارک ہے دروازہ کھولا پس میں داخل ہوا تو ادریس علیہ السلام موجود تھے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا۔ یہ ادریس ہیں ان کو سلام دو میں نے ان کو سلام کہا۔ ادراسہوں نے جواب دے کر خوش آمدید ہو۔ بھائی صالح اور نبی صالح۔

قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ
قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَوْحِبًا بِهِ فَنَعِمَ
أُمِّي جَاءَ فَنُفِخَ فَلَمَّا خَلَعْتُ
فَأَذَانُ أَدْرِيسٍ فَقَالَ هَذَا أَدْرِيسُ
فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَسَلَّمَتْ عَلَيْهِ فَرَدَّ
ثُمَّ قَالَ مَوْحِبًا يَا أَدْرِيسَ الصَّالِحِ
وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ رَوَاهُ بخاری و
مسلم (مشکوٰۃ ص ۵۲۴)

فائدہ یہ حضرت ادریس علیہ السلام وہی ہیں جو جنت میں اس وقت بھی زندہ ہیں اور انہی کے بارے میں اللہ کا یہ ارشاد ہے۔ وَرَفَعْنَا كُورًا مَكَانًا عِلْيَا۔ یعنی ہم انکو زندگی ہی میں مکان بلند (جنت میں) اٹھالیا۔ شب معراج چوتھے آسمان پر سیر کر دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے تشریف لائے تھے۔ (سیرۃ علی ص ۴۲)

آخری قعود فرض ہے
آپ نے آسمان چہارم پر ایک جماعت ملائکہ کی ملاحظہ فرمائی۔ جو شہد کی حالت میں بیٹھے ہوئے یہ تسبیح پڑھ رہے تھے۔ سُبْحَانَ الرَّؤُوفِ الرَّحِيمِ سُبْحَانَ الَّذِي لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ سُبْحَانَ سَائِرِ الْعَالَمِينَ۔ آپ کو فرشتوں کی یہ عبادت پسند آئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر آخری قعود فرض فرمادیا۔ (معارج رکن سوم ص ۱۳)

جب آپ چوتھے آسمان کی سیر سے فارغ ہوئے تو پانچویں پانچویں آسمان کی سیر فرمائی۔ اور وہاں حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات فرمائی۔ خود صاحب معراج صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

ثُمَّ مَعِدِي حَتَّىٰ آتَى السَّمَاءَ
الْخَامِسَةَ فَأَشْفَقَمُ قِيلَ مَنْ
هَذَا قَالَ جِبْرِئِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ
قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ قَدْ أُرْسِلَ
إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ
فَنَعَمُ الْمَجِيءُ جَاءَ فَكَفَّمْ فَلَمَّا
نَحَلَصْتُ فَإِذَا هَارُوتُ قَالَ هَذَا
هَارُوتُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلِّمْتُ
عَلَيْهِ فَكَرَّرَتْهُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْآخِرِ
الصَّالِحِ وَالتَّبَعِي الصَّالِحِ - رواه البخاري
والمسلم (مشکوٰۃ ص ۵۲)

پھر مجھے جبریل علیہ السلام ساتھ لے کر
اوپر چڑھے۔ یہاں تک کہ پانچویں
آسمان پر پہنچے۔ دروازہ کھلوا یا۔ پوچھا
گیا کون ہے۔ کہا جبریل ہوں۔ پوچھا
گیا تیرے ہمراہ کون ہے کہا۔ حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں
پوچھا گیا کیا ان کو بلا یا گیا ہے۔ کہا ہاں
در بان نے کہا خوش آمدید ان کو۔ ان
کا آنا بہت اچھا اور مبارک۔ دروازہ
کھولا گیا۔ پس جب میں داخل ہوا تو
حضرت ہارون علیہ السلام موجود تھے۔

جبریل علیہ السلام نے کہا یہ حضرت
ہارون علیہ السلام ہیں۔ ان کو سلام دیجئے۔ میں نے انکو سلام دیا انہوں سلام دے کر کہا
خوش آمدید ہو بھائی صالح اور نبی صالح کو۔

چھٹے آسمان کی سیر

جب آپ نے پانچویں آسمان کی سیر سے فراغت پائی تو
چھٹے آسمان کی طرف پرواز فرمائی۔ اور وہاں حضرت
سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اپنی زیارت سے مشرف فرمایا۔ جیسا کہ حضرت رسول پاک
صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں۔

ثُمَّ صَعِدَنِي حَتَّىٰ آتَى السَّمَاءَ
السَّادِسَةَ فَأَشْفَقَمُ قِيلَ مَنْ
هَذَا قَالَ جِبْرِئِيلُ قِيلَ وَمَنْ
مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ
إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ

پھر جبریل علیہ السلام مجھے اوپر چڑھالے
گئے یہاں تک کہ چھٹے آسمان تک
پہنچے۔ دروازہ کھلوا یا۔ پوچھا گیا کون ہے
کہا جبریل ہوں۔ پوچھا گیا تیرے ساتھ
کون ہے۔ کہا حضرت محمد مصطفیٰ صلی

فَنِعْمَ الْمَحْيُ بَاءَ فَفَتْرٍ فَلَمَّا
خَلَصْتُ فَأَذَا مُوسَى قَالَ هَذَا
مُوسَى فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ
فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا يَا أَدْرَجَ الصَّالِحِ
وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا جَاوَزْتُ بَلْغِي
قِيلَ لَهُ مَا يُبْكِيكَ قَالَ ابْنُي لَكَ
عَلَامًا بَعِثْ بَعْدِي يَدْخُلُ الْجَنَّةَ
مِنْ أُمَّتِهِ أَكْثَرُ مِمَّنْ يَدْخُلُهَا
مِنْ أُمَّتِي - (مشکوٰۃ ص ۵۷)

اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا گیا کیا ان کو
بلا یا گیا ہے۔ کہا ہاں۔ دربان نے کہا
خوش آمدید ہوا ان کو۔ پس انکا آنا بہت
اچھا اور مبارک ہے۔ پھر جب میں
داخل ہوا تو موسیٰ علیہ السلام موجود
تھے جبریل علیہ السلام نے کہا یہ موسیٰ
علیہ السلام ہیں ان کو سلام دیجئے پس
میں نے انکو سلام دیا۔ انہوں نے سلام
کا جواب دے کر کہا خوش آمدید ہو۔
بھائی صالح اور نبی صالح کو۔ جب میں
آگے بڑھا تو وہ روئے۔ ان سے پوچھا

گیا کہ آپ کیوں روتے ہو تو انہوں نے کہا کہ میں (اس لئے) روتا ہوں کہ میرے بعد ایک
(مقدس) لڑکا مبعوث کیا گیا۔ جسکی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ جنت میں
داخل ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

موسے علیہ السلام کا رونا معاذ اللہ کسی حسد کی بنا پر نہ
تھا۔ کیونکہ اس عالم میں تو حسد ہر مومن کے دل

موسے علیہ السلام کا رونا

سے نکالا جائیگا۔ چہ جائیکہ ایک نبی ہو وہ بھی اولوالعزم نبی حضرت موسے کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام۔ یہاں حسد کا کیا شائبہ ہے بلکہ انہی امت پر تاسف و تحسرت کرتے ہوئے یہ گریہ فرمایا۔ (مدارج
جلد اول ص ۱۹۷)

حضرت موسے علیہ السلام نے آپ کو غلام یعنی نوجوان کہا کہ آپ
حضور کو غلام کہا کہ
کے اتباع تم کو ڈری مدت میں کہ اسوقت تک آپ شیخوخت تک
ابھی نہ پھنچیں گے کہ اتنی کثرت سے ہو جائینگے کہ دوسروں کے سن شیخوخت تک بھی آ
اتباع نہیں ہوں۔ یا آپ کی ہمت مردانہ کے اعتبار سے آپ کو نوجوان کہا۔

اکٹھائیسواں وعظ

ساتویں آسمان کی سیر

شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری ساتویں آسمان کی طرف گئی۔ اس میں پہنچ کر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات فرمائی۔ آپ کا ارشاد ہے۔

پیر جبریل علیہ السلام مجھے ساتویں آسمان کی طرف چڑھانے گئے۔ دروازہ کھلوا یا پوچھا گیا کون ہے۔ کہا۔ جبریل ہوں پوچھا گیا تمہارے ہمراہ کون ہے۔ کہا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا گیا کیا وہ بلائے گئے ہیں۔ کہا ہاں۔ دربان فرشتے نے کہا انہیں خوش آمدید ہو۔ ان کا آنا بہت اچھا اور مبارک ہے۔ پس جب میں داخل ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام موجود تھے جبریل علیہ السلام نے کہا۔ یہ ابراہیم علیہ السلام آپ کے باپ ہیں۔ ان کو

ثُمَّ صَعِدَ فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ
فَاسْتَفْتَمُ جِبْرَائِيلُ قَبِيلَ مَنْ هَذَا
قَالَ جِبْرَائِيلُ قَبِيلَ وَمَنْ مَعَكَ
قَالَ مُحَمَّدٌ قَبِيلٌ وَقَدْ بُعِثَ
إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَبِيلٌ مَرَحِبًا بِهِ
فَنِعَمَ الْمَجِيءُ جَاءَهُ فَلَمَّا خَلَصَتْ
فَأَادَا إِبْرَاهِيمَ قَالَ هَذَا أَلْوَكُ
إِبْرَاهِيمَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَسَلَّمَتْ
عَلَيْهِ كَرَّمَ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرَحِبًا
بِأَلْوَكِ بْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ
رواہ البخاری والمسلم۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۲۶)

سلام دیجئے۔ پس میں نے انکو سلام دیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ اور کہا خوش آمدید ہو۔ بیٹے صالح اور نبی صالح کو۔

ایک روایت میں ہے

میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس حال میں بلا کر انہوں نے اپنی پشت بیت

فَأَادَا إِبْرَاهِيمَ مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى
الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ وَإِذَا هُوَ يَخْلَعُ

كُلُّ يَوْمٍ سَبْعُونَ اَلْفَ مَلَكٍ لَا
يَعُوذُونَ اِلَيْهِ رَاوَا مُسْلِمٌ
المعمور کے ساتھ لگا رکھی تھی۔ اور بیت
المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے
ہیں۔ جو پھر نہیں لوٹتے۔ یعنی اور نئے
(مشکوٰۃ شریف ص ۲۸۵)
فرشتے آتے ہیں۔ ان کی پھر باری نہیں آتی۔

بیت المعمور آسمانوں پر ایک مسجد کا نام ہے۔ خانہ کعبہ
کے عین مقابل ہے۔ بالفرض وہ گرسے تو عین کعبہ کے گرد

بیت المعمور

گرسے کہتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام زمین پر اتارے گئے تو بیت المعمور آپ کے لئے
عبادت کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اور آپ کے انتقال کے بعد واپس آسمانوں پر اٹھایا گیا۔
ملائکہ کے لئے یہ بمنزلہ کعبہ شریف کے ہے اسکا طواف کرتے ہیں اور اس میں نمازیں پڑھتے
ہیں۔ ہر روز ستر ہزار فرشتے اسکی زیارت کیلئے آتے ہیں دو بارہ انکو موقع نہیں ملتا (مدارج جلد اول ص ۱۰۷)

روایت ہے کہ جو تھے آسمان پر ایک نہر ہے۔ جسکو نہر الجحوات کہتے ہیں
حضرت حیریل علیہ السلام ہر روز سحری کے وقت اس میں غوطہ کھاتے

نہر الجحوات

ہیں۔ جب باہر آکر اپنے پر جھارتے ہیں تو ستر ہزار قطرہ جلا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر قطرہ
سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔ جو بیت المعمور میں نماز پڑھتے ہیں۔ پھر اس میں
واپس نہیں آتے (مدارج جلد اول ص ۱۰۷) سیرۃ طیبی ص ۲۳۹

حضرت علامہ محقق علی الاطلاق مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں کہ روایت میں ہے کہ آسمانوں پر فرشتے ہیں کہ جب وہ تسبیح پڑھتے
ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ہر تسبیح پر ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔ ایسا ہی حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم اور صلحائے امت کی تسبیحات اور تہلیلات سے بھی فرشتے پیدا
ہوں تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ (مدارج النبوت جلد اول ص ۲)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پیغام

حضرت خلیل الرحمن سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے خدمت مصطفیٰ علیہ السلام میں عرض کی کہ اپنی امت کو

میرا سلام پہنچا کر یہ پیغام دیدینا کہ جنت کی مٹی پاکیزہ ہے اور زمین بڑی وسیع ہے۔ اس میں کثرت سے درخت لگائیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا بہشت میں درخت کیسے لگائیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا۔ لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ اور ایک آیت ہے۔ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ۔ (سیرت حلبی ص ۴۳۰، نزہتہ المجالس ص ۱۱ جلد دوم)

ساتویں آسمان پر نسکیوں اور بدوکل دیکھنا
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے ابراہیم علیہ السلام

کے پاس ایک جماعت دیکھی جو سفید چہرہ اور خوش رنگ تھی۔ اور دوسری جماعت دیکھی جن کے رنگ سیاہ تھے۔ پس یہ جماعت آئی اور ایک نہر میں غسل کیا تو ان سے کچھ تاریکی اور سیاہی دور ہو گئی۔ پھر دوسری نہر میں انہوں نے غسل کیا۔ تو سب سیاہی چل گئی۔ اور سفید رنگ ہو گئے۔ جیسے کہ وہ پہلی جماعت سفید رنگ تھی۔ آپ نے پوچھا کہ یہ سفید رنگ اور سیاہ رنگ کون ہیں۔ اور یہ مرد خدا کون بیٹھا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کی یہ مرد آپ کا باپ ہے اور یہ سفید رنگ والی جماعت وہ ہے جس نے اپنے نفس کوئی ظلم نہیں کیا یہ سیاہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے نیک عملوں کے ساتھ برے اعمال بھی خلط کئے پھر انہوں نے توبہ کی اور حق تعالیٰ نے ان پر رحمت کی۔ اور پہلی نہر رحمت تھی اور دوسری نہر نعمت اور نہر وسق کھڑے سَابِغُهُمْ نَهْرًا أَبَا طَهُورًا۔ مدارج جلد اول ص ۲۱۰، الوار محمدیہ ص ۴۴۰

سردار دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں آسمان پر ایک حوض کوثر

نہر ملاحظہ فرمائی جو یاقوت اور زمرد کے سنگ نیردوں پر جاری تھی اور اس برتن سونے۔ چاندی۔ یاقوت اور سحقی اور زبرجد کے تھے۔ اسکا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ آپ نے جبریل علیہ السلام کو فرمایا یہ کیا ہے، جبریل علیہ السلام نے عرض کیا یہ حوض کوثر ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے حضور کو عطا فرمایا ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ رَأٰنَا عَطَيْنَاكَ

الکونور۔ (مدارج جلد اول صفحہ ۱۹۹، انوار محمدیہ صفحہ ۳۲۲)

اپنے بیان ہو چکا ہے کہ جب
سور عالم صلے اللہ علیہ وسلم

ایک جسم کا آن واحد میں متعدد جگہ حاضر ہونا

موسے علیہ السلام کے مزار اقدس سے گزرنے تو وہ اپنی قبر انور میں کھڑے ہوئے
ناز پر گھر رہے تھے پھر سجدہ اقصیٰ میں سب انبیاء کرام علیہم السلام موجود تھے اور
انہوں نے امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کی۔
پھر جب آپ آسمانوں پر پہنچے تو ساتوں آسمانوں پر مخصوص انبیاء کرام کو موجود
پایا۔ اس سے دو مسئلے ثابت ہوتے ہیں پہلا مسئلہ یہ کہ انبیاء کرام زندہ ہیں
دوسرے یہ کہ انبیاء کرام آن واحد میں متعدد مقامات پر حاضر ہوتے ہیں۔ یہ
صرف کاتب الحروف فقیر نور محمد غفرلہ ہی فقط نہیں کہتا بلکہ عارف ربانی امام
شعرانی رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی فرماتے ہیں۔ آپ کی عبارت حسب ذیل ہے۔ جس
میں فوائد معراج بیان کئے گئے ہیں۔

فوائد معراج سے ایک فائدہ یہ ہے کہ
جسم واحد ایک آن میں دو مکانوں میں
حاضر ہو سکتا ہے جیسا کہ حضرت محمد مصطفیٰ
صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کو نیک
بخت نبی آدم کے اشخاص میں دیکھا۔
جبکہ پہلے آسمان میں لنگے ساتھ جمع ہوئے
جیسا کہ گذر چکا ہے۔ اور اسی طرح آدم
اور موسیٰ اور ان کے غیر کو دیکھا بیشک
وہ حضرات زمین میں اپنی قبروں میں بھی
تھے جبکہ وہ آسمانوں میں تشریف رکھتے
تھے کیونکہ آپ نے فرمایا۔ میں نے آدم

وَمِنْهَا شَهِدُوا الْجِسْمَ الْوَاحِدِ
فِي مَكَانَيْنِ فِي آنٍ وَاحِدٍ كَمَا سَأَلْتَنِي
مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ
فِي أَشْخَاصٍ بِنَبِيِّ آدَمَ السُّعْدَاءِ جِئْتَنِي
اجْتَمَعَ بِهِ فِي السَّمَاءِ الْاُولَى كَمَا
مَرَّ وَكَذَلِكَ آدَمُ وَمُوسَىٰ وَغَيْرُهُمَا
فَإِنَّهُمْ فِي قُبُورِهِمْ فِي الْأَرْضِ كَالَّذِي
كُونَهُمْ سَائِلِينَ فِي السَّمَاءِ فَإِنَّهُ قَالَ
سَأَيْتُ آدَمَ سَأَيْتُ مُوسَىٰ سَأَيْتُ
لَا بُرَاهِيمَ وَأَطْلَقَ وَمَا قَالَ سَأَيْتُ
رُوحَ آدَمَ وَلَا رُوحَ مُوسَىٰ فَمَجَعُ

کو دیکھا میں نے موسیٰ کو دیکھا۔ میں نے
ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور مطلق فرمایا
اور یہ نہیں فرمایا کہ میں نے آدم اور موسیٰ
کی روح کو دیکھا پھر حضور علیہ الصلوٰۃ و
السلام کو آسمانوں میں دوبارہ دیکھا۔
حالانکہ موسیٰ علیہ السلام بعینہ اپنی قبر
میں نماز پڑھ رہے تھے۔ تو اسے وہ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوسَىٰ فِي السَّمَاءِ
وَهُوَ بَعِينُهُ فِي قَبْرِهِ فِي الْأَرْضِ فَأَمَّا
يَعْقِلِي مَا وَرَدَ قِيَامًا مَنْ يَقُولُ إِنَّ الْجَسْمَ
الْوَاحِدَ لَا يَكُونُ فِي مَكَانَيْنِ كَيْفَ
يَكُونُ إِيمَانُكَ بِهَذَا الْحَدِيثِ -
(البيہاقیت والجوہر جلد دوم ص ۳۶)

شخص جو کہتا ہے کہ جسم واحد دو مکانوں میں نہیں ہو سکتا۔ اس حدیث معراج کے
ساتھ تیرا ایمان کس طرح ہوگا۔

فائدہ حضرات اعراف اور اولیاء و علماء کے نزدیک یہ مسئلہ مسلمات
سے ہے کہ انبیاء اور اولیاء بیک وقت متعدد مقامات میں حاضر
ہوتے ہیں مگر زمانہ حال کے وہابی خیال کے لوگ اسکا سخت انکار کرتے ہیں
یہ ان کی کور باطنی کا ایک تین ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت فرمائے
آمین

نوٹیسٹا :- قاضی اقبال حسین خوشنویس بمقام مردیکے تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ

مواظظ رضویہ

(حصہ سوم)

انتیسواں وعظ

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام سدرۃ المنتہی

اور جنت میں تشریف لیجانا

ملنے کا پتہ

سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ ڈبکوت روڈ

لاٹیلپور

ایتسواں وعظ

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقامِ سدرۃ المنتہیٰ اور حیرت
میں تشریف لے جانا

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ساتویں آسمان سے پرواز کر کے سدرۃ المنتہیٰ میں پہنچے اور عجائبات کا ملاحظہ فرمایا۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

تَمَرَفَعْتُ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى فَإِذَا
نَبَقَهَا مِثْلُ مِثْلٍ وَلَا لَهَا حَجْرٌ وَإِذَا أَوْرَقَهَا
مِثْلُ آذَانِ الْفَيْلَةِ قَالَ هَذَا سِدْرَةُ
الْمُنْتَهَى رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالْمُسْلِمُ۔

پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک چڑھایا گیا۔ تو اس
کے دبیری، کے پھل مقامِ حجر کے ٹکڑوں کی
طرح تھے اور اسکے پتے ہاتھی کے کانوں جیسے
تھے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۲۴) ہے۔

اس سدرہ دبیری، کے پتے اتنے بڑے تھے کہ ساری مخلوقات ایک پتے کے سائے
میں بیٹھ سکتی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اسکا ایک ہی پتہ ظاہر ہو تو ساری کائنات
کو ڈھانک سکتا ہے۔ (سیرت حلبی جلد اول صفحہ ۲۴۰)

سدرۃ المنتہیٰ کی وجہ تسمیہ

سدرہ دبیری کے درخت کو کہتے ہیں۔ اور اس
کو منتہیٰ اس لئے کہتے ہیں کہ تمام ملائکہ جب نیچے
سے جاتے ہیں تو اس سدرہ پر ٹھہر جاتے ہیں۔ سدرہ ان کا منتہیٰ ہے۔ کسی نے بھی سدرہ
سے تجاوز نہیں کیا۔ مگر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپ اس سے بہت آگے بڑھ
گئے تھے۔ (مدارج جلد اول صفحہ ۱۹۸) نیز خلق کے اعمال زمین سے سدرہ تک پہنچتے ہیں۔
پھر وہاں سے بقدرتِ الہی اور پڑھائے جاتے ہیں۔ اسی طرح جو احکام اوپر سے آتے

ہیں۔ پہلے وہ سدرہ پر نزول کرتے ہیں پھر وہاں سے عالم دنیائیں لائے جاتے ہیں۔ اسی دسطے
اسکا نام سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔

إِلَيْهَا سَيَّهَىٰ مَا يَعْزَجُ بِهِ مِنَ الرِّضَىٰ
فَيَقْبِضُ مِنْهَا وَالْيَهَائِي سَيَّهَىٰ مَا يَهْبِطُ
بِهِ مِنْ قَوَّيْهَا فَيَقْبِضُ مِنْهَا رَوَاهُ
مسلمہ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۲۹)
سدرہ کی طرف ختم ہوتے ہیں۔ جو اعمال،
زمین سے چڑھائے جاتے ہیں۔ پھر اس سے
ان کو پکڑا جاتا ہے اور اسی کی طرف منتہی ہوتے
ہیں۔ جو احکام، اوپر سے اتارے جاتے
ہیں۔ پھر ان کو اس سے پکڑا جاتا ہے۔

سدرہ کا حسن منظر | سدرہ ایک خوش منظر درخت ہے جسے انوار الہی اور ملائکہ
نے گھیر رکھا ہے۔ اس کی تعریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

أَذْيَعْتَسَى السِّدْرَةَ مَا لَيْعَتَسَىٰ ۝ پارہ ۲۷۔ جس وقت ڈھانکار رکھا تھا سدرہ کو اس چیز
نے کہ ڈھانکا تھا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اسکے ہر پتے پر فرشتہ کھڑا ہے جو تسبیح پڑھتا
رہتا ہے۔ (مظاہر حق صفحہ ۲۹۲) ان فرشتوں کے ارد گرد پرندے اڑتے رہتے ہیں جو
سونے کے پروانوں کی طرح ہوتے ہیں۔ یا اسکو انوار الہی نے گھیر رکھا ہے۔ (تفسیر حسینی ص ۴۹۲)
نجم الدین نسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سدرہ کو سنہری رنگ کے فرشتوں نے گھیرا
ہوا تھا جو بڑی کی شکل کے تھے۔ ہر فرشتے کے پاس لطائف کے بیشمار طبق تھے۔ جب حضور
اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گزرے تو ان فرشتوں نے وہ طبق آپ پر نچھادر کئے
نزیرۃ المجالس جلد دوم صفحہ ۱۱۷) الغرض کوئی اس کی وصف نہیں بیان کر سکتا ہے۔

چار نہریں ملاحظہ فرمائیں | آپ نے سدرہ کی جڑ سے چار نہریں نکلتی ملاحظہ فرمائیں
جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد

فرماتے ہیں۔
فَادَارَ بَعَثَ الْبُهَارِ نَهْرَانِ بَاطْنَانِ وَ
نَهْرَانِ ظَاهِرَانِ قُلْتُ مَا هَذَانِ
يَا جِبْرِئِيلُ قَالَ أَمَّا الْبَاطْنَانِ فَنَهْرَانِ
پس وہاں چار نہریں تھیں۔ دو پوشیدہ اور
دو ظاہر۔ میں نے پوچھا اے جبریلؑ
کیسی ہیں۔ انہوں نے کہا۔ ان میں جو پوشیدہ

فِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالْبَيْلُ وَ
الْفِرَاتُ رِوَاةُ بِنَارِي وَمُسْلِمٌ -
ہیں وہ توحشت کی نہریں ہیں۔ اور جو ظاہر
ہیں وہ نیل و فرات ہیں۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۵۲۷)

نہروں کی تشریح
جو دو نہریں جنت میں ہیں وہ کوثر اور دوسری نہر رحمت ہے
جب گنہگار دوزخ سے جلے ہوئے سیاہ ہوئے ہوں
باہر نکالے جائیں گے تو اس نہر میں غسل کریں گے تو اسی وقت تر و تازہ ہو کر جنت میں
داخل ہونگے۔ (مدارج جلد اول صفحہ ۱۹۹) اور نیل سے مراد نیل مصر اور فرات سے مراد
کوفہ کی فرات نہر ہے۔ اسی حدیث کے حکم کے مطابق وہ سدرہ کی جڑ سے نکلتی ہوں اور
قدرت خدا سے زمین پر پڑتی ہوں اور جاری ہوتی ہوں۔ (مظاہر حق جلد چہارم صفحہ ۴۷۵)

سدرہ پر جبریل علیہ السلام کا رک جانا
جب آپ مقام سدرۃ المنتہی
کے عجائبات کے ملاحظہ فرما چکے
اور اپنی منترل مقصود کی طرف بڑھے تو حضرت جبریل علیہ السلام رک گئے۔ تو آپ نے
فرمایا۔ اے جبریل۔ یہ مقام جدا ہونے کا نہیں ہے۔ ایسے مقام پر دوست دوست کو اکیلا
تہا نہیں چھوڑا کرتے۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! اگر ایک انگلی کی مقدار بھی اوپر
جاتا ہوں تو جلتا ہوں۔ سعدی علیہ الرحمۃ نے اسی کا ترجمہ کر کے کہا ہے۔

بد وقت سالار بیت المحرام
چوں درد دستی مخلصم یافتی
کہ اے حامل وحی برتر خرام
عنانم ز صحبت چراتا فتی!
بگفتا فراتر عجب الم نمائد
بماندم کہ نیروے بام نمائد
اگر یک سر موئے برتر پررم
فردغ نغلی بسوزد پررم

جبریل علیہ السلام کی حاجت
جب حضرت جبریل علیہ السلام نے آگے جانے
سے معذرت پیش کی تو حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا: يَا جِبْرِيلُ هَلْ لَكَ خَاصَّةٌ اِنِّي رَيْبٌ - اے جبریل اگر کوئی حاجت
ہو اپنے رب کی طرف تو پیش کر۔ میں اُسے بارگاہِ الہی میں پیش کروں گا۔ جبریل علیہ السلام

نے عرض کی یا رسول اللہ! میری ایک حاجت ہے کہ قیامت کے روز مجھے اجازت ہو کہ میں اپنا بازو پلصراط پر پھینک دوں۔ تاکہ آپ کی امت آرام سے پل صراط عبور کر جائے۔
 (مدارج النبوة جلد اول صفحہ ۱۹۸۔ انوار محمدیہ صفحہ ۳۲۶۔ سیرت حلبیہ صفحہ ۴۲۴۔ نزہتہ المجالس جلد دوم صفحہ ۱۲۱)

فائدہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت جبریل علیہ السلام کو فرمانا کہ کوئی حاجت ہو تو پیش کر۔ اس میں یہ حکمت فہم ناقص میں آتی ہے کہ حضور کے جدا جدا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمودنے آگ میں ڈالنا چاہا تو جبریل علیہ السلام نے عرض کیا تھا۔ اے پیارے خلیل! اگر کوئی حاجت ہو تو فرمائیے۔ ابراہیم علیہ السلام نے اَمَّا اَلَيْكَ فَلَا تمہاری طرف کوئی حاجت نہیں۔ فرما کر صاف انکار کر دیا تھا۔ لہذا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج جبریل علیہ السلام سے ان کی حاجت دریافت فرما کر اپنے جدِ کریم سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف جبریل علیہ السلام کے اس احسان کا بدلہ اتار دیا۔ یہی مضمون نزہتہ المجالس سے سمجھا جاتا ہے۔ (نزہتہ المجالس جلد دوم صفحہ ۱۲۱)

قلموں کا آواز سننا آپ اسکے بعد اوپر پہنچے۔ اور مقام مستوی میں پہنچے۔ وہاں قلموں کے چلنے کا آواز سماع فرمایا۔ صاحب معراج

صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں۔

ثُمَّ عَرَجَ بِي حَتَّى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى
 اسْمَعُ فِيهِ صَرِيئَةَ الرَّقْرِ وَرَوَاةِ
 البخاری والمسلم (مشکوٰۃ ۵۲۹)

پھر اوپر لے جایا گیا مجھ کو یہاں تک کہ چڑھا
 میں ایک بلند مقام پر۔ سنتا تھا میں اس
 میں قلموں کے لکھنے کی آواز۔

قلموں کے لکھنے کی تشریح اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو تقدیریں اور قضائے الہی لکھتے ہیں اور لوح محفوظ

سے احکام الہی نقل کرتے ہیں۔ تقدیر و قضا اگرچہ قدیم ہے مگر ان کی کتابت حادث ہے۔ یہ فرشتے جس کتاب میں لکھتے ہیں اسکو صحف ملائکہ کہتے ہیں اور اس میں حوادث و بات ممکن ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ يَنْحَقُّ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُبَيِّنُ (مدارج جلد اول)

پھر آپ نے جنت کا ملاحظہ فرمایا جو منظر رحمت
الہی ہے۔ اس کے دروازے کشادہ تھے۔ مدارج

جنت و دوزخ کا ملاحظہ کرنا

جلد اول صفحہ ۲۰۲، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ثُمَّ أَدْخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا فِيهَا جَنَّاتٌ بِزُ
مُوتِيوں کے گنبد تھے اور اس کی مٹی مشک تھی
والمسلم (مشکوٰۃ ص ۵۲۹)

یعنی خوشبو اسکی مثل مشک کے تھی۔ یا حقیقت
میں مشک و کستوری ہے۔ اور بہت خوشبودار ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جنت کی
خوشبو کی پٹ پانچ سو سال کی راہ کی مسافت پر پہنچتی ہے (مظاہر جلد ۲ صفحہ ۴۹۱)

بیہقی کی حدیث میں مذکور ہے کہ جنت کی سیر کے بعد دوزخ میرے سامنے پیش کی
گئی۔ اس میں اللہ تعالیٰ کا غضب اور عذاب اور انتقام تھا۔ اگر اس میں پتھر اور لوہا بھی
ڈال دیا جائے تو اسکو بھی کھالے۔ اسکے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ اپنی جگہ پر رہا
اور آپ اپنی جگہ پر رہے۔ درمیان سے حجاب اٹھا کر آپ کو دکھلایا گیا۔ (نشر الطیب
اور سیرۃ جلی صفحہ ۴۲۸)

تیسواں وعظ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا عرش عظیم پر تشریف لیجانا

اس میں اختلاف ہے کہ جب آپ بیت
المقدس سے آسمانوں پر جلوہ گر ہوئے تو

حضور کی عرش الہی پر جلوہ گری

براق پر تشریف رکھتے تھے یا براق کو دو ہاں چھوڑ دیا تھا۔ مدارج جلد اول صفحہ ۱۹۴، بعض فرماتے
ہیں کہ آپ براق پر سوار ہو کر آسمانوں میں تشریف لے گئے ہیں۔ پھر عارف ربانی امام شعرانی
کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ براق سدرة المنتہی تک آئی اور جہاں جبریل علیہ السلام

رک گئے تھے۔ وہاں براق بھی رک گئی تھی۔ (البیواقیۃ والجموہر صفحہ ۳۴) تاریخ حبیب اللہ میں بھی لکھا ہے کہ جب جبریل علیہ السلام ٹھہر گئے وہاں سے براق کو آپ نے چھوڑ دیا تو رزق حبیب اللہ صفحہ ۲۴، القصر براق کے رک جانے کے بعد آپ کی خدمت میں رزق جو سبز رنگ کا بچھونا تھا اور تخت ردا کی طرح چمٹا تھا جس کا نور آفتاب کے نور پر غالب تھا پیش کیا گیا۔ آپ اس پر سوار ہو کر عرش بریں پر پہنچے۔ جیسا کہ سرکار فرماتے ہیں۔

ثُمَّ دُئِي بِي رَفْرَفًا خَضِرًا تَلْبِيًا خَضِرَتُهُ
ضَوْءُ الشَّمْسِ فَالْتَمَعَ بَصْرِي وَوَضَعْتُ
عَلَى ذَلِكَ الرُّفُوفِ ثُمَّ احْتَمَلْتُ حَتَّى
وَصَلْتُ إِلَى الْعَرْشِ فَأَبْصُرْتُ أَمْرًا عَظِيمًا
لَا تَمَثَّلُهُ إِلَّا لِسُنٍّ - (النوار محمدیہ صفحہ ۳۷۸ -
مارچ جلد اول صفحہ ۲۰۳ - نزہۃ المجالس صفحہ ۱۱۲)
گئی کہ اسکا نور آفتاب کے نور پر غالب
تھا جس سے میری آنکھیں روشن ہو گئیں
اور مجھے اس رزق پر رکھا گیا پھر مجھے اٹھایا
گیا۔ یہاں تک کہ میں عرش پر پہنچ گیا۔ پس میں
نے ایک ایسا امر عظیم تھا جس کی وصف
زبانیں نہیں کر سکتیں۔

اس روایت کو مولوی اشرف علی دیوبندی نے بھی نشر الطیب کے صفحہ ۵۵ پر نقل کیا۔

عش پر علم ماکان وما یكون کا حاصل ہونا

جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم عرش پر جلوہ گر ہوئے تو ایک قطرہ آپ کے حلق اقدس میں گرایا گیا۔ جس کے فیض سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ماکان اور وما یكون کا حاصل ہو گیا۔ فاضل اجل حسین بن علی کاشفی ہروی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر حسینی میں بحر الحقائق کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

بحر الحقائق میں فرماتے ہیں کہ وہ علم ماکان و ما یكون تھا کہ اللہ تعالیٰ نے شب معراج آنحضرت کو عطا فرمایا تھا۔ جیسا کہ حدیث معراج میں ہے کہ میں عرش کے نیچے تھا ایک قطرہ میرے حلق میں گرایا گیا تو میں ماکان اور ما یكون جان گیا پس جاہ ایسا

سیکون است کہ حق سبحانہ در شب معراج
بداں حضرت عطا فرمودہ چنانچہ در حدیث
معراجیہ آمدہ است کہ در زیر عرش بودم
قطرہ در حلق ریختند فعلمت بہما ماکان

وَمَا سَيَكُونُ - پس دانستم آنچہ بود و آنچہ میں نے جو کچھ ہوا اور جو ہوگا۔
(تفسیر حسین صفحہ ۱۲۴)

ایک اور حدیث میں حضور علیہ السلام خود ارشاد فرماتے ہیں۔

قَدْ دَبَّتْ لِي تَطْرُقًا مِنَ الْعَرْشِ فَوَقَعْتُ
عَلَى لِسَانِي فَمَا ذَاقَ الذَّاغِقُونَ سَيْئًا
قَطًّا أَحَلَّى مِنْهَا فَأَنْبَأَنِي اللَّهُ بِهَا نَبَأً
الْوَالِدِينَ وَالْأَخْرِيَيْنَ وَوَدَّ قَلْبِي -

پھر ایک قطرہ عرش سے گرایا گیا۔ وہ میری
زبان پر گرا۔ پس چکھنے والوں نے کبھی بھی
اس سے زیادہ میٹھی چیز نہیں چکھی۔ پس
اللہ تعالیٰ اسکے سبب سے مجھے اولین
وآخرین کی خبریں بتا دیں اور میرا قلب
روشن فرما دیا۔

درتہ الجالس صفحہ ۱۲۲ - انوار محمدیہ صفحہ ۲۲۹
مدارج جلد اول صفحہ ۲۰۳

مولوی اشرف علی نے نشر الطیب میں اس روایت

وہابیوں کی خیانت

کو جس میں رفرت پر سوار ہو کر عرش پر پہنچنے کا بیان

بیان ہے۔ بیان کی مگر قطرہ کا حلق اقدس میں گرائے جانے کا بیان جس میں علم ماکان وما یحکون
کا بیان ہے ذکر نہیں کیا کیونکہ یہ اس کے عقیدے کے مخالف تھا۔ معلوم ہوا کہ یہ لوگ
بڑے خائن ہیں۔

صاحب تاریخ حبیب اللہ لکھتے ہیں کہ جب براق کو

تاریخ حبیب اللہ

آپ نے چھوڑا دیاں رفرت سبزیایا کہ روشنی اسکی آفتاب

کی روشنی پر غالب تھی۔ اس پر آپ کو بٹھایا۔ وہ آپ کو کرسی وغیرہ سب مکانات آسمانی
اور حجب نورانی طے کرا کے عرش تک لے گیا۔ (تواریخ حبیب اللہ صفحہ ۲۷)

عالم ربانی امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ

امام شعرانی

نے اپنے استواء علی العرش کو اپنی مدح کا موجب قرار دیا اسی

طرح اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر لے جا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
عنطت شان کا اظہار فرمایا۔ فرماتے ہیں حَيْثُ كَانَ الْعَرْشُ أَعْلَى مَقَامٍ يَنْتَهِي إِلَيْهِ
أَنَّ أَسْرِي بِهِ مِنَ الرَّسْلِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَقَالَ وَهَذَا أَيْدَالُ عَلِيٍّ آتَتْ

اَللّٰهُ سَرَّاءَ كَانَ يَجْسِمُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخ - (اليواقيت والجواهر جلد دوم ص ۳۶)

مردانِ خدا کی نظریں عرش پر پڑتی ہیں | جس عرشِ عظیم پر حبیبِ خدا کے قدم پہنچے وہاں ادویاءِ کرام کی

نظریں پہنچتی ہیں۔ عالم ربانی امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انبیاءِ عظام اور ان کے سچے تابعدار (ادویاء) اتنے بڑے عرش کو ایسا دیکھتے ہیں جیسے کہ ہوا میں اڑتا ہوا ایک ذرہ ہوتا ہے۔ آگے لکھتے ہیں کہ حضرت سیدی علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مردِ خدا وہ نہیں جس کی نظر جنت و دوزخ اور آسمان اور عرش پر پہنچے بلکہ مردِ خدا وہ ہے جس کی نظر عرش و جنت سے آگے بڑھ جائے۔ (اليواقيت والجواهر صفحہ ۳۶ جلد دوم)

الکتیسوا وعظ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقامِ قدس میں پہنچنا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رفوف پر سوار ہو کر عرشِ اعظم سے آگے تشریف لے گئے۔ ایک مقام پر پہنچے تو رفوف بھی غائب ہو گیا اور آپ کے ہمراہ کوئی نہ رہا۔ آپ کو انوار نے ہر طرف سے گھیر رکھا تھا۔ (اليواقيت والجواهر صفحہ ۳۵) آپ نے ستر تبارِ حجاب طے فرمائے۔ ان میں ایک حجاب دوسرے حجاب کے مشابہ نہ تھا ہر ایک حجاب کی موٹائی پانچ سو سال کی راہ تھی۔ آپ بالکل تنہا جا رہے تھے کہ آپ کو وحشت طاری ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک پکارنے والے نے ابو بکر کے ہجے میں پکارا قَدْ يَا مُحَمَّدُ فَإِنَّ رَبَّكَ يُصَلِّيُ۔ یا رسول اللہ! ٹھہریے۔ آپ کا رب نماز پڑھتا ہے۔ میں نے سوچا کہ کیا ابو بکر مجھ پر سبقت کر گئے ہیں۔ اور میرا رب نماز پڑھنے سے بے نیاز ہے۔ اس وقت میری وحشت دور ہو گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی اُدُنْ يَا أَحْمَدُ اُدُنْ يَا مُحَمَّدُ۔ پس مجھے میرے پروردگار نے اپنے پاس اتنا نزدیک کیا جیسا کہ منہ پایا ہے

ثُمَّ دَنَا فَتَدَنَّا لِي كَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ - یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
 قریب ہوئے اپنے رب تعالیٰ سے اور زیادہ قریب ہوئے تو اللہ تعالیٰ حضور اقدس
 صلی اللہ علیہ وسلم سے دو کمانوں کی مقدار یا اس سے زیادہ قریب ہو گیا۔ اس صورت
 میں دُنیٰ اور فُتدُنِیٰ کی ضمیریں کامرجمع سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہونگے۔ یا دُنیٰ فُتدُنِیٰ کا
 کامرجمع اللہ سبحانہ ہو تو معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے قریب ہوا پھر زیادہ قریب ہوا
 یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دو کمانوں کی مقدار یا اس سے
 زیادہ قریب ہو گئے۔ یہ دونوں احتمالِ سیرتِ جلیبی میں مذکور ہیں۔ اسکے علاوہ بخاری شریف
 میں بھی ان صنائر کا مرجع اللہ تعالیٰ بیان کیا گیا ہے۔ بخاری شریف کی عبارت یہ ہے۔
 وَدَنَا الْمُجْتَبَرُ رَبَّ الْعِزَّةِ فَتَدَنَّا لِي (بخاری جلد دوم صفحہ ۱۱۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ اور امام حسن بصری۔ محمد بن کعب۔ جعفر بن محمد وغیر ہم بھی یہ قرب اللہ اور اسکے
 حبیب میں فرماتے ہیں۔ (نووی شرح مسلم صفحہ ۹۶) القصہ جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم بارگاہِ خدا میں پہنچے تو فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے رب نے سوال کیا تو میں جواب
 نہ دے سکا تو اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرتِ بلاشبہ میرے دونوں کندھوں
 کے درمیان رکھا تو اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے دونوں پستانوں کے درمیان محسوس
 کی تو مجھے اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا اور مجھے علم کے کئی انواع سے سرفراز فرمایا۔ ایک نوع
 علم کا ایسا تھا جسکے پوشیدہ رکھنے کا حکم تھا کیونکہ اس کی برداشت کی قوت میرے سوا
 کوئی نہیں رکھ سکتا تھا۔ ایک نوع علم میں مجھے اختیار دیا۔ جسے چاہوں بتلاؤں۔ جسے
 چاہوں نہ بتلاؤں۔ ایک نوع علم کا ایسا تھا جس کے متعلق حکم تھا کہ اسے خاص دعاء میں
 تبلیغ کیا جائے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ خدا میں عرض کیا۔ مولانا! تیری بارگاہ میں
 پہنچنے سے قبل مجھے وحشت طاری ہوئی تھی تب میں نے ایک منادی کو سنا جو ابوبکر
 کے بجز میں کہہ رہا تھا۔ قَتَّ قَاتَ رَبِّكَ يَصِيءُ؟ تو مجھے تعجب لاحق ہوا کہ کیا اس مقام
 میں مجھ سے پہلے ابوبکر پہنچ گیا ہے۔ اور میرا رب نماز سے بے نیاز ہے۔ تو اللہ تعالیٰ
 نے فرمایا میں نماز پڑھنے سے بے نیاز ہوں۔ میں تو کہتا ہوں سُبْحَانِي سُبْحَانِي

سَبَقَتْ رَحْمَتِي عَصِيْبِي - يارسول اللہ اس آیت کو پڑھیے۔ هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْنَا وَمَلَأْنَا بِكَ لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا
 پس میری صلاۃ رحمت ہے۔ تجھ پر اور تیری امت پر۔ باقی آپ کو ابوبکر کا آواز جو سنا یا گیا
 ہے یہ اسلئے تھا کہ تو اپنے دوست کا آواز سنکر مانوس ہو جائے۔ اسی طرح جب میں
 نے تیرے بھائی مرسی علیہ السلام سے کلام فرمایا تو ان پر سیدیت طاری ہو گئی تو میں نے
 ان سے پوچھا وَمَا تَلَكْ بِبِيَوْمِنِكَ يُمُوْسِيْ۔ تو ان کو ذکر عصا سے انس حاصل ہوا تو
 اسی طرح یارسول اللہ میں نے چاہا کہ تجھے اپنے یار کی آواز سے انس حاصل ہو کیونکہ تجھے
 اور ابوبکر کو ایک ہی مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ اور ابوبکر دنیا اور آخرت میں تیرے انیس و
 یار ہیں۔ پس میں نے ایک فرشتہ ابوبکر کی صورت پر پیدا کیا کہ وہ ابوبکر کے لہجے میں ندا کرے
 اور آپ سے وحشت زائل ہو جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جبریل کی حاجت کیا
 تھی۔ میں نے کہا۔ مولانا تو بہتر جانتا ہے۔ فرمایا یارسول اللہ میں نے جبریل کی حاجت
 قبول کی لیکن ان لوگوں کے حق میں جو تجھے اور تیرے صحابہ کو دوست رکھے۔ (نزہۃ المجالس
 صفحہ ۱۳۶ - ۱۳۷ - انوار محمدیہ صفحہ ۲۴۶ - ۲۴۷ - مدارج جلد اول صفحہ ۲۰۲ - سیرۃ حلبی
 جلد اول صفحہ ۲۴۴)

جلد اول صفحہ ۲۴۴

قاب قوسین کی حکمت

قاب مقدار کو کہتے ہیں اور قوس کا معنی کمان ہے
 مگر اسکی پوری حقیقت کا علم تو اللہ تعالیٰ اور اسکے
 پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔ لیکن بعض عرفاء اس کی کئی حکمتیں بیان کی
 ہیں۔ فقیر صرف دو حکمتوں پر اکتفاء کرتا ہے۔

حکمت اول

عرب شریف میں دستور تھا کہ جب سردار آپس میں معاہدہ
 کرتے تھے اور آپس میں عقد محبت استوار کرتے تو ہر ایک
 اپنی کمان کو دوسرے کی کمان سے ملا کر تیر بھینکتے۔ جو اس بات کی دلیل ہوتا تھا کہ ان
 دونوں میں ایسی یگانگت و اتفاق ہے کہ ایک کی ناراضگی دوسرے کی ناراضگی ایک کی
 رضا دوسرے کی رضا ہے۔ پس اس آیت میں بھی بتایا گیا ہے کہ اللہ تو کے اور

۱ اسکے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ دوستی ہے کہ حبیب کے بارگاہ کا مقبول اللہ تعالیٰ کا مقبول اور حبیب کی بارگاہ کا مردود اللہ تعالیٰ کے ہاں مردود۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ۔ یعنی رسول پاک کا مطیع اللہ تعالیٰ کا مطیع ہے۔ نیز فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يَبَايَعُوْنَكَ اِنَّمَا يَبَايَعُوْنَ اللَّهَ۔ یعنی رسول پاک سے بیعت کرنے والا اللہ تعالیٰ سے بیعت کرنے والا ہے۔ دمعارض حصہ سوم صفحہ ۱۳۹ تفسیر حسینی جلد دوم صفحہ ۳۵۸۔ کمالین حاشیہ جلا میں صفحہ ۲۳۷

حکمت دوم | عرب شریف میں یہ بھی دستور تھا کہ جب دو قبیلوں میں نزاع و جنگ برپا ہوتا تو اس نزاع کو دور کرنے کے لئے ایسا کرتے کہ ایک قبیلہ کا سردار اپنی کمان کا چلہ کھول کر دوسرے قبیلہ کے سردار کی کمان پر باندھ دیتا۔ اسی طرح دوسرا سردار اپنی کمان سے چلہ کھول کر دوسرے سردار کی کمان پر باندھتا پھر وہ ان کمانوں کو اپنے اپنے گھروں میں لٹکا دیتے تھے۔ توجیب تک وہ کمانیں ان کے گھروں میں لٹکی رہتیں۔ تو دونوں قبیلوں میں امن و امان رہتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا رسول اللہ تیرے پاس کمان شفاعت ہے اور میرے پاس کمان رحمت تو میری کمان رحمت کا چلہ اپنی کمان شفاعت پر باندھ دے۔ اور میں تیری کمان شفاعت کا چلہ اپنی کمان رحمت پر باندھ دیتا ہوں۔ اور دونوں کمانوں کو ساقِ عرش پر لٹکا دیتا ہوں۔ تاکہ جب تک عرش باقی رہے گا تو تیرے اور میرے درمیان صلح و محبت باقی رہے گی اور تیری امت امن و امان میں رہے گی۔ دمعارض حصہ سوم صفحہ ۱۴۱

حبیب پاک کا صفاتِ باری سے متصف ہونا | عالم ربانی حضرت امام شعرانی

رحمۃ اللہ علیہ نے معراج کی حکمتیں بیان فرماتے ہوئے لکھا ہے۔

اِنَّهُ اِذَا مَرَّ عَلٰی حَضْرَاتِ الْاَسْمَاءِ
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اسماء الہیہ
کے بارگاہوں سے گزرے تو ان اسماء کی
صفات کیسے متصف ہوتے گئے حبیب
مَرَّ عَلٰی الرَّحِمِ كَانَ رَجِيْمًا اَدْعَلَّةً

الْعَمُورِ كَانَ غَفُورًا أَوْ عَلَى الْكَرِيمِ
 كَانَ كَرِيمًا أَوْ عَلَى الْحَلِيمِ كَانَ حَلِيمًا
 أَوْ عَلَى الشُّكُورِ كَانَ شُكُورًا أَوْ عَلَى الْجَوَادِ
 كَانَ جَوَادًا أَوْ هَكَذَا فَمَا يَزِجُهُ مِنْ
 ذَلِكَ الْمَعْرَاجِ إِلَّا هُوَ فِي عَنَابَةِ
 الْكَمَالِ - (الربوایق والنجواہ صفحہ ۳۶)

رحیم پر گزرے تو رحیم ہو گئے۔ کریم پر گزرے
 تو کریم ہو گئے۔ حلیم پر گزرے تو حلیم ہو گئے
 شکور پر گزرے تو شکور ہو گئے۔ جواد پر
 گزرے تو جواد ہو گئے۔ اسی طرح دیگر
 اسماء الہیہ کی بارگاہوں سے گزرتے گئے
 تو ان کی صفات سے متصف ہوتے گئے
 معراج سے واپس نہیں تشریف لائے
 مگر اتہائے کمال میں۔ یعنی پورے کمال

ہو کر آئے

بتیسواں وعظ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار جمال باری تعالیٰ مشرف ہو

اس میں اختلاف ہے کہ رویتہ باری تعالیٰ
 ممکن ہے یا منتع ہے۔ فلاسفہ اور معتزلہ کہتے

امکان رویتہ باری تعالیٰ

ہیں کہ رویتہ باری تعالیٰ منتع ہے۔ اور اہلسنت کہتے ہیں کہ رویتہ باری تعالیٰ ممکن ہے۔
 فلاسفہ اور معتزلہ کی ایک دلیل یہ ہے کہ کسی شے کی رویت کی یہ شرطیں ہیں کہ وہ شے رائی
 کے مقابل جہت میں ہو۔ اور مکان میں ہو۔ زمان میں ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ جہت اور مکان
 و زمان سے پاک ہے۔ لہذا اسکی رویتہ منتع ہے۔ اسکا جواب یہ ہے۔ واقعی ان شرائط
 کا پایا جانا عادتاً ضروری ہے۔ عقلاً ضروری نہیں۔ یعنی عادت اسی طرح جاری ہے۔
 کہ جہت مقابلہ و زمان و مکان کے بغیر کوئی چیز دیکھی نہیں جاتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس بات
 پر قادر ہے کہ خرق عادت کے طور پر ان شرائط کے بغیر بھی رویتہ کو واقع کر دے۔ اور
 معراج کی رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی رویت خرق عادت کے

طریقے پر ہوئی۔ لہذا کوئی اعتراض وارد نہ ہوا۔

دوسری دلیل امتناع کی یہ ہے کہ اگر روایت باری تعالیٰ ممکن ہوتی تو جب موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا تھا۔ رَبِّ اَرِنِي الْاُنظُرِ اَيْلَيْكَ تَوَالِدُ تَعَالَى نُوْنُ تَرَائِي كَيْ سَا تَحْجُوْبُ نَدِيْتَا۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ آیت سے روایت باری تعالیٰ کا امتناع ثابت نہیں۔ بلکہ اسی آیت سے امکان روایت ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے کہ موسیٰ علیہ السلام کا یہ سوال اس بات کی دلیل ہے کہ آپ روایت باری تعالیٰ کے امکان کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کا دیکھنا محال ہوتا تو یہ اعتقاد ضلالت و گمراہی قرار پاتا۔ کیونکہ جو چیز اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہو اسکو ممکن ماننا ضلالت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو کلیم اللہ ہیں۔ اولوالعزم رسول ہیں کس طرح گمراہی کا اعتقاد رکھ سکتے ہیں۔ اسی لئے عارف ربانی امام شعرانی لکھتے ہیں۔

بیداری میں روایت باری تعالیٰ کی امکان کی دلیل یہ ہے کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس روایت کا سوال کیا جب کہ عرض کیا رَبِّ اَرِنِي اَنْظُرِ اَيْلَيْكَ حالانکہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جاہل نہ تھے اس چیز سے جو جائز اور مستحب ہو اللہ تعالیٰ پر۔

دَلِيْلٌ جَوَازُهَا فِي الْاِيْنِظْفَةِ هُوَ اَنْ
مُوسَىٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ هُوَ
طَلَبَهَا حَدِيْثًا قَالَ رَبِّ اَرِنِي اَنْظُرُ
اَيْلَيْكَ وَهُوَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
لَا يَجْهَلُ مَا يَجُوْزُ وَيَمْتَنِعُ عَنْ رَبِّهِ
عَزَّ وَجَلَّ۔ (البيواقيت و الجواب ص ۱۱۹ جلد اول)

اسی طرح قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ کتاب شفا میں لکھتے ہیں۔

دنیا میں روایت باری تعالیٰ کے جواز کی دلیل موسیٰ علیہ السلام کا روایت کے لئے سوال ہے کیونکہ محال ہے کہ نبی جاہل ہو اسی چیز سے جو اللہ پر جائز ہو اور ناجائز ہے۔ بلکہ نبی سوال نہیں کرتا مگر جائز امر کا۔

وَالدَّلِيْلُ عَلَى جَوَازِهَا فِي الدُّنْيَا سَوَالُ
مُوسَىٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لَهَا وَحَالُ اَنْ
يَجْهَلُ نَبِيٌّ مَا يَجُوْزُ عَلَى اللهِ وَمَا لَا يَجُوْزُ
عَلَيْهِ بَلْ لَمْ يَسْأَلْ اِلَّا جَائِزًا۔
(دشفا مشرب جلد اول صفحہ ۱۲۱)

میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بعینہ امان روایت باری تعالیٰ میں یہی دلیل

بیان کی۔ (شرح مسلم صفحہ ۹۷)

ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا دیکھنا ممکن ہے۔ ورنہ موسیٰ علیہ السلام پر معاذ اللہ گمراہی کا الزام

عائد ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرماتا ہے۔ **وَجِئْنَا**
يَوْمَئِذٍ نَأْتِيهِمُ الظُّلُمَاتُ مِنِّي رَثِيمًا صَادِقًا۔

دوسری دلیل امکان رویت پر

پارہ ۲۹۔ اُس دن کچھ چہرے ہونگے (مومن)، اپنے رب کو دیکھتے ہوں گے اور تندرنازہ ہونگے۔ ثابت ہوا کہ مومن قیامت کے روز اللہ تعالیٰ نے کو دیکھیں گے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی رویت محال ہوتی تو قیامت کے روز مومن بھی رب تعالیٰ کو نہ دیکھ سکتے۔

حضرت احمد مجتبیٰ
محمد مصطفیٰ صلی اللہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار الہی سے مشرف ہونا

علیہ وسلم بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوئے تو اپنے پروردگار کو بلا حجاب و بلا حجبیت و بلا کیفیت اپنی آنکھوں سے دیکھا اور دیدار جمال الہی سے مشرف ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ رَأَوْا نَزْلَةَ أَخْرَىٰ ۖ عِندَ

سِدْرَةِ الْمُنْتَهَىٰ ۖ (پارہ ۲۹ سورت نجم) کو دوبارہ دیکھا۔ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔

آیت میں ضمیر مستتر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے اور ضمیر غائب اللہ تعالیٰ نے کی طرف راجع ہے۔ اگرچہ بعض مفسرین نے حضرت جبریل علیہ السلام

قائدہ

کی طرف راجع کی ہے مگر محققین اس ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ بنااتے ہیں یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا دو دفعہ۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا (شرح مسلم جلد اول صفحہ ۹۸)

تفسیر روح المعانی میں بھی ضمیمہ غائب کا مرجع اللہ تعالیٰ بیان کیا ہے (روح المعانی

پارہ ۲۷ صفحہ ۴۶)

اسی طرح فاضل اجل کمال الملتہ والدین علامہ حسین بن علی کاشفی ہرمی رحمۃ اللہ علیہ

لکھتے ہیں۔

بتفسیر مشہور معنی آنت کہ خدا تعالیٰ را دید بار
مشہور تفسیر میں معنی یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کو دوبارہ دیکھا
(تفسیر جینی پارہ ۲۹ صفحہ ۳۵۸)
جب کہ نزدیک سدرۃ المشبئی کے تھے۔

باقی دوبارہ اسلئے فرمایا کہ نماز کی تخفیف کی درخواستوں کے لئے چند بار عروج و نزول ہوا
اس لئے دوبارہ فرمایا۔ ماقبل کی تفسیروں کے حوالوں سے ثابت ہوا کہ ہمارے رسول پاک
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خدائے پاک کا دیدار کیا۔

جب موسیٰ علیہ السلام نے دیدار

کا شوق ظاہر کیا تو اللہ تعالیٰ

دیدار الہی کے وقت حضور کی کمال قدرت

نے لَنْ تَرَانِيْ فرما کر فرمایا پہاڑ کی طرف دیکھو جب رب تعالیٰ نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو
پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ مگر جب محبوب خدا
دیدار الہی سے مشرف ہوئے تو کسی طرف نہ التفات ہے نہ آنکھ مشاہدہ جمال الہی کے سوا
کسی طرف پھیری۔ بلکہ آنکھ جمال الہی کی طرف رہی۔ اس کے باوجود موسیٰ علیہ السلام کی طرح بیہوش
بھی نہ ہوئے۔ بلکہ اس مقام عظیم میں ثابت قدم رہے۔ اللہ تعالیٰ حضور کی اس کمال
قوت کی تعریف کرتا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

مَا تَزَاغَ الْبَصَرُ وَمَا وَطَعْنِيْ ۝ پارہ ۲۸
آنکھ نہ کسی طرف پھری اور نہ حد سے بڑھی

بلکہ مقصود کی طرف رہی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ

کو آنکھوں سے دیکھا۔ تو اس روایت میں

دیدار الہی میں آپ کو کوئی شک نہ رہا

آپ کو کسی قسم کا شک و تردد نہ رہا بلکہ قلب مبارک نے اس کی تصدیق کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
مَا تَاخَذُ الْفُؤَادُ مَا رَأَى ۝ پارہ ۲۹
دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔

سورہ نجم،

علامہ صاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مارا ہی کیا تھا۔ بعض نے فرمایا وہ صورت جبریل علیہ السلام تھی۔ بعض نے فرمایا نارامی اللہ تعالیٰ کی ذات تھی۔ دصاوی پارہ ۲۹ صفحہ ۱۱۶، تفسیر حسینی میں ہے کہ ایں مرئی بقول اول جبریل است وبقول ثانی حق سبحانہ و تفسیر حسینی جلد دوم صفحہ ۳۵۸

امام نووی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ذَهَبَ الْجَهْمُورُ مِنَ الْمُتَسَيِّرِينَ اِلَى اَنَّ الْمُرَادُ اَنَّهُ رَأَى رَبَّهُ سُبْحَانَكَ۔ (شرح مسلم صفحہ ۹۴)

ان تفسیروں سے بھی ثابت ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کو دیکھا ہے۔

اس میں اختلاف ہے کہ آیا حضور سرا یا نور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے

روایت باری کے متعلق مذہب جمہور

پروردگار کو شب معراج دیکھا تھا یا نہیں۔ بعض حضرات اس روایت سے انکار کرتے ہیں مگر جمہور صحابہ تابعین، محدثین و حکمیین کا یہی مذہب ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج اپنی سرکی آنکھوں سے دیکھا۔ علامہ صاوی فرماتے ہیں۔

اِخْتَلَفَ فِي بَلَدِكَ الرَّوِيَّةِ فِقِيْلَ رَاكَ
بِعَيْنِهِ حَقِيْقَةً وَهُوَ قَوْلُ جَمْعُوْرٍ
الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ۔ (تفسیر صاوی
پارہ ۲۹ صفحہ ۱۱۶)

اس روایت باری تعالیٰ میں اختلاف ہے۔
کہا گیا ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو حقیقتاً
اپنی آنکھ سے دیکھا اور یہی قول جمہور صحابہ
و تابعین کا ہے۔

صاحب تفسیر حسینی علامہ حسین بن علی کاشفی ہر وی لکھتے ہیں۔

اکثر صحابہ براء انکہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم خدا را در شب معراج
دیدہ۔ (تفسیر حسینی جلد دوم صفحہ ۲۵۸)

اکثر صحابہ کرام کا مذہب یہ ہے کہ حضرت
رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج
میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔

علامہ فحامہ علی بن براء بن الدین حلبی شافعی رقمطراز ہیں۔

نَقَلَ عَنِ الدَّارِمِيِّ الْحَاوِيَةِ اَنَّهُ نَقَلَ
اَجْمَاعَ الصَّحَابَةِ عَلٰى ذٰلِكَ وَنَقَدَ

حافظ دارمی سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے
صحابہ کا جماع اس پر عدم روایت، پر

نقل کیا پھر اس پر اعتراض کیا اور روایت مذکورہ
کی طرف گیا۔ نیز اکثر صحابہ اور بہت سے
محدثین اور مشکلبین روایت کی طرف گئے
بلکہ بعض حفاظ حدیث نے اجماع کی حکایت
کی اس بات پر کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنی سر کی آنکھوں سے خدا تعالیٰ
کو دیکھا۔

فِيهِ وَذَهَبَ إِلَى الرَّوْيَةِ إِلَى الْمَذْكُورَةِ
وَ أَكْثَرُ الصَّحَابَةِ وَ كَثِيرٌ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ
وَ الْمُتَكَلِّمِينَ بَلْ حَتَّى بَعْضُ الْمُحَفَّاظِ
عَلَى وَقُوعِ الرَّوْيَةِ لَهُ يَعِينُ رَأْسَهُ
إِلَاجِمَاعٍ - (سیرت حلبی جلد اول صفحہ ۱۵۱)

نیز سیرت حلبی میں ہے

أَخْتَلَفَ فِي رُوْيَتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ يَرِيهِ تَارِكًا وَ تَعَالَى تَلَكَّ
اللَّيْلَةَ فَأَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ عَلَى وَقُوعِ
ذَلِكَ أَيْ أَنَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ
رَأَى كَاهَنًا وَ جَلَّ يَعِينُ رَأْسَهُ -

(سیرت حلبی جلد اول صفحہ ۲۵۰)

امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں۔

إِنَّ الدَّرَجِجَ عِنْدَ أَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ أَيْ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ رَأَى
رَبَّهُ يَعِينِي رَأْسَهُ لَيْلَةَ الْإِسْرَاءِ -

(شرح مسلم صفحہ ۹۶)

یعنی اکثر علماء کرام کے نزدیک راجح یہی
ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے شب معراج میں اپنے رب کو اپنے
سر کی آنکھوں سے دیکھا۔

ان مذکورہ حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ اکثر امت مسلمہ
کا مسلک یہی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں

قائدہ

جمال خدادندی کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ یہی مسلک علمائے اہلسنت یعنی بریلوی
علماء کا ہے۔ فَأَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ عَلَى ذَلِكَ

بیتسواں وعظ

روایتہ باری تعالیٰ کا ثبوت حدیث پاک اور اقوال بزرگان دین سے

چوتھے وعظ میں بتایا گیا ہے کہ جمہور اہل اسلام کا مسلک یہ ہے کہ شب معراج میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کی آنکھوں سے اپنے رب تعالیٰ کا دیدار کیا۔ اسکا ثبوت صحیح حدیثوں اور اقوال بزرگوں سے لکھا جاتا ہے۔

حدیث اول

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا يَقُولُ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ مَرَّتَيْنِ مَرَّةً بَصِيرَةً وَمَرَّةً لِعَوَادِلِهِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ - دموہب اللدنیہ جلد ۱ صفحہ ۳۶ - نشر الطیب صفحہ ۵۵

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ بیشک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کریم کو دو مرتبہ دیکھا ایک مرتبہ اپنی آنکھ سے اور ایک دفعہ اپنے دل سے۔

حدیث دوم

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ لَقِيَ ابْنَ عَبَّاسٍ كَعْبًا يَعْرِفُهُ فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ فَلَكَرَ حَتَّى جَاءَ وَبَنَتْهُ الْجِبَالُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَا بَنُوها شَيْمٍ فَقَالَ كَعْبٌ إِنَّ اللَّهَ تَسَمَّرَ رُؤْيَاهُ ذِكْرًا مَهْ بَيْنَ مُحَمَّدٍ وَمُوسَى وَكَلَّمَ مُوسَى مَرَّتَيْنِ وَرَأَى مُحَمَّدًا مَرَّتَيْنِ وَتَرْتَمِي جِلْدُهُ صَفْحَةَ ۱۶۰

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عرفات میں ملے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی سوال کیا تو کعب نے اللہ اکبر کہا۔ بیان تک کہ پہاڑ گونج اٹھے۔ تو ابن عباس رضی اللہ

عہدہ نے فرمایا ہم نبی ہاشم ہیں یعنی جلال میں نہ آؤ، تو حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ اپنی رویت اور کلام کو حضرت محمد اور موسیٰ علیہما السلام میں تقسیم کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے دو مرتبہ کلام کی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دفعہ اپنے کریم کو دیکھا۔

حدیث سوم

عَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
رَأَى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ - (ترمذی جلد دوم صفحہ ۱۶۰)
عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا
کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
رب کو دیکھا۔

فائدہ
حضرت امام نووی شارح مسلم شریف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص یہ
خیال نہ کرے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ قول اپنے ظن اور اجتہاد
سے کیا ہو بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر کہا ہے۔ لہذا یہ حدیث موفوف
کے حکم میں ہوگی۔ (شرح مسلم صفحہ ۹۷)

حدیث چہارم

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَلْتَجِبُونَ أَنْ
تَكُونَ الْخَلَّةَ لِإِبْرَاهِيمَ وَالْكَاهِنِ لِمُوسَى
وَالرُّؤْيَا لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ بِإِسْنَادٍ
صَحِيحٍ وَصَحَّحَهُ الْحَاكِمُ -
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا
کیا تم تعجب کرتے ہو کہ خلت حضرت ابراہیم
کے لئے اور کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے
رویت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے واسطے ہے۔

المنار و ماہرب جلد ۲ صفحہ ۲۷ - شرح مسلم صفحہ ۹۷ - شفا شریف جلد اول صفحہ ۱۲۷

حدیث پنجم

عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَأَى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ رَوَاهُ ابْنُ
حَدِيثًا بِإِسْنَادٍ قَوِيٍّ - (دماہرب جلد ۲
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں
کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اپنے رب کو دیکھا۔

شرح مسلم صفحہ ۹۰

اقوال بزرگانِ دین

مروان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے پوچھا۔ کیا حضرت محمد

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کریم کو دیکھا۔ فرمایا ہاں۔ دشفا شریف جلد اول،

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ حضرت

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کریم کو

دیکھا۔ دشفا شریف صفحہ ۱۲۰۔ شرح مسلم صفحہ ۹۰

ابن وحیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کو نہراول خصوصیتیں عطا کی گئیں۔ ان میں ایک روایت

ابن وحیہ رحمۃ اللہ علیہ

ہے اور بارگاہِ الہی کا قرب۔ دسیرت حلبی جلد اول صفحہ ۴۵۲

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث دیکھ کر

نے اپنے رب کو آنکھوں سے دیکھا، کا قائل ہوں۔ پھر نہرایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

نے دیکھا ہے۔ دیکھا ہے۔ یہاں تک کہ آپکا سانس رک گیا۔ دشفا شریف جلد اول صفحہ ۱۱۰

اور مدارج صفحہ ۲۰۸، بعض نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو کہا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ جو شخص زعم کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے

تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بڑا افتراء کیا۔ تو کونسی دلیل سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا

جواب دیا جائے۔ انہوں نے فرمایا کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے کہ آپ نے

فرمایا میں نے اپنے رب کریم کو دیکھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول حضرت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قول سے بڑا ہے۔ دسیرت حلبی صفحہ ۴۵۲۔ مدارج النبوت جلد

اول صفحہ ۲۰۸

ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا
کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے

رب کریم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ دشنام شریف صفحہ ۱۲۱ جلد اول،

محدث امام نووی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام نووی شارح مسلم فرماتے ہیں کہ
راج اکثر علماء کے نزدیک یہی ہے کہ رسول

پاک حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کریم کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ دشریح مسلم
صفحہ ۹۷ - سیرت حلبی صفحہ ۲۵۲،

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ محقق علی الاطلاق محدث
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں - اما

ایں مقدارِ خلیجان میکندہ کہ معراج اتم مقامات واقفی کمالات آنحضرت بود صلی اللہ علیہ وسلم
کہ بیچ یکے از انبیاء و ادرانجا با وی شرکت نہ بود و بیچ بشرے و ملکی را گنجائش آن مقام نہ پس عجب
است کہ در آن مقام بر بند و در خلوت خاص در آرد و با علی مطلب واقفی مآرب کہ دیدار است
مشرف نگر و آند و آن حضرت باین معنی راضی باشد۔ اگرچہ بحال بندگی و ادب و سطوت کبریائی حق
بریں وارو کہ سوال تو اوند کرد و از ذوق کلام مست گشته انبساط نماید و طلب دیدار نہ کند۔
چنانکہ موسیٰ علیہ السلام کرد۔ اما کمال محبت و محبوبیت کہ با جناب اقدس دارد۔ کجا میگردد
کہ حجابے در میاں ماند۔ ایں دولت بطلب بدست نئے آید تحقیق آن است کہ ناکامی موسیٰ
علیہ السلام بجهت آن بود کہ هنوز سیدالمجربین صلی اللہ علیہ وسلم ندیدہ و باین دولت نرسیدہ
دیگرے را چہ مجال کہ بطلبد و بنید و علماء خود ہمہ متفق اند بر امکان رویت در دنیا بعد از امکان
مانع باشد خود و مقام معراج در حقیقت عالم آفرت است و ہرچہ در عالم آفرت دیدنی
و یا قتی بود دید و یا ذلت تا دعوت خلق بحکم عین الیقین کنند۔ چنانکہ گفتہ اند صریح از دیدہ
بے فرق بود تا بشندہ۔ (مدارج جلد اول صفحہ ۲۰۸ - ۲۰۹)

حضرت پیران پیر پیر
دستگیر سیدنا مولانا

شیخ الشیوخ حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے کہ دیدار الہی امی رویتہ باری تعالیٰ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور کو دنیا میں حاصل نہیں ہوا۔ (الیواقیت والمجاہد جلد اول صفحہ ۱۲۸)

حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عمر بن محمد شہنا الدین
سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

لکھتے ہیں ہر قسم کے آداب رسول اللہ سے حاصل ہوتے ہیں کیونکہ آپ تمام ظاہری باطنی آداب کے مخزن ہیں۔ بارگاہ الہی میں آپ کے حسن ادب کے سلسلے میں ارشاد فرمایا گیا ہے
مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ - نہ نگاہ بہکی نہ حد سے آگے بڑھی۔ (عوارف المعارف صفحہ ۳۲)

شیخ سہیل عبداللہ التستری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبداللہ التستری رحمۃ اللہ علیہ
کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے اپنے نفس کے مشاہدہ کے ساتھ رجوع نہیں کیا بلکہ سراپا اپنے پروردگار کا مشاہدہ فرماتے رہے۔ (عوارف المعارف صفحہ ۲۳۵)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی
شیخ احمد سرہندی قدس سرہ

مکتوبات میں لکھتے ہیں۔

أَنَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أُسْرِي
لَيْلَةَ الدُّعْرَاجِ بِالْحَسَدِ إِلَى مَا شَاءَ
تَعَالَى وَعُرِضَ عَلَيْهِ الْجَنَّةُ وَالسَّارُ
وَأُوْحِيَ إِلَيْهِ مَا أُوحِيَ وَشُرِّفَ نَمَتُهُ
بِالدُّوَيْبَةِ الْبَصْرِيَّةِ - مکتوبات دفتر
اول حصہ سوم صفحہ ۱۸

بیشک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو
شب معراج جمالی سیر کرانی گئی جہاں تک
اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ اور آپ پر جنت
دو درخ پیش کی گئی۔ اور وحی آپ کی طرف
کی گئی۔ اور مشرف فرمائے گئے اس جگہ
رویت بصری سے۔

نیز حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔
در جواب گوئیم کہ رویت آنسرور علیہ الصلوٰۃ والسلام در شب معراج در دنیا واقع

نشده است۔ بلکہ در آخرت واقع شدہ زیر کہ آل سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام در آل شب
چوں از دائرہ مکان و زمان بیرون جست و از تنگی مکان برآمدنزل و ابدال آن واحدیادت
بدایت و نہایت را در یک نقطہ متحد و دید اہل بہشت را بعد از چندین ہزار سال بہ بہشت
خواہند رفت و در بہشت دید عبد الرحمن بن عوف را کہ بعد از پانصد سال از فقراء
صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بہ بہشت خواہد رفت دید کہ بہ بہشت بعد
از مضمیٰ آل مدت درآمد و ستر توقف را از دوسے پرسیدند۔ پس روئیتے کہ در آن موطن
واقع شد داخل رویت آخرت خواہد بود۔ و منافات با جماع بر عدم وقوع آن نخواہد
داشت و آل رویت را رویت دینیوی گفتن محمول بر تجوز است و مبنی بر ظاہر۔
(مکتوبات دفتر اول حصہ پنجم صفحہ ۴۱ - ۴۲)

پنپیسواں وعظ

مخالفین کا عدم رویت پر استدلال اور اسکا جواب

جو لوگ عدم رویت کے قائل ہیں ان کے پاس بڑی دلیل حدیث حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہے جسکا مسلم نے اپنی صحیح میں اخراج کیا ہے۔ حضرت مسروق
فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بیٹھا تھا کہ آپ نے
فرمایا۔

تین باتیں ہیں جو شخص ان میں سے کسی ایک
کے ساتھ کلام کرے گا تو اس نے اللہ تعالیٰ
پر بڑا بہتان باندھا۔ میں نے پوچھا وہ کیا
باتیں ہیں۔ فرمایا جو یہ زعم کرے کہ حضور
اقدم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب

تَلَاَيْتَ مَنْ رَكَمَ لِيْوَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ
فَقَدْ اَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفَرْيَةَ قُلْتُ
مَا هُنَّ قَالَتْ مَنْ زَعَمَ اَنَّ مُحَمَّدًا
رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ اَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفَرْيَةَ
الحديث (مسلم جلد اول صفحہ ۹۸)

کو دیکھا۔ اس نے اللہ پر بہت بڑا جھوٹ بولا۔

لہذا معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں اپنے رب کریم کا دیدار نہیں کیا۔ مخالفین روایت کے پاس یہی ایک بڑی دلیل ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو روایت کی نفی فرمائی ہے وہ محض ان کی اپنی رائے سے ماہوں

حدیث مذکورہ کا جواب

نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر نہیں فرمایا۔ اگر آپ سے سنا جاتا تو حدیث مرفوعہ ضرور بیان کرتیں۔ مگر آپ نے عدم روایت کے بارے میں کوئی حدیث سرکار سے ذکر نہیں کی جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ ان کی اپنی رائے سے۔ اور اپنا قول ہے۔ جو انہوں نے بعض آیتوں کے عموم سے استنباط فرمایا ہے۔ جن کا ذکر حدیث پاک میں ہے بعض صحابہ نے ان کی مخالفت کی۔ اور قاعدہ ہے کہ جب کوئی ایک صحابی قول کرے اور دیگر صحابہ سے کوئی اس کی مخالفت کرے تو وہ قول بالاتفاق حجت نہیں رہتا۔ یہ جواب امام نووی وابن حزمیہ کا ہے۔ جو شرح مسلم صفحہ ۹۶ پر مذکور ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے۔ حدیث صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نافی ہے اور حدیث ابن عباس مثبت ہے۔ اور اصول کا قاعدہ ہے مثبت مقدم ہوتا ہے نافی پر تفسیر صاوی جلد ۲ صفحہ ۱۱۶،

لہذا روایت کا ثبوت ہوا۔ وہی ہمارا مسلک ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عدم روایت کے اثبات میں دو آیتیں بیان کی ہیں۔

لَا تَدْرُكُهُ اِلَّا بَصَارٌ وَهُوَ يَدْرُكُ اِلَّا بَصَارٌ وَهُوَ اللَّطِيفُ
الْخَبِيرُ یعنی آنکھیں اللہ تعالیٰ کا ادراک نہیں کر سکتیں۔ اور وہ سب

پہلی آیت

آنکھوں کا ادراک فرماتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کو نہیں دیکھا:

یہ ہے کہ ادراک حقیقت کا اور ایک روایت حقیقت اور کثرت کی۔ ادراک خاص ہے۔ روایت عام ہے۔ خاص کی نفی سے عام کی نفی

جواب اول

ہیں ہوتی۔ تو ادراک کی نفی سے روایت کی نفی کیسے ہوگی۔ جیسا کہ کوئی قمر کو دیکھتا ہے اور اسکی

حقیقت کا ادراک نہیں کرتا۔ تو دیکھو یہاں قمر کی رویت حاصل ہے اور اسکی حقیقت کا ادراک منفی ہے۔ ایسے ہی آیت پاک میں ادراک حقیقت ذات خدا کی نفی ہے اور حقیقت کی رویت کی نفی نہیں ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ اس سے نفی رویت کی ثابت نہیں ہے جو مطلوب ہے۔ صرف نفی ادراک کی جو غیر مطلوب ہے۔ یہ جواب علامہ محقق محدث دہلوی کا ہے۔ (مدارج جلد اول صفحہ ۲۰۷)

جواب دوم

یہاں ادراک کا معنی رویت نہیں بلکہ احاطہ ہے۔ اور عدم احاطہ سے عدم رویت کب لازم آتی ہے۔ جیسا کہ علم کے ساتھ عدم احاطہ سے عدم علم لازم نہیں آتا۔ جب ادراک کا معنی احاطہ ہے تو آیت کا معنی یہ ہوا کہ آنکھیں اللہ تعالیٰ کو گھیرے میں نہیں لے سکتیں۔ اللہ تعالیٰ نے آنکھوں کو محیط ہے۔ قدرت و علم سے۔ لہذا آیت کا مستفاد صرف اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی بطور احاطہ نہیں دیکھ سکتا۔ اور رویت بغیر احاطہ کی نفی نہیں ہے۔ اور ہم رویت بلا احاطہ کے قائل ہیں۔ دیکھو یہ حدیث ہے (۹ اُحْصِیْ شَاءَ عَلَیْكَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَیْ نَفْسِكَ۔ اس میں ثنائے الہی کے احصاء و احاطہ کی نفی ہے۔ تو احاطہ ثنائے الہی کی نفی سے مطلق ثناء جو بغیر احاطہ ہے اسکی نفی لازم نہیں آتی ہے ورنہ لازم آئے گا کہ معاذ اللہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی کوئی ثناء ہی نہیں کی۔ پس ثابت ہوا کہ جیسا کہ احاطہ ثناء کی نفی سے مطلق ثناء کی نفی لازم نہیں آتی ایسا ہی رویت بلا احاطہ کی نفی سے مطلق رویت کی نفی لازم نہیں آتی۔ (مدارج جلد اول صفحہ ۲۰۷۔ شرح مسلم صفحہ ۹۷)

دوسری آیت

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ
 أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا آيَاتِهِ۔ کسی بشر کے لائق نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام کرے۔ لیکن وحی کے ذریعے سے اور یا پردے کے پیچھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رویت کی نفی ہے۔

آیت پاک میں جس کی نفی ہے وہ کلام بے حجاب کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بشر سے بلا حجاب کلام نہیں فرماتا۔ اس میں یہ مضمون نہیں ہے کہ بغیر کلام کے اپنا ریدار بھی کسی کو نہیں دکھانا۔ لہذا یہ آیت قائلین رویت کی مخالفت نہیں ہے۔

اور تابعین عدم روایت کو کوئی مفید نہیں ہے۔

یہ نفی کلام کی بشر من حیث ھو بشر کیلئے ہے۔ اور جب انسلخ عن
البشریت کا حال طاری ہو۔ اور بشریت کا کوئی حجاب باقی نہ رہے

جواب دوم

تو پھر یہ حکم نہیں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دیدار الہی نصیب ہوا تو آپ اس
وقت باوجود بشریت مقدمہ کے منسلخ عن البشریت تھے۔ یعنی بشریت مقدمہ موجود تھی۔ مگر
قدرتِ خدا سے اوصاف اور خواص بشریت کا ظہور نہ تھا۔ اور حجاب بشریت اٹھ چکا
تھا۔ لہذا آقائے دو عالم نے بلا واسطہ کلام بھی کی ہو اور اسی وقت دیدار الہی سے بھی مشرّف
ہوئے ہوں۔ دربرکت از علامہ کاظمی صاحب مدظلہ العالی

مخالفین روایت نے اپنے دعویٰ پر حدیث ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ
عنه کو بھی دلیل بنایا ہے۔ وہ حدیث یہ ہے۔

حدیث ابو ذر

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ رَأَيْتَ رَبِّي قَالَ نُوْرًا بِيْ آرَاكَ وَمَسْلَمٌ شَرِيفٌ صَفْرٌ ۹۹
حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں
کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے پوچھا کیا آپ نے اپنے رب کریم کو
دیکھا ہے۔ فرمایا وہ نور ہے میں اسے کیسے
دیکھ سکتا ہوں۔

اس حدیث سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دیدار الہی نہیں کیا۔

یہاں حدیث ابو ذر میں تین روایتیں ہیں۔ ایک تو یہی نُورًا بِيْ آرَاكَ۔ دوسری
روایت میں ہے۔ رَأَيْتُ نُورًا تَمِيسِرِيْ رَوَايَتٌ فِيْهَا يَسْ بِيْ نُورًا بِيْ آرَاكَ۔ دوسری

جواب

اور تیسری روایت کا معنی ایک ہی ہے کہ میں نے نور دیکھا۔ اور پہلی روایت کا معنی یہ ہے کہ
وہ نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔ یہ آخری دونوں روایتیں اسکے بالکل معارض ہیں
کیونکہ پہلی روایت کا مطلب یہ ہے کہ وہ نور ہے میں نے نہیں دیکھا۔ اور دوسری تیسری روایت
کا مطلب یہ ہے کہ وہ نور ہے جو میں نے دیکھا ہے۔ لہذا مخالفین روایت حدیث ابو ذر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کو اپنے دعویٰ کی دلیل نہیں بنا سکتے ہیں۔

انصاف کی بات

انصاف کی بات یہ ہے کہ یہ اقوال سب صحیح ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود۔ عائشہ صدیقہ۔ ابوذر۔ ابن عباس رضی اللہ عنہم سب

حق پر ہیں۔ اور اپنے اپنے مقام سے خبر دے رہے ہیں۔ مواہب اللدنیہ کی ایک عبارت کا ترجمہ ہدیہ ناظرین کیا جانا ہے۔ جس سے اس مسئلہ کی حقیقت سامنے آجاتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر معراج سے واپس تشریف لائے تو حضور علیہ السلام نے ہر ایک کو اس کی عقل اور مرتبہ کے موافق حالات بتائے۔ کفار کو جو سب سے نیچے اور انتہائی پستی میں تھے۔ صرف عالم اجسام کی باتیں بتائیں۔ مثلاً مسجد اقصیٰ کا حال جو ان کو پیٹے سے معلوم تھا۔ یا راستہ میں قافلہ کے حالات بتائے جو جلد ہی ان کے سامنے آگئے۔ جن کی وجہ سے ان کے دل اس واقعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کے لئے مجبور ہو گئے۔ اسکے بعد حضور علیہ السلام نے واقعات معراج کے بیان کرنے میں کچھ ترقی فرمائی۔ اور آسمانوں پر تشریف لے جانے اور وہاں کے عجائب و غرائب مشاہدہ فرمانے کو بیان فرمایا۔ لیکن ہر صحابی کو اسکے حسب حال خبر دی جو جس کا مرتبہ تھا اس سے اسی کے لائق کلام فرمایا۔ اور ساتویں آسمان تک بغیر تنگی کے حالات بیان فرمائے۔ واقعات بیان فرماتے ہوئے، حضور علیہ السلام جب مقام جبریل علیہ السلام پر پہنچے تو افاق میں ان کی بات بیان کی۔ اور اس کے مافوق مقام دنیٰ قتلی اور قاضی الیٰ عبدہ نا اذھی کا وہ بلند مقام جہاں مخلوقات کے تصورات ختم ہو جاتے ہیں اور ماسوی اللہ کی تمام صورتیں ساکت ہو جاتی ہیں۔ اس بارگاہ اقدس کی خبر بھی صحابہ کرام کو ان کے مرتبہ اور مقام کے لائق دی۔ یہ بیان معراج گویا سننے والوں صحابہ کرام کے لئے بمنزلہ معراج تھا۔ اس لئے ہر ایک نے اس سے اپنے مرتبہ کے موافق حصہ پایا۔ کوئی مقام جبریل تک رہا۔ کوئی رویت قلبی تک پہنچا۔ کسی کو رویت عینی کے بیان کا حصہ نصیب ہوا۔ اس لئے کسی نے کہا کہ حضور علیہ السلام نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا اس نے بھی سچ کہا۔ کسی نے کہا کہ حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ اس کی بات بھی حق ہے۔ اور پھر جس کے حصہ میں رویت قلبی کا بیان آیا اس نے رویت قلبی کو بیان کیا جس نے رویت عینی کی بات سنی اس نے صاف کہا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سمر اقدس

کی مبارک آنکھوں سے اپنے رب کریم کو دیکھا۔ مختصر یہ کہ ہر ایک نے اپنے مرتبے اور مقام کی بات کی اور یقیناً سچی بات کی۔ جب یہ حقیقت واضح ہو گئی۔ تو خوبی معلوم ہو گیا کہ روایتہ جبریل علیہ السلام اور روایتہ باری تعالیٰ۔ نیز روایتہ قلبی اور روایتہ عینہ کے جملہ مقامات اور ان کے بارے میں اختلاف احوال سب ٹھیک ہیں۔ عبداللہ بن مسعود۔ عائشہ صدیقہ۔ کعب۔ ابو ذر۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب حق پر ہیں۔ (مواہب لدنیہ جلد دوم صفحہ ۳۷ - ۳۸)

چو تیسواں وعظ

اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف پانا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ ایزدی میں وہ قرب حاصل کیا جو کسی نبی کو حاصل نہیں ہوا اور نہ ہی کوئی فرشتہ اس قرب کو پہنچا۔ یہ وہ مقام ہے جو آپ ہی کے لئے خاص تھا۔ اس لامکان میں اپنے رب کریم کا دیار بلا حجاب ہی فقط نہیں کیا بلکہ اپنے رب کریم سے بے واسطہ کلام کرنے کی شرافت بھی آپ کو حاصل ہوئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے بھی اگرچہ کلام بلا واسطہ کی تھی مگر ایک تو کوہ طور اور دوسرے درمیان میں حجاب تھا۔ مگر جب حبیب خدایا اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتے ہیں تو فوق العرش لامکان پر اور بلا حجاب۔ قرآن پاک اس کلام کو بیان فرماتا ہے۔ **فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِكَ مَا أَوْحَىٰ** وحی کی لپٹے خاص بندے کی طرف وحی کی۔ اللہ تعالیٰ نے اتنا تو بتلا دیا کہ میں نے اپنے حبیب کے ساتھ کلام فرمائی مگر یہ ظاہر نہ فرمایا کہ کلام کیا تھی کیونکہ دوستوں کے درمیان اسرار پوشیدہ اچھے ہوتے ہیں۔ اس لئے اس میں ابہام رکھا۔ مگر اس ابہام کی وسعت بہت زیادہ ہے۔ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی اس ابہام کی وسعت بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

بتنام علوم و معارف و حقائق و بشارات
 و بشارات و اخبار و آثار و کرامات و کمالات
 رب تعالیٰ نے حضور علیہ السلام پر جو سارے
 علوم اور معرفت اور بشاراتیں اور اشارے

اور خبریں اور کرامتیں و کمالات وحی فرمائے
وہ اس ابہام میں داخل ہیں۔ اور سب کو
شامل ہیں ان کی کثرت اور عظمت ہی کی وجہ
سے ان چیزوں کو بطور ابہام ذکر فرمایا۔ اور بیان
نہ فرمایا۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ ان
علوم غیبیہ کو سوائے رب تعالیٰ اور اس کے محبوب
رسول کے کوئی احاطہ نہیں کر سکتا مگر جو کچھ بھی
حضور نے بیان فرمایا یا جو کچھ حضور اقدس سے
بعض کامل اولیاء کے بواسطہ پرچمکا بوجہ آپہی
اتباع کے مشرف ہوئے۔

جب صاحب معراج حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم دیدار اور کلام سے مشرف

کہ درحیثہ میں ابہام داخل است و ہمہ را شامل
از کثرت و عظمت او ست کہ ہمہ آورد و
بیان نہ کرد۔ اشارت بانکہ جز علم عالم الغیوب
و رسول محبوب بدال محیط نتواند شد مگر آنچه
آنحضرت بیان کرده یا آنچه از مقابلہ و محادثات
روح اقدس و سے بر بواطن بعضیہ از کمل
اولیاء و کبشرف اتباع و سے مستعد و مشرف
اند تاقہ۔ (مدارج جلد اول صفحہ ۲۰۵)

اللہ تعالیٰ کے سلام سے مشرف ہونا

ہوئے تو آپ نے بالہام الہی بارگاہ الہی میں کہا۔

أَلْحِيَا تٌ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوٰتُ وَالطَّيِّبٰتُ
تمام عبادتیں زبانی۔ بدنی اور مالی اللہ کے
لئے ہیں۔

تو بارگاہ الہی کی جانب سے سلام کا انعام دیا گیا۔ جل جلالہ نے فرمایا۔

اے پیارے نبی آپ پر سلام اور رحمت
اللہ و برکاتہ۔
اور برکت نازل ہو۔

سبحان اللہ! کیا بلند مقام سے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ ہم لوگوں کو اگر کوئی بڑا
افسر سلام دیتا ہے تو ہمارے لئے باعث فخر اور تعظیم بن جاتا ہے۔ بتاؤ اس حبیب پاک
کی تعظیم کا لکن بلند مقام ہے جبکو خود بادشاہوں کا بادشاہ و احکم الحاکمین سلام دے رہا ہے
اللہ اکبر! سرکار نے جب ملاحظہ فرمایا کہ آج اللہ تعالیٰ رحمتیں اور برکتیں تقسیم کر رہا ہے اور
مجھ پر بے شمار خیر و انعامات نثار کئے جا رہے ہیں۔ اسی وقت آپ کو اپنی امرت

یا آجاتی ہے۔ تو بارگاہِ الہی میں یوں عرض کرتے ہیں۔

السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ
سلام ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر
الصَّالِحِينَ ه

محبوبِ خدا نے اس مقام پر جہاں نہ کسی مرسل رسول کو پہنچ اور نہ ہی جبریل امین کو حصولِ وہاں اپنی امت کا ذکر پہنچایا۔ مگر عجیب رنگ سے۔ صلحاء کو تو صراحتاً ذکر فرما کر اور ہم گنہگاروں کو عَلَيْنَا کی ضمیر متکلم مع الغیر میں چھپا کر۔ جو اہل علم پر مخفی نہیں۔ فرشتوں کو جب معلوم ہوا کہ بادشاہِ حقیقی نے اپنے محبوب کو مقامِ قرب میں اُن گنت نعمتوں سے نوازا ہے تو ان فرشتوں نے بے اختیار ہو کر بادشاہِ حقیقی کی حمد و ثنا اور اسکے حبیب کی مدح سراہی کرتے ہوئے کہنے لگے۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدًا لَّهِ وَرَسُولُهُ۔
میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود
نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک حضرت
محمد اسکے بندے اور رسول ہیں۔ صلی اللہ

علیہ وسلم۔

جب حبیبِ خدا نے واپسی کا اظہار فرمایا تو خطابِ الہی ہوا۔ اے حبیب۔ آعدہ ہے کہ جب کوئی شخص سفر سے واپس آتا ہے اپنے دوستوں کے لئے تحفہ لایا کرتا ہے تم اپنی امت کے لئے اس سفر کی واپسی پر کیا تحفہ لے جاؤ گے۔ عرض کی خداوندِ جبار جو عطا فرمائے وہی لیاؤں گا فرمایا۔ جو تو نے کہا اور میں نے کہا اور فرشتوں نے کہا وہ تم اپنی امت کے لئے تحفہ کے طور پر لے جاؤ تاکہ وہ اسکو ہر نماز میں پڑھیں اور سعادتِ ابدی سے مشرف ہوں۔ (معارف جلد سوم صفحہ ۱۵۲)

اسی بارگاہِ قدس سے نماز کا تحفہ آپ کو ملا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دن رات میں آپ پر اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض ہیں

فرضیت نماز

بعض روایات میں چھ ۱۵ روزہ بھی آئے ہیں۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہِ الہی سے یہ تحفہ کر خوشی خوشی واپس تشریف لائے۔ جیسا کہ سرکارِ دو عالم خود ارشاد فرماتے ہیں۔

مجھ پر یعنی میری امت پر اور مجھ پر چاس نمازیں فرض ہوئیں۔ پس میں واپس آیا۔

فَرَضْتُ عَلَى الصَّلَاةِ حَمْسِينَ صَلَاةً
كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ - (مشکوٰۃ ص ۵۲)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
جب دربار خداوندی سے نمازوں

واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات

کا تحفے کر خوشی خوشی واپس آ رہے تھے۔ تو موسیٰ علیہ السلام آپ کے انتظار میں تھے کہ کب حضور نبی الانبیاء تشریف لائیں تاکہ ملاقات کا شرف ہو۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ موسیٰ علیہ السلام دیدار الہی کے شائق تھے۔ مگر وہ حاصل نہ ہو سکا۔ اب وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کے دیکھنے کا بہت شوق رکھتے۔ کیونکہ وہ چہرہ ذاتِ خدا کو دیکھ کر آیا ہے۔ حضور رسید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

پس میں موسیٰ علیہ السلام پر رزق تو انہوں نے
کہا آپ کو کس چیز کا حکم کیا گیا ہے۔ میں نے کہا
کہ مجھے ہر دن میں چاس نمازوں کا حکم کیا گیا
ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا بیشک تیری
امت ہر روز چاس نمازیں نہیں پڑھ سکیگی
میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کیا ہے
اور نبی اسرائیل کو بہت ہی آزا یا ہے۔ اپنے
رب کی طرف واپس جاؤ اور امت کے لئے
تحفیف کا سوال کرو۔ پس میں لوٹا۔ پس اللہ
تعالیٰ نے مجھے دس نمازیں معاف کر دیں
پس میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف واپس آیا
تو انہوں نے پھر وہی بات کہی۔ پس میں واپس
گیا تو دس نمازیں اور معاف ہو گئیں۔ پس
موسیٰ علیہ السلام کی طرف واپس آیا تو انہوں

فَمَرَرْتُ عَلَى مُوسَى فَقَالَ بِمَا أُمِرْتُ
قُلْتُ أُمِرْتُ بِحَمْسِينَ صَلَاةً كُلَّ
يَوْمٍ قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ حَمْسِينَ
صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ وَإِنِّي وَاللَّهِ قَدْ جَرَبْتُ
النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ
أَسَدًا الْعَاجِلَةَ فَأَرْجِعْ إِلَى رَبِّكَ
فَسَلَّهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ فَرَجَعْتُ
فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى
فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا
فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ
فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى
فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا
فَأَمَرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلِّ يَوْمٍ
فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ

فَرَجَعْتُ فَأَمَرْتُ بِحَمْسٍ صَلَوَاتٍ
 كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ
 يَا أَمْرُتُ قُلْتُ أَمْرُتُ بِحَمْسٍ
 صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ إِنَّ أَمْنَكَ لَا
 لَسْتَ طَبِيعُ حَمْسٍ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ
 وَإِنِّي قَدْ جَرَبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَ
 عَاجَلْتُ نَبِيَّ إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْعَاجِلَةِ
 فَأَرْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَلَّهُ التَّخْفِيفَ
 لِأَمْتِكَ قَالَ سَأَلْتُ رَبِّي حَتَّى
 اسْتَحْيَيْتُ وَلِكِنِّي أَرْضِي وَأُسَلِّمُ
 فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادَى مِنِّي مُنَادٍ مُصَلِّتٌ
 فَرِيضَتِي وَحَقَّقْتُ عَنْ عِبَادِي
 رَوَاكَ الْمُسْلِمُ وَالْبُخَارِيُّ مَدْرُكَةُ

نے وہی کہا پھر میں واپس گیا تو دس اور نمازیں
 معاف ہوئیں۔ پس موسیٰ علیہ السلام کے پاس
 آیا تو انہوں نے اسی طرح کہا۔ پس میں واپس
 آیا دس اور معاف ہو گئیں۔ پس مجھے دس نمازیں
 ہر دن پڑھنے کا حکم ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام کے
 پاس واپس آیا تو انہوں نے وہی بات کہی۔ پس
 میں واپس آیا تو ہر روز پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم
 ہوا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو کہا کیا
 حکم ہوا۔ میں نے کہا ہر روز پانچ نمازوں کا
 کہنے لگے آپ کی امت ہر روز پانچ نمازوں
 کی بھی طاقت نہیں رکھیں گی۔ کیونکہ میں نے
 لوگوں کا تجربہ کیا ہے اور نبی اسرائیل کو خوب
 آزمایا ہے۔ لہذا اپنے رب کی طرف پھر جاؤ

اور امت کے لئے تخفیف کا سوال پیش کرو۔ آپ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے اتنا مانگا یہاں تک
 کہ مجھے شرم آتا ہے۔ لیکن میں اس پر راضی برہنا ہوں۔ جب میں آگے بڑھا کہ منادی نے پکارا
 کہ میں نے اپنے فرض کو جاری کیا اور اپنے بندوں پر تخفیف فرمائی ہے
 مسلم شریف کی روایت میں آنا اور زائد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

حبیب! یہ ہر روز پانچ نمازیں ہیں۔ ہر نماز
 کیلئے دس نمازیں ہونگی۔ تو یہ دُثُوب کے
 اعتبار سے، پچاس نمازیں ہیں۔ جو شخص
 نیکی کا ارادہ کرے اور کرے نہیں تو اس کے
 لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ اور جو شخص
 برائی کا ارادہ کرے اور کرے نہیں تو کچھ بھی

يَا مُحَمَّدُ إِنَّهُنَّ حَمْسٌ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ
 وَبِلَلَّةٍ لِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ فَذَلِكَ
 حَمْسُونَ صَلَاةً مَن هَمَّ بِحَسَنَةٍ
 فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ فَإِن
 عَمِلَهَا كُتِبَ لَهُ عَشْرًا وَمَن هَمَّ
 بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَ لَهُ

شَيْئًا فَإِنْ عَمِلَهَا كَتَبَتْ لَهُ سِتَّةً
وَاحِدَةً زَوَّكًا مُسْلِمًا - دمشق
نہیں لکھا جاتا۔ اگر اسکو کرے تو اس کے لئے
ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے۔

صفحہ ۵۲۸

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر حضور علیہ السلام
کو علم ہوتا کہ میری امت پچاس نمازیں
نہ پڑھے گی تو موسیٰ علیہ السلام کے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نمازوں میں تخفیف طلب کرنے کا مشورہ دینا

بغیر کہے خود طلب تخفیف فرماتے۔ لیکن حضور علیہ السلام نے از خود ایسا نہ کیا بلکہ موسیٰ علیہ السلام
کے کہنے سے واپس گئے اور نمازیں کم ہونے کی درخواست کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ
علیہ السلام کو تجربہ کی بنا پر علم تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ تھا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ
تعالیٰ نے باوجود عالم الغیب ہونے کے پچاس نمازیں فرض فرمائیں۔ اور اولاً از خود کوئی
تخفیف نہ فرمائی۔ اللہ تعالیٰ حکیم ہے۔ اسکا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس
فعل میں حکمت تھی۔ اور نبی کریم کے خاموش رہنے میں بھی وہی حکمت تھی۔ حکمت کو لا علمی کہنا
جہالت ہے۔ اس واقعہ میں یہ حکمت تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حیات ظاہری کے بعد
بھی ہم دنیا والوں کے فائدہ کا وسیلہ بن گئے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اہل قبور خواہ انبیاء و علیہم
السلام ہی کیوں نہ ہوں دنیا والوں کو کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت
بالغہ سے اس قول کو رد فرمادیا۔ اور وہ اس طرح کہ پیتا لیس نمازیں معاف فرمانے والا اللہ
تعالیٰ ہے اور معاف کرانے والے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معافی حاصل کرنے کے لئے بھیجے والے اور معافی کا وسیلہ بننے والے
حضرت موسیٰ علیہ السلام میں جو صاحب قبر ہیں۔ اور غالباً اسی حکمت کو ظاہر فرمانے کے
لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَإِذَا أَهْوَقَا ثُمَّ لِيُصَلِّي فِي قَبْرِكَ كَمَا جَبَّيْنِ
مسجد اقصیٰ جباریا تھا تو میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گذرا وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز
پڑھ رہے تھے۔ خاص طور پر لفظ قرار شاد فرمانے میں یہ حکمت معلوم ہوتی ہے کہ اہل قبور
کا دنیا والوں کو فائدہ پہنچانا امت ہو جائے اور وہ فائدہ بھی ایسا کہ تمام دنیا والے مل کر بھی

وہ فائدہ کسی کو نہیں پہنچا سکتے۔ دیکھو اگر سارا جہان بھی نذر لگائے تو فرائض کا ایک سچا سچا بھی کم نہیں کرا سکتا۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام نے بالواسطہ پینتالیس نمازیں معاف کرا دیں۔ اسکے علاوہ یہ حکمت بھی ہو سکتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نمازیں معاف کرنے کے لئے بار بار بھیج رہے تھے تاکہ حضور علیہ السلام ہر مرتبہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں اور موسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کریں اور اس طرح آئینہ مصطفیٰ میں اپنے رب کریم کا دیدار حاصل ہو سکے۔ (برکت از بعض مشائخ)

چھینسواں وعظ

واپسی پر تفلوں کا ملاحظہ فرمانا

محمد بن اسماعیل کہتے ہیں کہ مجھ کو ام ہانی ابی طالب سے جن کا نام ہند ہے۔ معراج نبوی کے متعلق یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ کہتی تھیں کہ جب آپ کو معراج ہوئی آپ میرے گھر میں سوتے تھے۔ آپ نے عشاء کی نماز پڑھی پھر سو گئے۔ اور ہم بھی سو گئے۔ جب فجر کے قبل کا وقت ہوا۔ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیدار کیا۔ جب آپ صبح کی نماز پڑھ چکے۔ اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ فرمایا اے ام ہانی میں نے تم لوگوں کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی۔ جیسا کہ تم نے دیکھا تھا۔ پھر بیت المقدس پہنچا اور اس میں نماز پڑھی۔ پھر میں نے اب صبح کی نماز تمہارے ساتھ پڑھی۔ جیسا تم دیکھ رہے ہو۔ پھر آپ باہر جانے کے لئے اٹھے۔ میں نے آپ کی چادر کا گوشہ پکڑ لیا۔ اور عرض کی۔ یا رسول اللہ! لوگوں سے یہ قصہ بیان نہ کرنا۔ کیونکہ وہ آپ کی تکذیب کریں گے اور آپ کو ایذا دیں گے۔ آپ نے فرمایا واللہ میں ضرور ان سے اسکو بیان کروں گا۔ میں نے اپنی ایک جھٹی لونڈی سے کہا کہ آپ کے پیچھے پیچھے جانا کہ جو آپ لوگوں سے کہیں اور لوگ آپ سے کہیں اسکو سنے۔ جب آپ باہر تشریف لے گئے۔ لوگوں کو معراج کی خبر دی۔ انہوں نے تعجب کیا اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم،

اس کی کوئی نشانی ہے، تاکہ ہم کو یقین آئے، کیونکہ ہم نے ایسی بات کبھی نہیں سنی۔ آپ نے فرمایا: نشانی اس کی یہ ہے کہ میں فلاں وادی میں فلاں قبیلہ کے قافلہ پر گزرا تھا اور ان کا ایک اونٹ بھاگ گیا تھا اور میں نے ان کو بتلایا تھا۔ اس وقت میں شام کو جا رہا تھا۔ پھر میں واپس آیا۔ یہاں تک کہ جب صبحان میں فلاں قبیلہ کے قافلہ پر پہنچا تو ان کو سنا ہوا پایا۔ اور ان کا ایک برتن تھا جس میں پانی تھا اور اسکو ڈھانک رکھا تھا۔ میں نے ڈھانکا اتار کر اسکا پانی پیا۔ پھر اسی طرح بدستور ڈھانک دیا۔ اور اس کی یہ بھی ایک نشانی ہے کہ ان کا قافلہ اب بیضاء سے تنجیم کو آ رہا ہے۔ سب سے آگے ایک خاکستری رنگ کا اونٹ ہے۔ اس پر دو بورے لدے ہوئے ہیں۔ ایک کالا دوسرا دھاری دار۔ لوگ تنجیم کی طرف دوڑ کر گئے تو اس اونٹ سے پہلے کوئی اور اونٹ نہیں ملا جیسا آپ نے فرمایا تھا۔ اور ان سے برتن کا قصہ پوچھا۔ انہوں نے خبر دی کہ ہم نے پانی بھر کر ڈھانک دیا تھا۔ سو ڈھکا ہوا ملا۔ مگر اس میں پانی نہ تھا۔ اور ان دوسروں سے پوچھا جن کا اونٹ بھاگنا بیان فرمایا تھا۔ اور یہ لوگ مکہ معظمہ پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے کہا واقعی صحیح فرمایا ہے۔ اس وادی میں ہمارا اونٹ بھاگ گیا ہم نے ایک آدمی کی آواز سنی جو اونٹ کی طرف ہم کو پکار رہا تھا۔ یہاں تک کہ ہم نے اونٹ کو پکڑ لیا۔ دکنانی سیرۃ ابن ہشام، اور پہلی روایت میں ہے کہ دو لوگوں نے آپ سے نشانی مانگی تو آپ نے بدھ کے دن قافلہ کے آنے کی خبر دی۔ جب وہ دن آیا۔ تو وہ لوگ نہ آئے یہاں تک کہ آفتاب مغرب کے قریب پہنچ گیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو آفتاب چھنے سے رک گیا۔ یہاں تک کہ وہ لوگ جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا آگئے۔

پھر کفار نے آپ سے صدق واقعہ معراج کے لئے بیت المقدس کی نشانیاں پوچھیں

بیت المقدس کی نشانیاں بتلانا

آپ نے ان کو وہ نشانیاں پوری پوری بیان کر کے ثابت کر دیا کہ میں سچا رسول ہوں۔ اور واقعی میں بیت المقدس کو دیکھ کر آیا ہوں۔

جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

مَرَّكَارَ فَرَمَاتے کہ میں مقامِ حطیم میں تھا کہ

قریش نے مجھ سے میری سیر کے متعلق پوچھا
پس بیت المقدس کی چیزوں سے پوچھتے
تھے۔ وہ مجھے یوں یاد نہ تھیں (عدم توجہ سے)
پس ایسا غم زدہ ہوا کہ ایسا کبھی نہیں ہوا پس
اللہ تعالیٰ نے اسے میرے سامنے اٹھا
کر رکھ دی۔ میں اسکو دیکھ رہا تھا۔ اور جو
شیء مجھ سے پوچھتے میں ان کو بتا دیتا۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي
الْحَجْرِ وَتُرَيْشَ تَسْأَلُنِي عَنْ مَسْرَأِي
فَسَأَلْتُنِي عَنْ أَشْيَاءٍ مِنْ بَيْتِ
الْمَقْدَسِ لَمْ أَشْتَهَأْ فَكُرِبْتُ كَرُبًّا
مَا كُرِبْتُ مِثْلَهُ فَوَقَعَهُ اللَّهُ لِي
أَنْظُرَ إِلَيْهِ مَا لَيْسَ لَوْ لِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا
أَبَانُ لَهُمُ الْحَدِيثُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(مشکوٰۃ ص ۵۲۹)

فائدہ

حضرت علامہ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں یا حضور اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم اور بیت المقدس کے درمیان جو حجابات تھے وہ سب اٹھا دیئے گئے
اور وہ حضور کو سامنے نظر آ رہی تھی یا یہ کہ خود بیت المقدس اٹھا کر آئے دو عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کے سامنے رکھی گئی ہو جیسا کہ ابن عباس کی حدیث میں ہے۔ بیت المقدس کو
اٹھا کر دار عقیل کے پاس رکھا گیا اور یہ کوئی محال نہیں کیونکہ سلیمان علیہ السلام کے سامنے
تحت بلقیس لایا گیا تو جدید خدا کے سامنے بیت المقدس پیش کی گئی۔ سبحان اللہ کیا شان
محبوب خدا کی ہے کہ آپ کی تصویری سی توجہ ہٹنے سے مسجد اقصیٰ بھی اپنی جگہ سے ہٹ کر خدمت
والایں حاضر ہو گئی۔ (مدارج جلد اول - اشعۃ اللمعات صفحہ ۵۴۰)

ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے
شاہد بنا کر بھیجا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

حضور علیہ السلام کا شاہد ہونا

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا
وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا۔
اے نبیؐ کی خبر دینے والے محبوب ہم نے
آپ کو شاہد اور مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے۔

شاہد کے لئے مشاہدہ درکار ہے۔ جب کوئی کسی شے کو دیکھے نہیں اس کی شہادت
کیسی دے سکتا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کے لئے شاہد ہیں۔ اس لئے آپ
کے ملاحظہ اور مشاہدہ میں ہر شے کا ہونا ضروری ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے تمام زمینوں

کو آپ کے مشاہدہ میں کر دیا۔ جیسا کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ زَوَىٰ لِي الْأَرْضَ فَرَأَيْتُمْ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا الْحَدِيثُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (مشکوٰۃ ص ۵۲)

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے زمین پیٹ دی ہے پس میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا ہے۔

تمام زمین حضور کے مشاہدہ میں ہے اور اس زمین میں جتنے خزانے اور دفائن موجود ہیں وہ بھی

زمین کے خزانے کے مالک ہیں

نظر پاک سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ کیونکہ ان خزانے کی چابیاں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس میں ہیں۔ حضور ارشاد فرماتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَارِحِ الْكَلْبِ وَنُصِرْتُ بِالرَّعْبِ وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أُتِيْتُ بِمَعَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوَضَعَتْ فِي يَدِي رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالْمُسْلِمُ (مشکوٰۃ ص ۵۲)

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے کلماتِ جامع دیکر بھیجی گیا اور رعب دیکر میری مدد کی گئی ہے۔ ایک وقت میں سویا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی تمام چابیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔

اب زمین اور زمین کے خزانے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائے گئے۔ باقی آسمان اور جنت و دوزخ اور وہاں کی مخلوقات رہ گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معراج سے سرفراز فرمایا۔ تمام آسمان اور وہاں کی مخلوقات دکھائی۔ دوزخ و جنت اور وہاں کے جملہ موجودات دکھائے۔ جب تمام موجودات کا مشاہدہ کر دیا۔ پھر اپنی بارگاہِ قدس میں بلا کر اپنا جمال دکھایا تاکہ آپ پر لفظ شہادہ کا اطلاق متحقق ہو جائے۔ اور کوئی ایک شے بھی آپ کی نگاہِ اقدس سے اوجھل نہ رہے۔ فالحمد لله على ذلك۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیت المقدس تک براق پر تشریف لیجانا متفق علیہ ہے۔ آگے آسمانوں تک مختلف فیہ ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ

واپسی

براق پر آسمانوں پر نہیں گئے۔ اور بعض کے نزدیک آپ آسمانوں پر بھی براق پر تشریف لے گئے۔ یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ تک براق پر سوار رہے۔ پھر وہاں سے رفعت پر سواری فرمائی اور عرش تک پہنچے۔ پھر آگے رفعت بھی رک گئی اور اکیلے بارگاہِ اہلی میں پہنچے۔ اسی طرح واپسی میں بھی اختلاف ہے۔ بعض نے فرمایا کہ واپسی بغیر براق کے تھی۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا پورا ظہور ہو۔ بعض نے فرمایا کہ واپسی براق پر تھی۔ (حیوۃ المیوان لکمال الدمیری صفحہ ۱۴۷)

اپنی بے مائیگی کا اعتراف

فقیر غفلت نے اپنی بساط کے مطابق معراج مبارک کے جملہ وعظ بڑی کوشش سے لکھے ہیں۔ کوشش کی گئی ہے کہ کوئی واقعہ باقی نہ رہ جائے مگر پھر بھی اپنی بے مائیگی کی وجہ سے بہت سے مسائل رہ گئے ہیں۔ جو ان مواعظ میں نہیں آئے۔ آج پانچویں تاریخ رمضان مبارک کی ہے کہ معراج شریف کے وعظ ختم ہوئے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

فیروز محمد قادری جیسی حال دار و مندئی دار برٹن۔

ختم شد

اسلام ميں عورت کا مقام

شیخ الحدیث عبد المصطفیٰ اعظمی صاحب

سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ

ڈبکھوٹ روڈ فیصل آباد۔ ٹاؤن کڈ لٹھی تحصیل ضلع شیخوپورہ

پہلے دو سال کی معلومات کا خزینہ

جامع الفتاویٰ

المنبر

اوارشہرت

2 جلد مکمل سیٹ

مکمل 16 حصے

افادات مجدد اسلام شاہ احمد رضا فان صاحب بریلوی قدس سرہ
حجت الاسلام حضرت شاہ فامد رضا فان صاحب بریلوی قدس سرہ
مدد الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ
مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین صاحب طسائی رحمۃ اللہ علیہ

تتبعاً مولانا محمد اسلم علوی قادری رضوی (رحمۃ اللہ علیہ)

سازگار لاشاعت علویہ رضویہ فیصل آباد